یار کو ہم نے جابجا دیکھا
تحریر: کتاب چہرہ

BURAQ READER

اسکی آنکھ کھلی تو خود کو ایک تاریک کمرے میں پایا، سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ ذہن پر زور ڈالنے کی کوشش کی مگر کچھ یاد نہیں آرہا تھا دونوں ہاتھ کرسی کی پشت پر بندھے تھے۔۔

"فائنلی یو ویک اپ۔۔۔"کانوں میں ایک سرد آواز پڑی تو اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا، سامنے ہی وہ شخص بہت اطمینان سے چیئر پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا اسے یقین نہ آیا یہ سب اس شخص کا کیا دھرا ہے یعنی اسکا شک درست تھا۔۔۔

"آآپ۔۔آپ نے اغواء کیا مجھے؟"بے یقینی سے اسے دیکھا

"ہاں بالکل میں نے ہی اغواء کیا..."جواب اس قدر ٹھنڈے لہجے میں دیا گیا کہ سامنے بیٹھی اس لڑکی کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

"یعنی۔۔۔یعنی آپ نے ہی میری دوست کو۔۔۔"اس سے جملہ مکمل نہ ہوسکا تھا آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی مگر وہ ویسے ہی پرسکون بیٹھا تھا۔

"کیوں کیا اس کے ساتھ ایسا بولو جواب دو مجھے۔۔۔۔۔۔۔"نفرت سے چیختی رسی سے اپنے ہاتھ آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگی جب اس شخص نے اسکا چہرہ سختی سے دبوچ لیا۔

"ایک۔۔۔لفظ۔۔۔نہیں سمجھ آئی ایک۔۔۔لفظ۔۔۔نہیں۔۔"اسکا چہرہ اپنے ہاتھ میں

جکڑ کر ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا وہ سن ہوتے دماغ کے ساتھ ساکن نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جب ہی کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور آنے والی شخصیت کو دیکھ کر وہ بالکل پتھر کی ہوچکی تھی۔۔۔اتنا بڑا دھوکا۔۔۔اتنا بڑا جھوٹ.... کتنی بے وقوف تھی وہ جو جان ہی نہ سکی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

وہ تینوں خوف سے کار کے چاروں طرف گن تانے آدمیوں کو دیکھ رہی تھیں جب ایک نے لڑکے کی طرف کا شیشہ بجایا۔

"نہیں بھائی پلیز مت کھولیں۔"اسے شیشہ کھولتے دیکھ برابر میں بیٹھی لڑکی اس کا ہاتھ تھام گئی مگر لڑکے نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر تسلی دی اور شیشہ کھول دیا۔

"کیا مسئلہ ہے؟ ہمارا راستہ کیوں روکا ہے؟"ناگواری سے بولا جب تک یہ تینوں ساتھ تھیں وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

"دیکھ ہمیں بس یہ پیچھے بیٹھی لونڈیا چاہیئے، شرافت سے اسے ہمارے حوالے کردے۔"اسلحہ بردار کی بات پر دونوں لڑکیوں نے بے یقینی سے اسے پھر اُس لڑکی کے لٹھے کی طرح سفید چہرے کو دیکھا جو بس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا بکواس کر رہا ہے ہاں۔۔۔ ہو کون تم لوگ۔"وہ دھاڑ اٹھا۔

"اوے۔۔۔زیادہ ہیرو بنا نا یہیں ساری گولیاں تجھ میں اتار دیں گے اور پھر ایک کے بجائے تین لے کر جائیں گے۔"اسکے سینے پر گن رکھ کر تینوں پر نظر ڈالی تینوں کی چیخیں نکل گئیں تھیں۔۔

"ٹھیک ہے....."

"تم اس کو لے جاؤ اور ہمیں جانے دو۔"چند لمحے بعد اس لڑکے کی آواز کار میں گونجی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہے تم پاگل ہو گئے ہو۔"پیچھے بیٹھی دوسری لڑکی ایکدم ہوش میں آئی تھی۔

"بھائی یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہے ہیں آ آپ۔۔۔"وہ دونوں ہی سکتے کی کیفیت میں تھیں، جب لڑکے نے اس لڑکی کی سائیڈ کا لاک کھول کر ایک نظر اسے دیکھا جو پتھرائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، کیا کچھ نہ تھا ان دو نین میں وہ فوراً نظریں پھیر گیا۔ایک اسلحہ بردار نے قہقہہ لگاتے جھٹکے سے کار کا دروازہ کھول کر اسے باہر کھینچا وہ دونوں لڑکیاں چیخ پڑی تھیں مگر اس لڑکی کے منہ سے ایک لفظ نہ نکلا تھا بس ایک آنسو ٹوٹ کر دوپٹے کے ساتھ زمین پر گرا تھا۔وہ اس آدمی کے ساتھ گھسیٹتی چلی جارہی تھی لڑکے نے اپنی سرخ پڑتی آنکھوں کے ساتھ یہ منظر

دیکھا تھا۔

"میں۔۔۔میں ایسا نہیں ہونے دوں گی آ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں بھائی..... بیوی ہے وہ آپ کی...." برابر میں بیٹھی لڑکی دروازہ کھولنے کے لیے پاگل ہوتی نم آنکھوں سے چیخ اٹھی تھی جبکہ پیچھے بیٹھا وجود جو پہلے ہی ساکت تھا اسکی بات پر پتھرائی نظروں سے اسے دیکھا۔

"بیوی... "بہت ہلکے سے اس کے لب ہلے تھے اور ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسل گیا، تبھی اس نے گاڑی اسٹارٹ کر کے ریوس کی پیچھے سے اب جیپ ہٹ چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا
کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا
کہیں ممکن ہوا کہیں واجب
کہیں فانی کہیں بقا دیکھا
دید اپنے کی تھی اسے خواہش
آپ کو ہر طرح بنا دیکھا
صورت گُل میں کھل کھلا کے ہنسا

شکل بلبل میں چہچہا دیکھا
شمع ہو کر کے اور پروانہ
آپ کو آپ میں جلا دیکھا
کر کے دعویٰ کہیں انالحق کا
بر سرِ دار وہ کھنچا دیکھا
تھا وہ برتر شما و ما سے نیاز
پھر وہی اب شما و ما دیکھا
کہیں ہے بادشاہ تخت نشیں
کہیں کاسہ لئے گدا دیکھا
کہیں عابد بنا کہیں زاہد
کہیں رندوں کا پیشوا دیکھا
کہیں وہ در لباسِ معشوقاں
بر سرِ ناز اور ادا دیکھا
کہیں عاشق نیاز کی صورت
سینہ بریاں و دل جلا دیکھا

"یا اللہ کس منحوس کی شکل دیکھ لی آج، ہمارے اپارٹمنٹس میں تو بلی بھی نہیں ہے۔"غصے سے بڑبڑاتی کار سے نکلی۔

"بھائی اور کتنا ٹائم لگے گا، کب سے اس سے راز و نیاز میں لگے ہو کچھ کرو بھی تو۔" جھنجھلا کر بولی تو میکینک نے بیزاری سے اسکی الٹو کو دیکھا۔

"دیکھو دانین باجی یا تو اسے چھوڑ دو یا رخصت کردو کیونکہ اسکا اب آپ کے ساتھ گزارا نہیں۔۔۔" مکینک کے مخلصانہ مشورے پر وہ تپ کر رہ گئی۔

"جو کام ہے وہ کرو، میرے ایڈوائیزر بننے کی ضرورت نہیں سمجھے۔"ناک چڑھا کر بولی وہ یکدم سیدھا ہو کر اپنا کام کرنے لگا۔اپنی پیاری سی کار کو دیکھنے لگی جو حسن صاحب نے اسے اپنے انتقال سے پہلے دی تھی اور پچھلے دو سال سے ایک پکی دوست کی طرح اسکا ساتھ بھی نبھا رہی تھی۔

"جلدی کرو دیر ہو رہی ہے مجھے۔"ٹائم دیکھ کر ٹینشن ہونے لگی، ماما کی طبیعت کی وجہ سے ایک ہفتے سے یونی نہیں جارہی تھی اور اگر آج بھی لیٹ پہنچتی تو ماریہ اسے زندہ نہیں چھوڑتی۔۔

"ایکسکیوز می۔۔۔"ایک سوٹڈ بوٹڈ شخص ورک شاپ میں داخل ہوا تو مکینک یکدم سیدھا ہو کر اسکے پاس بھاگا۔

"جی صاحب جی۔"مودب سا بولا اس نے سڑا ہوا منہ بنایا۔

"دور فٹے منہ چھوٹی سہی لیکن میں بھی تو کار میں ہی آئی تھی۔"ایک نظر سامنے کھڑے شخص کی لینڈ کروزر پر ڈالتی بڑبڑا کر رہ گئی۔۔۔

"کار میں کچھ ایشو ہورہا ہے چیک کرو ،واپسی پر سروس کے لیے دے دوں گا۔"اس شخص کی بات پر مکینک فوراً اسکی کار کا بونٹ کھولنے لگا اس کا پارہ ہی چڑھ گیا۔

"او ہیلو۔۔۔میں کب سے کھڑی ہوں میرا کام کرو پہلے سمجھے۔"دندناتی ہوئی اسکے سر پر جا پہنچی۔ اس شخص نے ایک نظر اس پر ڈالی یلو ٹاپ اور بلو جینز پر چھوٹا سا وائٹ اسٹول ڈالے، شولڈر کٹ بالوں کی اونچی پونی بنائے، اپنی موٹی موٹی آنکھوں سے اسے اور مکینک کو گھور رہی تھی ،مکینک ایکدم گڑبڑا گیا۔

"باجی بس دو منٹ ان کا کام کچھ بھی نہیں ہے۔"اس نے ریکویسٹ کی مگر اس نے مزید غصے گھورا۔

"پہلے میں آئی تھی میرا کام کرو۔"غصے سے بولی تو وہ شخص بھی اپنا موبائل رکھ کر اسکی طرف متوجہ ہوگیا۔

"لک مس میری کار میں ایسا کوئی ایشو نہیں بس دو منٹ کی بات ہے پلیز۔"رسٹ واچ میں ٹائم دیکھ کر تحمل سے بولتا اسے سخت زہر لگا۔

"ایک سیکنڈ کا بھی کیوں نہ ہو، پہلے میں آئی ہوں سمجھ آئی،جاؤ کام کرو اپنا۔"اس سے مخاطت ہوتی مکینک کو گھور کر بولی تو وہ اسے معذرت کرتا دانین کی کار کی

جانب بڑھ گیا، اس نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی۔
"مس آپ دو منٹ ویٹ نہیں کر سکتیں، مجھے ارجنٹلی کہیں پہنچنا ہے۔"ضبط سے بولا دانین نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"تو آپ کو کیا لگ رہا ہے میں اتنی صبح صبح کار ٹھیک کروا کر بکریاں چرانے جاؤں گی۔مجھے بھی "ارجنٹلی" جانا ہے۔"ارجنٹلی پر زور دیتی ایک تمسخرانہ نگاہ اسکی چمچماتی لینڈ کروزر پر ڈال کر اپنی کار کی جانب متوجہ ہوگئی، پتہ نہیں کیوں وہ شاید اس انجان شخص کی حسین کار سے جیلس ہوگئی تھی۔۔
"ایڈیٹ۔"بڑبڑاتا ہوا کار کا ڈور کھولنے لگا مگر دانین حسن کے تیز کان یہ لفظ سن چکے تھے۔
"خود ہوگا ایڈیٹ پاگل کہیں کا۔"زور سے بڑبڑاتی کار میں بیٹھ گئی جسے مکینک نے اسٹارٹ کرنے کو کہا تھا اس شخص نے پلٹ کر اس بدتمیز لڑکی کو دیکھا وہ بھی اسکی گل افشانی سن چکا تھا۔
"ال مینرڑ۔"غصہ ضبط کرتا جبڑے بھینچ کررہ گیا۔تقریباً پچیس منٹ کی محنت کے بعد دانین کی کار اسٹارٹ ہوئی تو وہ خوشی سے جھوم اٹھی تھی۔
"دیکھنا تم اب دو تین مہینے تک میری گاڑی تمہاری شکل تک نہیں دیکھے گی سمجھے۔"کار ورک شاپ سے باہر نکالتی مکنک سے بولی تو وہ طنزیہ مسکراتا اس شخص

کی کار کے پاس آیا جو ترش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا وہ گڑبڑاتا بونٹ پر جھک گیا۔

☆☆☆☆☆☆

حسن صاحب کی دو اولادیں تھیں۔ تیس سالہ اسد اور بائیس سالہ دانین۔۔اسد جو شادی کے کچھ عرصے بعد ہی جاب کے سلسلے میں باہر چلا گیا تھا جبکہ ماہین اور چار سالہ بیٹا عباد دانین اور صبوحی بیگم کے ساتھ ایک خوبصورت سے اپارٹمنٹ میں رہتے تھے۔دانین کے BBA کا تیسرا سال تھا جو اسکے مطابق انتہائی سست رفتار میں گزر رہا تھا۔

"یہ زید آیا آج؟"کلاس میں بیٹھیں ٹیچر کا انتظار کرتی دانین نے ماریہ سے پوچھا جو پورے یونی میں اسکی واحد بیسٹ فرینڈ تھی یا زید تھا اس کا فائنل ائیر تھا۔

"تم ایک ہفتے سے نہیں آرہیں تھیں بور ہو گیا ہو گا۔"ہنستے ہوئے بولی اس نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ویسے آنٹی کی کیسی طبیعت ہے اب؟"اپنے رجسٹرز نکالتے پوچھا تو وہ مطمئن انداز میں مسکرا دی۔

"الحمداللہ اب تو ٹھیک ہو گئیں، بھابھی نے ہی کہا تھا کہ یونی جاؤ اب۔"بیگ کی کی چین سے کھیلتے بولی اس وقت وہ کلاس کی لاسٹ رو میں بیٹھیں باتوں میں مگن تھیں

،اسکی شروع سے کلاس کی سب سے آخر چیئر پر بیٹھنے کی عادت تھی اسکا ماننا یہ تھا کہ دور سے بیٹھ کر ہم زیادہ توجہ سے پڑھتے ہیں۔

"یار ایک بات تو بتانا بھول ہی گئی، اکاؤنٹس کے سر تیمور کے بارے میں، کیا بندے ہیں یار۔۔" کھوئے کھوئے لہجے میں بولی تو دانین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا پاگل واگل تو نہیں ہوگئیں یہ بڈھوں میں کب سے انٹرسٹ لینے لگیں تم۔" ہنستے ہوئے بولی ماریہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ مارا۔

"دفع ہو ابھی تم نے انہیں دیکھا نہیں اسی لیے بول رہی ہو، ایک ہفتے سے دھوم مچی ہے ان کے لکس کی اور کیا پڑھاتے ہیں یار امیزنگ۔۔"پرجوش انداز میں بولی تو اس نے ایک آئی برو اٹھا کر اسے دیکھا۔

"سر مدثر نے بیٹا تو نہیں بھیج دیا اپنا۔"چھیڑتے ہوئے ایک آنکھ ماری ماریہ کا کڑوا سا منہ بن گیا۔

"دفع ہو کہاں وہ گنجا سر ،بندہ پڑھائی سے اکتا جائے اور ان کے آگے تو ہر کوئی خود بکس کھول کر بیٹھ جائے۔"تصور میں انہیں سوچتی ہوئی بولی، اب اسے بھی تجسس سا ہونے لگا جب ہی وائٹ شرٹ پر انڈیگو ٹائی اور بلیک ڈریس پینٹ میں سر تیمور اپنی وجیہہ شخصیت کے ساتھ کلاس میں داخل ہوئے تھے

"گڈ مورننگ اسٹوڈنٹس" اپنی گھمبیر آواز میں کہتے روسٹرم پر جا کھڑے ہوئے چند ایک لڑکوں کے سوا سب نے پرجوش انداز میں جواب دیا تھا جبکہ ہو ساکت بیٹھی اسے تک رہی تھی ماریہ نے مسکراتے ہوئے اسکے کندھے سے کندھا ٹکرایا۔

"کہا تھا نا ہوش اُڑ جائیں گے۔" فخریہ انداز میں بولی دانین کا اسی وقت سکتا ٹوٹا تھا۔

"یا اللہ یا تو اس شخص کو اندھا کر دے یا مجھے غائب کر دے۔" تھوڑا سا جھک کر اسٹوڈنٹس کے سروں کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرتی دعائیں کر رہی تھی، ماریہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"پاگل تو نہیں ہو گئیں نینی اٹھو کیا بول رہی ہو۔" دھیرے سے سرگوشی کی۔

"پلیز ماریہ میری آج بھی ایپسینٹ لگوا دو، میں لنچ کرواؤنگی تمہیں۔" گھبرا کر آہستہ سے بولی، اب اس وقت اسے کیا کہانی سناتی اس لینڈ کروزر والے شخص کے بارے میں۔۔۔

"سائیلینس پلیز" ناگواری سے ماریہ کی طرف دیکھا تو وہ یکدم سیدھی ہو کر بیٹھ گئی جبکہ دانین بی بی کی اسٹوڈنٹس کے سروں کی وجہ سے بچت ہو گئی تھی، کلاس میں اب اٹینڈینس لی جا رہی تھی۔

"رول نمبر 38" سر اٹھا کر پوری کلاس کی جانب دیکھا کیونکہ پیزنیٹ یا ایبسنٹ کی پکار اب تک نہیں آئی تھی اس نے ماریہ کو گھورا جو بت بنی بیٹھی تھی۔

"رول نمبر 38"اس بار سخت آواز میں کہا گیا۔

"پرے۔۔۔پریزینزینٹ سر۔"دانین نے چھپے چھپے ہی آواز لگادی سر نے ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر رول نمبر 38 نظر نہ آیا۔

"اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو اپنا روحِ سخن ہمیں دِکھا سکتی ہیں۔"طنزیہ لہجے بولا گیا جہاں پوری کلاس کے قہقے ابلے تھے وہیں وہ سر پیٹ کر رہ گئی۔

"تمہیں تو بتاتی ہوں میں۔۔"

"ہیلو سر"دانت پیس کر ماریہ کو گھورتی آدھا سر نکال کر سامنے کھڑی مصیبت کو دیکھا۔

"مس دانین حسن اسٹینڈ اپ۔"اس بار لہجہ کرخت تھا۔ وہ گھبرا کر کھڑی ہوتی اپنا چہرہ گردن میں گھسا گئی، اس کی حرکت پر انہیں شدید غصہ آیا تھا۔

"کم ہیئر۔"اسکے جھکے سر کو گھور کر بولے تو وہ جل تو جلال تو کرتی مرے مرے قدموں سے ایک ایک اسٹیپ اترتی نیچے ان کے سامنے آکھڑی ہوئی سر ہنوز جھکا تھا۔

"کیا آپ ہم سب کو بتانا پسند کریں گی اپنے آپ کو چھپانے کی وجہ۔۔"کرختگی سے بولے وہ کڑھ کر رہ گئی اور آہستہ سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا جو اٹینڈینس رجسٹر چیک کر رہے تھے۔

"یہ کس خوشی میں اتنی چھٹیاں۔۔۔"سر اٹھاتے اس سے پوچھا مگر اسکی شکل دیکھ کر باقی لفظ منہ میں ہی رہ گئے آنکھوں میں یکدم ہی ناگواری سمٹ آئی تھی۔

"سر وہ۔۔۔۔۔میری ماما۔۔۔۔۔بیمار تھیں۔"اسکی سرخ ہوتی آنکھوں سے نظر ہٹاکر لب کاٹتی دھیرے سے بولی جبکہ سر تیمور کا بس نہیں چل رہا تھا اس کا حشر بگاڑ دیں۔

"کل تک مجھے اکاؤنٹس کا تمام ورک کمپلیٹ ملے آپ کا۔۔"اسے غصے سے دیکھتے آرڈر کیا تو وہ یکدم گھبرا کر انہیں دیکھنے لگی۔

"سر میں ایک ہفتے کا کام آج ہی آج میں کیسے کروں گی؟"حیرانگی سے بولی سر نے ایک طنزیہ نگاہ اس پر ڈالی۔

"بکریا چرانے سے اچھا ہے آپ پڑھائی پر کونسنٹریٹ کریں گی تو ہنڈرڈ پرسنٹ کمپلیٹ ہوجائے گا۔" تمسخرانہ نگاہ ڈالتے روسٹرم کی جانب بڑھ گئے پوری کلاس ایک بار پھر ہنس پڑی تھی جبکہ وہ اسکی پشت پر ایک ترش نگاہ ڈالتی پیر پٹختی ہوئی جگہ پر آگئی۔

"سارے دانت توڑ دونگی اگر یہ ہنسی بند نہ ہوئی تو۔"پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولی تو ماریہ بھی سیدھی ہوگئی پھر سارا وقت عدم توجہ سے بیٹھی رہی جبکہ وہ اپنے جینئس سٹائل میں پڑھا کر نکل گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"ہر سال یہ گینگ 500 سے زیادہ لڑکیاں اسمگل کرتا ہے اور ان ہی لڑکیوں کی فلمز بلیک مارکیٹ میں بیچتا ہے۔"تراشیدہ مونچھوں اور ہلکی بڑھی شیو کے ساتھ وجیہ چہرے پر سخت تاثرات لیے میٹنگ ہال میں فل سائز اسکرین کے آگے کھڑا تمام ہیڈز اور کو ممبرز کو بریف کررہا تھا۔

"دو سال سے یہ دندناتے پھر رہے ہیں اور ان کا لیڈر ہاتھ نہیں لگا اب تک۔"ایک برگیڈیئر نے ناگواری سے اسکرین پر آتی گینگ کے غنڈوں کی تصویر دیکھ کر کہا تو اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔

"ڈونٹ وری سر یہ ہمارے دل پر حملہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں بہت جلد ان کے گریبان ہمارے ہاتھوں میں ہونگے۔"پُرعزم لہجے میں بولا تو انہوں نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"کیا مطلب میجر بالاج"دوسرے کمانڈو نے بھی حیرانگی سے پوچھا دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ کر ہلکا سا جھکا تھا۔

"سر کراچی۔۔۔"مسکرا کر بولا تو میجر صارم سمیت سب ہی مسکرا کر سر اثبات میں ہلا گئے۔

"ہمم بہت شاطر گینگ ہے، بہت معصوم گھرانوں کو اجاڑا ہے اس نے۔" نفرت بھرے لہجے میں بولے

"انشاءاللہ سر اب ان کے انجام کا وقت قریب آگیا ہے۔"

"آل دی بیسٹ میجر بالاج!! کیپٹن فارحہ اور میجر صارم آپ کے اس مشن میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب ہی اٹینشن ہوکر کھڑے ہو گئے تھے۔وہ لوگ اس سے پہلے بھی کئی مشن ساتھ کرچکے تھے۔

"مجھے یقین ہے آپ اپنے والد برگیڈیئر ذوالفقار کی طرح وطن کا نام مزید روشن کریں گے۔" اس کے عزم دیکھ کر ہر کوئی اس کے باپ کی ہی مثال دیتا تھا جو اسکے لیے قابلِ فخر تھی۔

"انشاءاللہ سر۔" مضبوط لہجے میں کہتا انہی لوگوں کے بارے میں سوچنے لگا اسلام آباد آئے دو دن ہوگئے تھے اور وہ اب تک میس میں ہی تھا۔

"تو پھر کب روانہ ہو رہے ہیں کراچی؟" ان کے سوال پر بالاج نے ایک نظر فارحہ اور صارم کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"ان دونوں کی منگنی کی شام۔" مسکرا کر اب کی جانب اشارہ کیا تو سب ہی مسکرا دیئے تھے۔

☆☆☆☆☆

"یار کیا پیروں میں پہیے لگا لیے رکو تو سہی۔"ماریہ بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی جو تیز قدموں سے کینٹین کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"اپنی یہ منحوس شکل بھی مت دکھانا، نکلو یہاں سے۔"غصے سے اپنا بیگ اسے دے مارا۔

"آئی ایم سوری میں کیسے بولتی ایپسنٹ۔۔ان کے سامنے میری تو کیا سب کی بولتی بند ہوجاتی ہے۔" اپنا بازو سہلاتی دھیرے سے بولی دانین نے ایک ترش نظر اس پر ڈالی۔

"کیوں؟ وہ ہیں کون؟ پرنس ہیں یا ڈون ہیں جن کے سامنے سب کانپنے لگیں ہاں بولو۔۔" جھنجھلاتی ہوئی کینٹین میں گھس گئی۔

"وہ مجھے نہیں پتا بس تم یہ بتاؤ چھپ کیوں رہی تھیں، اتنا برا تھوبڑا بھی نہیں ہے تمہارا۔"ہنستے ہوئے مزے سے بولی ،دانین نے زور سے اپنا پاؤں اسکے پاؤں پر مارا اور برگر لے کر ایک ٹیبل پر بیٹھ گئی۔

"جب منہ کھولنا بکواس ہی کرنا، میرا تھوبڑا یونی آنے سے پہلے ہی دیکھ چکے تھے وہ اور اپنے دل و دماغ میں ایسے چپکایا کہ نظر آتے ہی بدلہ بھی لے لیا۔"دانت پیس کر کہتی صبح والا قصہ اسکے گوش گزار کرا گئی، دکھ تو اس بات کا تھا کہ ایک ہفتے کا کام ایک دن میں کیسے کرے گی.. اسکی کہانی سن کر ماریہ کھکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

"یا اللہ نینی پوری فلم ہو تم کروانے دیتیں انہیں پہلے سروس۔" ہنستے ہوئے کالڈرنک پینے لگی۔

"کیوں میں وہاں پکنک منانے گئی تھی، مجھے یونی نہیں آنا تھا کیا؟ ورنہ تو ہر جگہ لیڈیز فرسٹ لیڈیز فرسٹ کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں یہاں جب لیڈی۔۔ نہیں میرا مطلب ہے گرل پہلے ہی آئی تھی تو انہیں کیوں کرانے دیتی۔" تپ کر بولی جبکہ وہ اسکے اتنے لمبے لیکچر پر سر نفی میں ہلا کر رہ گئی۔

"میم عمارہ سے ملنا ہے میں آرہی ہوں پانچ منٹ میں۔۔۔ میرے برگر اور چٹنی کو ٹچ بھی مت کرنا۔" اسے وارن کرتی اپنا بیگ اٹھا کر کینٹین سے نکل گئی، دل ہی دل میں منصوبہ بنا چکی تھی ماریہ کو گھر لے کر جانے کا، کیونکہ اسکے نازک ہاتھ اتنا سارا کام خود تو کر نہیں سکتے تھے کوریڈور سے گزرتی ان کے روم کی طرف آئی تو سر تیمور کو ان کے روم سے نکلتا دیکھ اسکے پہیوں میں یکدم ہی بریک لگا تھا، وہ بھی اسے دیکھ چکے تھے نظریں نیچی کیے روم کی جانب بڑھنے لگی۔

"کیا کر رہی ہیں آپ یہاں؟" اسے روم کی جانب بڑھتا دیکھ سخت لہجے میں استفسار کیا۔ دانین نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"(ڈانس) سر بلایا تھا میم نے۔" دل میں تو آیا کہہ دے مگر پھر سادگی سے بولی۔

"یہ کلاس کا ٹائم ہے شاید آپ کی۔" رسٹ واچ کو دیکھتے ہوئے ناگواری سے بولے،

دانین نے دانت پیس کر انہیں دیکھا۔

"ہاں مینجمینٹ کا پیریڈ ہے جن کی ٹیچر میم عمارہ ہیں اور میں ان ہی کے روم میں جارہی ہوں۔"اسکی تفتیش پر بازو لپیٹ کر تفصیلی جواب دیا انہوں نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ لیے۔

"جاؤں اب میں؟"انکے چہرے پر پھیلے ناگوار تاثرات کو نظرانداز کرتے معصومیت سے اجازت مانگی مگر وہ بغیر کچھ کہے آگے بڑھ گئے۔

"اونہہ لگتا ہے اس سے پہلے اسکول ٹیچر تھے۔"ہنستے ہوئے میم کی اجازت پر روم میں داخل ہوگئی۔۔۔

☆☆☆☆☆

لمسِ جاناں، فشارِ جاں بارش

زخمِ تازہ کی رازداں بارش

ٹوٹ کر برسے تیری یاد کے پھول

پھر ہوئی رات ناگہاں بارش

اک نئے قرب کا پیاسا ہے وجود

اک نئے خواب کا جہاں بارش

اسلام آباد کا موسم ویسے تو بارہ مہینوں ہی خوشگوار تھا مگر جب چھٹیوں پر وہ گھر آتا

تھا تو لگتا تھا خدا کا خاص کرم ہوتا تھا مگر یہ بے وقت کی بارش ہمیشہ اسکا موڈ برباد کرنے میں پیش پیش رہتی تھی، ابھی DHA Phase ll یعنی اپنی رہائش گاہ سے وہ کچھ ہی دور تھا جب تیز بارش نے اسکے بائیک پر آنے کی اور صارم کی بات نہ ماننے کی سزا دے دی تھی۔۔

"سلام بالاج بابا۔۔"چوکیدار نے اسکے بگڑے ہوئے موڈ کو نظرانداز کرتے مین گیٹ کھول کر سلام کیا تو بالاج نے جھنجھلا کر انہیں دیکھا۔

"اللہ کا واسطہ ہے بہادر خان سلام تو پورا کیا کرو، سلامتی بھی کنجوسی سے بھیجو گے۔"اپنی ہیوی بائیک کو اندر لاتا ہوا تپ کر بولا تو بہادر بھی مسکرا دیا۔

"بالاج بابا بیگم صاحبہ پر ہی ہیں اور آپ کو اس طرح بھیگا دیکھ پریشان ہوجائیں گی۔"اس نے ڈرانا چاہا تو بالاج ذوالفقار ماں کی محبت پر مسکرا دیا تھا حالانکہ وہ اسکے مشنز کے بارے جانتی تھیں فوجیوں کو برف پر سونے اور آگ سے کھیلنے کی عادت ہوتی ہے یہ معمولی سے چند قطرے ان جوانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، لیکن یہ ماں کے دل کو سمجھانا مشکل تھا۔

"ہاں جانتا ہوں گزرے تین ماہ میں پری پیئر کر کے آیا ہوں خود کو ان کی ڈانٹ کے لیے۔"اسکو بائیک کی تھماتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔ زوردار آواز میں سلام کیا مگر لاؤنج میں صرف اسکی چھوٹی بہن ہی بیٹھی تھی جو بڑے انہماک سے موی میں

مگن تھی۔

"رودی۔۔۔"چڑ کر اسے پکارا تو رودابہ نے حیرت سے سامنے بھیگے کھڑے بھائی کو دیکھا۔

"میجر۔۔۔موم میجر آ گئے۔"چلاتی ہوئی اٹھ کر اسکی جانب بڑھی تو گود میں رکھے پاپ کورن خوشی سے فرش کو بوسہ دے گئے۔

"میجر کتنے دن بعد آئے ہیں میں نے آپ کو بہت مس کیا۔"اسکے گلے کا ہار بنتے ہوئے بولی بالاج نے اسکا ماتھا چوم لیا۔

"آئی مسڈ یو ٹو سویٹ ہارٹ۔"پیار سے بولا اتنے میں جویریہ بیگم اور ذوالفقار صاحب بھی نیچے آ گئے تھے۔

"یا اللہ بالاج تم تو بالکل بھیگ چکے ہو۔"جویریہ بیگم قریب آ کر فکرمندی سے بولیں رودابہ آنکھیں گھماتی اس سے الگ ہوئی۔

"یار موم بھائی مشن پر برف میں سوئمنگ پول بنا کر انجوائے کرتے ہیں اور ایک آپ ہیں۔"چڑ کر بولی باپ بیٹا ہنس پڑے تھے جبکہ جویریہ بیگم نے اسکی کمر پر چپت لگائی۔

"زیادہ بکواس نہ کرو کپڑے بدلو جا کر۔"گھور کر بولیں کیونکہ وہ بھی بھائی سے گلے لگنے کے چکر میں بھیگ چکی تھی۔

"کتنے دن بعد آئے ہو۔" اسے دیکھتیں روٹھ کر بولیں وہ ہلکے سے مسکرتا ہوا ان کے گلے لگ گیا۔

"بہت مس کیا ہے آپ کو وہاں۔" ماں کی خوشبو محسوس کرتا بولا تو اسکی حرکت پر وہ بھی مسکرا اٹھیں

"اپنی ماں کو بھی گیلا کردیا، جاؤ برخوردار فریش ہو جا کر۔" ذوالفقار صاحب نے ڈپٹتے ہوئے کہا تو وہ ہنستا ہوا ان سے الگ ہوا۔

"بھوک بھی بہت لگی ہے موم یار دو دن سے بھوکا ہوں، کچھ اپنے ہاتھوں سے بنا کرکھلادیں۔" باپ کو آنکھ مار کر مظلومیت سے طاری کی جویریہ بیگم نے فکرمندی سے اسے دیکھا۔

"جاؤ فریش ہوکر آؤ میں بنا رہی ہوں اور ذوالفقار آپ پوچھیں ذرا ہیڈز سے کہ کیوں بھوکا رکھنا شروع کردیا ہے۔" عجلت میں کہتی اٹھیں تو لاؤنج میں باپ بیٹی اور بالاج کا جاندار قہقہ گونجا تھا۔وہ ایسی ہی تھیں سب کی حد سے زیادہ فکر کرنے والی اور اولاد کے لیے جان دینے والی، خشمگین نگاہوں سے تینوں کو دیکھتیں کچن کی جانب بڑھ گئیں۔

☆☆☆☆☆

"یہ نہ کہنا اب دوبارہ کسی مشن پر جارہے ہو۔"گھور کر کہتی اس کے سامنے چیئر کھسکا کر بیٹھ گئی۔

"نہیں ابھی یہیں ہوں ایک ہفتے بعد جانا ہے۔"فرائڈ رائس سے انصاف کرتا اطمینان سے بولا تو عدن خاموشی سے اسکا جائزہ لینے لگی۔

"کیا ہوا کھاؤ ٹیسٹی ہیں۔۔"اسے ایسے ہی بیٹھا دیکھ مسکرا کر بولا۔اس وقت وہ مونال میں بیٹھے ڈنر کررہے تھے، صارم کی طرح عدن بھی اسکی کالج ٹائم سے فرینڈ تھی جو اسکے لیے بہت اہمیت رکھتی تھی کیونکہ وہ سب سے مختلف تھی ہمیشہ اسکو سپورٹ کرنے والی، ہر بات میں اسکی بات کو ترجیح دینے والی۔اپنے بارے میں اسکی فیلنگز جانتا تھا اور قدر بھی کرتا تھا وہ بولڈ نہ تھی کہ بے دھڑک اپنے جذبات کا اظہار کردیتی اور بالاج کو اسکی یہ بات بہت پسند تھی لیکن ابھی اسکی زندگی میں شادی کی گنجائش نہ تھی اسے اپنے خواب پورے کرنے تھے جن کے بارے میں عدن بخوبی آگاہ تھی۔۔

"اور یہ ایک ہفتہ رکنے کا احسان بھی کیوں کیا۔"تپ کر بولی اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی

"فارحہ اور صارم کی انگیجمینٹ کی وجہ سے رکا ہوں۔"لب کا کونہ دبا کر مسکراہٹ روکتا اسے دیکھنے لگا بلو ٹاپ پر ریڈ ایر ڈالے تپی تپی سی بہت پیاری لگ رہی تھی،

ایک نظر ڈال کر نظریں پھیر گیا تھا۔

"میں خوامخواہ خون جلانے آئی ہوں یہاں۔"غصے سے اٹھی تو بالاج نے یکدم ہی ہاتھ تھام لیا۔

"عدن بالکل پرائمری اسکول کی بچی لگ رہی ہو بیٹھ جاؤ یار۔"ہنستے ہوئے بولا مگر اسکی نظریں تو اپنے ہاتھ پر تھیں جو کچھ دیر پہلے اسکے ہاتھ میں تھا، دل تیزی سے دھڑکنے لگا ایک نظر اسے دیکھ کر مسکراتی ہوئی واپس بیٹھ گئی، ایسا لگا اس شخص نے کوئی منتر پھونک دیا ہو۔

ہجر ناسود گی مچلے تو منائے نہ منے

جب کوئی بات بنائے نہ بنے

کب کوئی بات چلے

جس گھڑی رات چلے

جس گھڑی ماتمی، سنسان سیاہ رات چلے

پاس رہو

میرے قاتل، میرے دلدار میرے پاس رہو

"جی نہیں زیادہ فضول نہ بولو۔" نظریں جھکا کر اپنی بریسلیٹ سے کھیلنے لگی۔

"تمہاری جاب کیسی چل رہی ہے؟"صارم کے میسج چیک کرتے ایک نظر اسے دیکھا

جو کچھ گم صم سی لگ رہی تھی۔

"ہمم۔۔۔ٹھیک ہے۔"سادگی سے بولتی کھانا کھانے لگی اسکی ذرا سا توجہ پر دل کا موسم خوشگوار سا ہوگیا تھا۔۔ فراغت سے بچنے کے لیے وہ آج کل آرمی اسکول میں ٹیچرنگ کررہی تھی۔

"تم تو آرہی ہو نا منگنی پر؟"اٹھتے ہوئے اس سے پوچھا دونوں ڈنر کر چکے تھے۔

"ہاں فارحہ تو ایک دن پہلے آنے کا کہہ رہی ہے۔"مسکراتے ہوئے بتایا وہ بھی سر ہلاتا اسکے پیچھے ہی چل پڑا۔۔صارم اور بالاج کی وجہ سے اسکی بھی فارحہ سے اچھی خاصی دوستی ہوگئی تھی اور اکثر ایک دوسرے کے گھر بھی پائی جاتی تھیں۔

☆☆☆☆☆

"بھابھی مجھے لگتا ہے بھائی ہم سے بالکل بھی پیار نہیں کرتے۔"کسی سوچ میں گم سوئے ہوئے عباد کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی بولی۔

"ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟"ماہین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تو آپ خود ہی بتائیں دو سال ہوگئے ہیں انہیں آئے کتنی بدل گئی ہوگی انکی شکل، آپ کو فکر نہیں ہوتی؟"اس نے پریشانی سے کہا تو وہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"نینی پاگل ہو تم وہ کوئی ٹین ایج میں گئے تھے جو اب شکل بدل جائے گی۔"اسکی کمر پر ہاتھ مار کر بولی۔

"دیکھ لیں میں بتا رہی ہوں وہ ہمیں مس نہیں کرتے کل سے اب تک کال بھی نہیں کی۔"اپنا کندھا سہلا کر غصے سے بولی۔

"تو کیا ہر گھنٹے فون کریں پاگل لڑکی، ابھی ماما نے سن لیا نا تم مجھے بھڑکا رہی ہو اچھی خاصی کلاس ہو جائے گی۔"لب کا کونہ دباتی بولی اس نے چڑ کر اسے دیکھا۔

"کلاس تو تب ہونا جب آپ بھڑکیں، یہاں تو چنگاری بھی اٹھتی نظر نہیں آ رہی۔"اپنی لٹوں کو کان کے پیچھے اُڑستی بیزاری سے بولی، وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی جب ہی اسکا موبائل بج اٹھا تھا۔

"لو خوش ہو جاؤ آ گئی تمہارے بھائی صاحب کی کال۔"اسد کالنگ دکھایا تو دانین جلدی سے اسکے پاس آئی اور فون ریسو کر کے اسپیکر پر کر دیا۔

"کچھ بھی بولنے سے پہلے سوچ لیجیئے گا فون اسپیکر پر ہے۔"اُس کے بولنے سے پہلے ہی وارن کیا، ماہین خوامخواہ ہی سرخ پڑ گئی۔

"تو میں ڈرتا نہیں ہوں تم سے، اپنی بیوی کو بے دھڑک تمہارے سامنے آئی لو۔۔۔"

"اسد۔۔۔"اسد کے بولنے سے پہلے ہی ماہین نے چیخ کر تنبیہ کی تو دونوں بہن بھائی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"بھائی یہ بھابھی بھی نہ بہت بھولی ہیں، تبھی آپ اب تک ولایت میں ٹکے

ہیں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا تو ماہین نے زور سے اسکے چٹکی لی ،وہ بس سی کر کے رہ گئی جبکہ اسد مسکرا دیا تھا۔

"یار بہت مس کر رہا ہوں تم سب کو، بس سوچ رہا ہوں پاکستان آجاؤں۔" محبت بھری آواز میں بولا تو دانین نے ماہین کو دیکھا جو کچھ خاموش سی ہوگئی تھی۔

"واہ بھائی یہ کی نا میرے بھائی والی بات، اب اپنی بیوی کو سنبھالیں کچھ سینٹی سی ہوگئی ہیں، میں کھانا کھانے جا رہی ہوں۔" مسکرا کر ماہین کو فون تھمایا جو اسے ہی گھور رہی تھی۔

"انجوائے کریں۔" ہنستی ہوئی اسے چھیڑ کر کمرے سے باہر نکل آئی بھوک اسے واقعی بہت لگی تھی، ماں کو ڈھونڈتی کچن میں آگئی۔

"ماما پلیز کچھ دے دیں کھانے کو ورنہ آپ کی بیٹی یہیں گر کر بے ہوش ہو جائے گی۔" چیئر پر بیٹھتی ٹیبل پر سر گرا گئی، صبوحی بیگم نے غصے سے ایک نظر بیٹی کو دیکھا۔

"تو کیوں نہیں کیا لنچ؟" کھانا گرم کرتیں ڈپٹ کر بولیں تو خود پر بیتی ایک بار پھر یاد آنے لگی۔

"کیسے کھاتی وہ ہٹلر ڈنڈا لے کر کھڑے ہیں کہ کل ہی کام کمپلیٹ چاہیئے اب تھوڑا سا مار یہ کرے گی تھوڑا سا زید کے سپرد کیا ہے باقی خود کروں گی۔" دکھ سے بولی

ماں نے کھانا سامنے رکھ دیا۔

"بیچارے زید کو کیوں تنگ کیا، اسے تو جاب پر بھی جانا ہوتا ہے یونی کے بعد۔" اسے گھور کر بولیں وہ پلیٹ میں چمچہ ہلانے لگی۔

"اس نے خود کال کر کے پوچھا تھا کہ ہیلپ چاہیے یا نہیں، پھر میں منع تو نہیں کر سکتی تھی نا" معصومیت سے بولتی کھانے کی طرف متوجہ ہو گی، صبوحی بیگم کو زید کی دانین کے لیے پسندیدگی کا کچھ کچھ اندازہ تو تھا اور وہ انہیں بھی پسند تھا کافی سلجھا ہوا لڑکا تھ ا۔

"ماما میں سوچ رہی ہوں بوب کٹنگ کروالوں اس بار۔" جھنجھلاتے ہوا اپنے لیرز کو پیچھے کرتی بولی مگر وہ فوراً ٹوک گئیں۔

"سوچنا بھی مت اب بالوں کو ہاتھ لگانے کی ، سمجھ آئی ورنہ ہاتھ توڑ دوں گی تمہارے۔" ڈانٹتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں انہیں سخت چڑ تھی اسکے بال کٹوانے سے۔

"کیوں بھئی" اس نے پریشانی سے کہا اسے بچپن سے چھوٹے بال پسند تھے اس لیے ہمیشہ کوئی نہ کوئی کٹنگ کروا کر رکھتی تھی۔

"بس کر دیا نا میں نے منع اور یہ برتن دھو کر نکلنا کچن سے۔" اسے سختی سے کہتیں کچن سے نکل گئیں جبکہ اس کے منہ کے زاویئے مکمل طور پر بگڑ چکے تھے کیونکہ

گھر کے کاموں سے اسے موت آتی تھی، بس کبھی کبھی موڈ میں ہوتی تو چائنیز ڈشز بنا لیتی تھی۔۔۔۔

☆☆☆☆☆

وہ تیزی سے کلاس روم کی جانب بڑھ رہی تھی آج پھر لیٹ ہوگئی تھی اگر کسی اور ٹیچر کا پیریڈ ہوتا تو خیر تھی مگر مسئلہ یہ تھا کہ یہ سر تیمور کا پیریڈ تھا۔جب ہی کوئی پیچھے سے گزرتا اسکے کندھے سے ٹکرایا

"آچ۔۔۔"تکلیف سے کندھا پکڑا بیگ نیچے گر چکا تھا۔

"اوہ آئی ایم سو سوری۔۔ آپ کے لگی تو نہیں؟"گرین قمیض شلوار پر دوپٹہ اوڑھے گلاسز لگائے لڑکی نے پریشانی سے پوچھا۔

"اتنی زور سے لگی ہے۔"گھورتے ہوئے اسکے ہاتھ سے بیگ لیا۔

"آئی ایم سوری ونس اگین ایکچولی میرا آج فرسٹ ڈے ہے اور میں آج ہی لیٹ ہوگئی۔"گھبرا کر بولی تو دانین کو بھی اس پر ترس آگیا۔

"کوئی بات نہیں تمہارا تو فرسٹ ڈے ہے میرا لاسٹ ڈے بھی ہو تو شاید میری جلدی آنکھ نہ کھلے۔"ہنستے ہوئے اسکے ساتھ چلنے لگی۔

"کیا نام ہے آپ کا؟"اس لڑکی نے مسکرا کر پوچھا۔

"دانین حسن BBA تھرڈ ائیر۔"تیز تیز چلتے بولی تو لڑکی یکدم رک گئی۔

"اس کا مطلب میں صحیح بندی سے ٹکرائی ہوں۔" اس کے پرجوش انداز میں کہنے پر دانین نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"اریبہ یوسف BBA تھرڈ ائیر۔" چہک کر بولی وہ بھی مسکرا دی۔

"ایسی بات ہے تو قدموں کی اسپیڈ بڑھاؤ، آلریڈی دس منٹ لیٹ ہوچکے ہیں کیونکہ جس ہٹلر سر کا پیریڈ ہے ہمیں گھسنے بھی نہیں دیں گے۔" برا سا منہ بناکر بولی دونوں تیزی سے کلاس کی طرف بڑھ گئیں۔

"مے آئی کم ان سر" تمام اسٹوڈنٹس کو پڑھائی میں مگن دیکھ کر دونوں ایک ساتھ بولیں سر تیمور نے مڑ کر انہیں پھر ٹائم کو دیکھا۔

"نو!!" سختی سے کہا مگر ساتھ میں گھبرائی ہوئی لڑکی کو دیکھا۔

"نیو ایڈمیشن کم ان" اریبہ ایک نظر دانین کو دیکھ کر کلاس میں داخل ہوئی جبکہ وہ باہر ہی کھڑی تھی

"سر اریبہ یوسف" اس نے جلدی سے اپنا تعارف کرایا۔

"اٹس یور فرسٹ ڈے دیڈس واے اٹس لاسٹ وارننگ فور یو ورنہ سیکنڈ ٹائم ایسا ہوا تو مس حسن کی طرح پورا پیریڈ باہر گزارنا پڑے گا۔" ایک نظر دانین پر ڈالی جو کنگ کھڑی تھی اور اسے سیٹ پر بھیج کر دوبارہ کلاس اسٹارٹ کردی تمام کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ تھی پوری کلاس کو ایک گھوری سے نوازتی سائیڈ پر

ہو گئی۔

"یااللہ ان کی کار ہمیشہ کے لیے بند کردے۔" دل ہی دل میں بدعائیں دیتی کلاس کے سامنے بنی گرل سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی پیریڈ ختم ہونے میں ابھی پورے پینتالس منٹ تھے۔۔

"دانین حسن میم عمارہ نے اپنے آفس میں بلایا ہے آپ کو۔" پیون قریب آکر بولا تو اس نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر سر ہلا گئی۔

"یہ میم اپنی کلاس نہیں لے رہیں کیا آج؟" پیون کے جانے کے بعد ٹائم دیکھ کر سوچا پھر ایک نظر اپنی سڑی ہوئی کلاس اور اسکے سڑے ہوئے ٹیچر کو دیکھا جو آپس میں مگن تھے وہ بھی تپتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔

"مے آئی کم ان میم" داخل ہونے سے پہلے پوچھا تو انہوں نے مسکرا کر اندر بلا لیا۔

"آو دانین میں تمہارا ہی ویٹ کر رہی تھی مگر اس وقت تو تمہیں کلاس میں ہونا چاہیئے تھا۔" وہ سامنے بیٹھی تو انہوں نے حیرت سے کہا۔

"جی بٹ لیٹ ہو گئی تھی اسلیے سر نے کلاس اٹینڈ کرنے نہیں دی۔" اس کے دکھ سے بتانے پر وہ مسکرا دیں۔

"ہاں سر تیمور اس معاملے میں کافی اسٹرک ہیں بٹ ہی از آ ویری گڈ ٹیچر۔" متاثر کن انداز میں بولیں، وہ بھی زبردستی مسکرا دی۔

"میم آپ نے بلایا تھا مجھے"اس نے یاد آنے پر جلدی سے کہا۔

"ہاں بالکل میں چاہتی ہوں آپ ایز آ اسسٹینٹ میرے ساتھ کام کریں۔"مسکراتے ہوئے بولیں وہ حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"میم میں۔۔آئی مین میں کیسے کرونگی؟"پریشانی سے کہا وہ اسکی فیورٹ ٹیچر تھیں ایک سال کے عرصے میں وہ ہر اسٹوڈنٹ کے دل میں گھر کر گئیں تھی مگر وہ اتنی بڑی ذمہ داری پر کچھ ہچکچا رہی تھی۔

"آپ جیسی جینئس اسٹوڈنٹ سے مجھے اس جواب کی توقع نہ تھی۔"ناراضگی سے بولیں تو وہ یکدم گڑبڑا گئی۔

"نہیں میم میرا مطلب ہے آپ کے ساتھ کام کرنا بہت اچھا ایکسپیرینس ہو گا بٹ مسئلہ ماما اور بھائی کا ہے پتا نہیں پرمیشن دیں بھی یا نہیں۔۔"لب کاٹتے ہوئے بولی تو وہ ہنس دیں۔

"کوئی مسئلہ نہیں بیٹا یہ تو بہت اچھی بات ہے آپ گھر والوں کے اوپینیئن کو اہمیت دیتی ہیں بالکل بات کریں ان سے، کل تک کا وقت ہے آپ کے پاس۔"ان کے اطمینان سے کہنے پر تھینکس کہتی آفس سے نکل گئی۔اسد بھائی اور ماما کو قائل کرنا بھی ایک بڑا مرحلہ تھا۔

☆☆☆☆☆

"یس باجی جی کیا لیں گی؟" کینٹین کے ورکر نے ان دونوں کو دیکھ کر پوچھا تو انہوں نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"نئے ہو کیا؟" دانین نے گھور کر دیکھا۔

"جی باجی جی بس کل ہی حیدر آباد سے آیا ہوں۔" مسکرا کر اپنا تعرف کرایا۔

"شکل سے تو ہم سے ڈبل عمر کے ہو اور باجی کہہ رہے ہو۔" ماریہ نے چڑ کر کہا تو وہ یکدم گڑبڑا گیا۔

"سوری جی میڈم جی۔۔۔کیا لیں گی؟" معذرت کرتے جلدی سے بولا۔

"دو دہی بڑے کی پلیٹ اور کولڈ ڈرنک۔" ماریہ نے آرڈر دیتے دانین کو دیکھا جو کچھ الجھی ہوئی سی لگی

"تمہیں کیا ہوا ہے کہاں گم ہوگئیں" اسے ہلا کر بولی۔

"میم عمارہ مجھے ایز آ اسسٹینٹ رکھنا چاہتی ہیں۔" اس نے پریشانی سے بتایا تو ماریہ نے حیرت سے اسے دیکھا ویٹر سامنے ہی کھڑا پلیٹیں بنا رہا تھا۔

"تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے یہ تو بہت زبردست اپورچونیٹی ہے۔" ماریہ نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا تھا۔

"ہاں ہوگی مگر ماما اور بھائی پتا نہیں منائیں بھی یا نہیں۔" دہی بڑے کی پلیٹیں اور کولڈ ڈرنکس اٹھا کر ایک چیئر پر آ گئیں۔

"مان جائیں گے ٹینشن مت لو۔" اسے تسلی دے کر کولڈ ڈرنک پینے لگی تب ہی یلو ٹی شرٹ اور براؤن جینز میں کندھے پر بیگ ڈالے سوبر سا زید بھی وہیں چلا آیا۔

"کیا حال ہیں۔۔" اس کے سامنے والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے بولا، نظریں اسکے مکھڑے پر تھیں جو چاٹ کھانے میں مگن تھی۔ لائٹ پنک ٹوپ اور وائٹ جینز پر لاپرواہی سے وائٹ اسٹول ڈالے اونچی سی پونی ٹیل بنائے چہرے پر آجانے والی لٹوں کو بار بار پیچھے کر رہی تھی۔ وہ بہت حسین نہ تھی معصوم سے گندمی چہرے پر چھوٹی سی تیکھی ناک جس پر زیادہ تر غصہ ہی رہتا تھا مگر اسکی موٹی موٹی غزالی آنکھیں ایسی تھیں جو کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑنے کا فن رکھتی تھیں

"ٹھیک ہیں تم سناؤ۔۔۔کیسے فرصت مل گئی آج۔" دانین نے گھور کر پوچھا تو وہ نظریں پھیر کر مسکرا دیا۔

"تمہارا اسائنمنٹ کمپلیٹ کرتا پھر رہا تھا۔" فائل نکال کر اسے دی تو دانین خوشی سے کھل اٹھی تھی

"شکر ہے تم کسی کام تو آئے۔" شرارت سے بولی، ماریہ ہنس دی تھی جبکہ زید نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ہاں میری قدر تو تب ہوتی تمہیں جب سر تیمور مزید ایک ہفتہ تمہیں کلاس سے باہر رکھتے ہوم ورک کمپلیٹ نہ ہونے پر۔" چھیڑتے ہوئے بولا دانین کے منہ میں

کڑوے بادام گھل گئے۔

"نام نہ لو ان کا میرے سامنے، بالکل ہی خر دماغ ہیں۔۔۔۔صرف دس منٹ ہی تو لیٹ ہوئی تھی میں" غراتے ہوئے بولی ماریہ کو صبح والی اسکی شکل یاد کر کے دوبارہ ہنسی آگئی۔

"زید یقین کرو جب اریبہ کو سر نے آنے کی پرمیشن دی تو اسکی اتنی سی شکل ہوگئی تھی۔"کھکھلاتے ہوئے زید کو بتایا تو ناچاہتے ہوئے بھی زید کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی جبکہ دانین کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

"اگر تمہارے یہ دانت اندر نہ ہوئے تو قسم تمہارے سر تیمور کی انھی کے سامنے لے جاکر مارونگی۔" اپنا بیگ اسکے کندھے پر مارتے ہوئے بولی ماریہ کو بمشکل اپنی ہنسی روکنی پڑی۔

"ویسے یہ یونی کی لڑکیاں پاگل ہیں خوامخواہ انہیں سر چڑھا رہی ہیں۔"زید نے چڑ کر کہا وہ بھی ہر کسی سے ان کی لکس اور قابلیت کے قصے سن کر تنگ آگیا تھا۔

"او ہیلو وہ ہیں ہی اس قابل کہ ہر کوئی ان کے گن گائے۔"ماریہ تو جیسے میدان میں اتر آئی تھی دانین نے چڑ کر اسے دیکھا جبکہ زید دانین کے تاثرات دیکھ کر اطمینان کا سانس لیتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو پھر ملیں گے مجھے کہیں ضروری کام سے جانا ہے، تمہارا اسائنمنٹ دینے آیا

تھا۔"اسے بتاتا دونوں کو خدا حافظ کہہ کر نکل گیا تھا۔

"مس دانین۔۔"پیون نے قریب آکر پکارا تو دو دونوں اسکی جانب متوجہ ہوئیں۔

"سر تیمور نے آپ کو اپنے آفس میں بلایا ہے ابھی۔"پیون کے پیغام پر دانین نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"کیوں؟ "بیگ میں اسائمنٹ رکھتے گھبرا کر بولی مگر وہ "نہیں معلوم"کہہ کر واپس مڑ گیا تھا۔

"یہ ضرور اسائمنٹ کے لیے ہی بلایا ہے مجھے پکا یقین ہے۔"غصے سے اپنا بیگ اٹھاتے بولی۔

"یار وہ بھی دیکھنا چاہتے ہوں گے کہ تم نے کل پورا دن بکریاں چرائی ہیں یا کچھ پڑھا بھی ہے" چھیڑتے ہوئے بولی اس نے گھور کر اسے دیکھا۔

"بکواس مت کرو سمجھیں۔"تپ کر کہتی کینٹین سے نکل گئی۔۔۔

سر تیمور کے آفس کے قریب آئی تو وہی ویٹر ان کے آفس سے نکل رہا تھا۔

"ایک مفت مشورہ دوں؟"دانین اسے روک کر بولی وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم نئے ہو اسی لیے بتارہی ہوں، دور رہنا ان سے، ورنہ دو منٹ چائے لیٹ ہونے پر پورا دن تمہیں آفس سے باہر کھڑا رکھیں گے۔"رازداری سے مخلصانہ مشورہ دیا۔

وہ کچھ دیر تو اسے دیکھتا رہا پھر زور سے ہنس پڑا۔

"نہیں سر ایسے تو نہیں لگتے۔"ویٹر نے انکی سائیڈ لی تو دانین نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تمہیں زیادہ پتا ہے، ایک تو مفت مشورہ دے رہی ہوں مجھ پتا ہے وہ تھوڑے۔۔۔"غصے سے کہتی آنکھوں اور شہادت کی انگلی کو سر کے پاس لے جاکر گھماتے آفس میں گھس گئی جبکہ وہ حیران پریشان سا کھڑا رہ گیا تھا۔۔

"مے آئی کم ان سر"آفس میں داخل ہوئی تو سگریٹ اور کلون کی ملی جلی مہک نے اس کا استقبال کیا وہ سامنے ہی بیٹھا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔

"آپ آل ریڈی اندر آچکی ہیں مس حسن"لیپ ٹاپ پر کام کرتے ایک نظر اسے دیکھ کر طنزیہ انداز میں بولے۔ دانین یکدم گڑبڑا گئی تھی اور خاموشی سے ان کی ٹیبل کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"آآپ نے بلایا تھا سر"اسے کام میں لگا دیکھ چڑ کر بولی۔

"اسائنمنٹ رکھیں اور جائیں۔"سپاٹ لہجے میں بولے تو وہ بھی طنزیہ انہیں دیکھ کر بیگ سے اسائینمنٹ نکال کر ٹیبل پر رکھتی باہر نکل گئی،، جبکہ انہوں نے پرسوچ نظروں سے اسے جاتا دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆

"ملک ہاؤس"میں آج ایک خوبصورت شام اتری ہوئی تھی۔ صارم اور فارحہ کی منگنی کی وجہ سے ہر جگہ چہل پہل اور گہما گہمی تھی ہر کوئی ہنستا مسکراتا پھر رہا تھا۔

"فارحہ بیٹا دیکھو کون آیا ہے تم سے ملنے۔"ندا بیگم(فارحہ کی ماما) اسکے کمرے میں آئیں وہ کزنز کے گھیرے میں بیٹھی تیار ہورہی تھی مڑ کر آنے والے کو دیکھا تو یکدم خوشی سے اٹھ گئی۔

"عدن! اتنی دیر میں آئی میں نے کل بھی بہت ویٹ کیا تمہارا۔"پستئی کلر کے کرتا پجامے میں ڈھیلا ساجوڑا بنائی عدن کے گلے سے لگتی روٹھ کر بولی۔

"سوری بٹ دیکھو آج فنکشن سے پہلے ہی آگئی۔"اس سے الگ ہوتے مسکرا کر بولی وہ بھی مسکرا اٹھی

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔"فارحہ نے اسکے دلکش چہرے کو دیکھ کر بےساختہ تعریف کری تھی وہ جھینپ سی گئی۔

"مجھے چھوڑو حسین تو آپ لگ رہی ہیں آج۔"وائٹ کامدار فراک میں تیار فارحہ کو چھیڑا جو آج بہت ہی منفرد اور پیاری لگی رہی تھی۔

"چلو لڑکیوں لڑکے والے آچکے ہیں فارحہ کو تیار کرکے نیچے لاؤ۔"ندا بیگم انہیں کہتیں کمرے سے نکل گئیں پھر وہ بھی اپنی تیاری مکمل کر کے لڑکیوں کے گھیرے میں نیچے آگئی عدن بھی ان کے ساتھ ساتھ تھی۔

"یار لگے ہاتھوں تو بھی انگوٹھی پہنا ہی دے۔"فارحہ کے ساتھ آتی عدن کو دیکھ کر صارم نے بالاج کو چھیڑا وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیوں لڑکیاں درخت پر لگی ہیں جو میں توڑوں اور انگوٹھی پہنادوں۔۔"مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔ وائٹ شرٹ اور بلیک ڈریس پینٹ پر ہلکی بڑھی شیو اور خوبصورتی سے گھنی مونچھوں کو تراشے اپنی وجہی شخصیت کے ساتھ پوری محفل میں نمایاں لگ رہا تھا جس کی ایک خاص وجہ اسکا مغرور اور ریزروڈ انداز تھا۔

"ڈرامے نہ کیا کر زیادہ میرے سامنے۔۔۔میری والی کے رائٹ سائیڈ دیکھ تیرے لیے پسند ہے مجھے" گھور کر اسے سامنے متوجہ کیا تو اس نے بھی اب پہلی بار نظر اٹھا کر دیکھا تھا فارحہ کے ساتھ قریب آتی عدن کو دیکھ کر ایک پل کے لیے ٹھہر سا گیا تھا جبکہ سامنے سے آتی عدن بھی اسے دیکھ چکی تھی اور اسکی نظریں خود پر محسوس کرکے دل بہت زور سے دھڑکا تھا کتنا خوبصورت لمحہ تھا یہ اسکا دل چاہا وہ سارے ماحول کو ساکت کردے حتیٰ کہ اسکی نظروں کو بھی جو اگلے ہی لمحے اس پر سے ہٹ گئی تھیں۔

مجھ سے ملتے ہیں تو ملتے ہیں چرا کر آنکھیں
پھر وہ کس کے لئے رکھتے ہیں سجا کر آنکھیں
میں انہیں دیکھتا رہتا ہوں جہاں تک دیکھوں

ایک وہ ہیں کہ جو دیکھے نہ اٹھا کر آنکھیں

"مجھے ابھی ایسی کوئی جلدی نہیں تو ہی پہن یہ ہتھکڑی۔" ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتا مسکرا کر سائیڈ میں ہو گیا کیونکہ فارحہ کو اسکے برابر میں لا کر بیٹھا دیا گیا تھا۔

پارٹی میں میس کے تمام دوست اور کولیگز موجود تھے، ہر طرف کھلاہٹیں اور قہقہے عروج پر تھے، بہت سے برگیڈیئرز اور میجر اپنی فیملیز کے ساتھ بھی موجود تھے ہر سو رونق سی لگی تھی۔۔

"بیٹا یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟"جویریہ بیگم نے مسکرا کر عدن کو دیکھا جو کونے میں اکیلی بیٹھی تھی

"اسلام و علیکم آنٹی۔۔بس وہاں تھوڑا شور ہو رہا تھا اسی لیے یہاں آگئی۔"ان سے گلے ملتے ہوئے بولی کیونکہ پورا ملک ہاؤس میوزک سے گونج رہا تھا

"بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ۔۔۔فوزیہ نہیں آئی؟"محبت سے اپنے پاس بیٹھا کر بولیں تو اسکے لبوں پر ایک نرم سی مسکراہٹ آگئی۔

"جی وہ بابا کی طبیعت کچھ اپسیٹ ہے اسی لیے رک گئیں۔"انہیں تفصیل بتانے لگی۔۔عدن اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی اسکے بابا بھی ریٹائرڈ آرمی آفیسر تھے۔

"اور رودابہ نظر نہیں آرہی؟"اس نے نظریں دوڑا کر ان سے پوچھا۔

"ہاں بیٹا اسکے اگزیمز چل رہے ہیں پھر ذوالفقار کو بھی اسی کے ساتھ رکنا

پڑا۔"ہنستے ہوئے بولیں ۔کیونکہ رودابہ اسی شرط پر رکی تھی کہ کوئی اسکے پاس رکے اور ذوالفقار صاحب میں تو جان بستی تھی اسکی اسلیے وہ گھر پر ہی تھے۔ان کی بات سن کر ہنس پڑی جب ہی بالاج بھی وہیں چلا آیا۔

"کیا بات ہے بڑی ہنسی آرہی ہے۔"مسکراتا ہوا سامنے بیٹھا تو وہ یکدم خاموش ہوگئی، نجانے کیوں آج ایک جھجھک سی محسوس ہورہی تھی اسکے سامنے۔

"کیوں میری بیٹی اب ہنس بھی نہیں سکتی۔"اسے گھورتے عدن کو محبت پاش نظروں سے دیکھا انہیں شروع سے وہ اپنے دل کے قریب لگتی تھی۔

"ارے میں نے کب منع کیا میں تو بس آپکی بیٹی سے وجہ پوچھ رہا تھا۔"ہنستے ہوئے شرمائی شرمائی عدن کو اور اپنی ماں کو دیکھا۔

"آنٹی اور میری پرسنل بات تھی یہ تم اپنی ناک مت گھساؤ۔"وہ بھی اپنے حواس مجتمع کرکے نارمل انداز میں بولی دونوں ماں بیٹا مسکرادیئے۔آہستہ آہستہ تمام مہمان رخصت ہورہے تھے، فارحہ اور صارم بھی وہیں چلے آئے۔

"یار سخت قسم کی بھوک لگی ہے اسکی دوستوں نے دماغ کھالیا سارا باتیں کر کر کے۔"فارحہ کو گھورتا بالاج کے برابر میں بیٹھ گیا جبکہ وہ بھی گھوری سے نوازتی عدن کے برابر میں بیٹھ گئی۔

"تم لوگ باتیں کرو میں ذرا ندا سے مل لوں۔"انہیں باتیں کرتا چھوڑ اٹھ گئیں

تھیں، صارم نے ٹیبل پر کھانا لگوادیا تھا۔

"تو پھر کب نکلو گے تم لوگ؟"عدن نے ان تینوں سے پوچھا۔

"بس انشاءاللہ فجر کے بعد۔"صارم نے مسکرا کر جواب دیا جبکہ بالاج خاموشی سے موبائل پر کسی کو ٹیکسٹ کررہا تھا عدن کی نظریں وقتاً فوقتاً اس پر اٹھ رہیں تھیں۔

"عدن بی بی باہر آپ کو لینے آئے ہیں۔"ملازم نے آکر خبر دی تو وہ بھی رسٹ واچ میں ٹائم دیکھنے لگی۔

"چلو یار بارہ بج رہے ہیں مجھے بھی اجازت دو۔"عجلت میں اٹھتے بولی فارحہ بھی کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اتنی جلدی جارہی ہو۔۔"اسکا ہاتھ تھامتی روٹھ کر بولی۔

"جلدی۔۔۔بارہ بج رہے ہیں۔"اسے گلے لگا کر ہنستے ہوئے بولی۔

"آل دی بیسٹ گائز۔۔"مسکرا کر تینوں کو دیکھا وہ بھی مسکرادیئے وہ خداحافظ کہتی ایک نظر لبوں پر نرم مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھتے بالاج پر ڈال کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"اوہ نو عدن اپنا سیل تو یہیں بھول گئی۔"فارحہ اسکا موبائل اٹھاتی بولی تو بالاج نے انٹرینس کی طرف دیکھا وہ جاچکی تھی۔

"جا دے کر آ ابھی کار میں نہیں بیٹھی ہوگی۔"صارم نے بالاج کو موبائل تھماتے کہا

تو وہ عجلت میں اٹھتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"عدن.... "باہر نکل کر ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو وہ ڈرائیو وے پر کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھ رہی تھی اسکی آواز پر چونک کر پلٹی تھی، بالاج ہاتھ اونچا کیے موبائل لہرا رہا تھا اس نے بیگ چیک کیا تو موبائل غائب تھا۔

"یہ بھول رہی ہو تم شاید۔"اسے قریب آکر موبائل تھمایا وہ اپنی غائب دماغی پر کچھ خفیف سی ہوگئی

"تھینک یو۔۔۔"مسکرا کر اسے دیکھا۔

"کوئی بات نہیں جاؤ اب۔"نرم لہجے میں بولا عدن نے ایک پل کے لیے اسے دیکھا جو نجانے پھر کب نظر آتا۔

"ہمم تم بھی جاؤ اور جلدی واپس آؤ۔"وہ بھی اسی انداز میں بولی۔

"بس تم دعاؤں میں یاد رکھو گی تو جلدی لوٹیں گے۔"اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا وہ کچھ دیر تو اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہی، پھر سر ہلاتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔اسے کیا بتاتی وہ شخص تو ایک زمانے سے اسکی دعاؤں میں شامل تھا آنکھیں موندتی سر سیٹ کی پشت سے ٹکا گئی۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

"یار بھابھی سمجھاؤ نا ماما کو۔۔" جھنجھلاتی ہوئی بولی کب سے صبوحی بیگم کو قائل کرنے میں لگی تھی مگر وہ صاف انکار کرچکی تھیں۔

"دانین مجھے تنگ مت کرو، جب میں ایک بار منع کرچکی ہوں تو کیوں ضد کررہی ہو۔" ڈپٹ کر بولیں دانین نے ناراضگی سے انہیں پھر ماہین کو دیکھا۔

"ماما تھوڑے عرصے کی ہی تو بات ہے وہ کونسا آگے جاب کا سوچ رہی ہے۔" اس نے بھی اسکی اتری ہوئی شکل دیکھ کر حمایت لی تو صبوحی بیگم نے ایک نظر ناراض بیٹھی بیٹی کو دیکھا۔

"میں کچھ نہیں جانتی اسد اگر اجازت دے دے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" وہ بھی نارضگی سے کہتیں اٹھ کھڑی ہوئیں، دانین نے ایک نظر مسکراتی بھابھی کو دیکھا اور یکدم ہی ماں سے لپٹ گئی جب ماں مان گئی تھی تو اسد بھائی کو منانا اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

"لو یو ماما۔" لاڈ سے بولی تو انہوں نے گھورتے ہوئے دور کیا۔

"دانین اس سب کے چکر میں پڑھائی کو اگنور مت کرنا۔" وارن کرتے ہوئے بولیں تو اس نے فوراً سر ہلادیا۔

"بالکل بھی نہیں کرونگی۔" مسکراتی ہوئی بولی ماہین بھی مسکرادی تھی۔

"واپسی کب تک ہوا کرے گی اب تمہاری؟" اس نے فکرمندی سے پوچھا۔

"تین ساڑھے تین تک"ایک نظر ماں کو دیکھ کر ڈرتے ڈرتے بولی وہ خاموشی سے اندر چلی گئیں۔

"ٹینشن مت لو انشاءاللہ سب اچھا ہو گا۔"اسکا ہاتھ تھام کر تسلی دی تو وہ بھی مسکرا دی جانتی تھی اسکی ماں ان سب کے لیے کتنی حساس تھیں۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

"کیا میں یہاں بیٹھ جاؤں؟"وہ دونوں اپنی مخصوص جگہ بیٹھی تھیں جب اریبہ بھی وہیں چلی آئی۔

"ہاں بیٹھ جاؤ پوچھ کیوں رہی ہو۔"دانین خوشدلی سے بولی۔وہ بھی ان ہی کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"یہ اتنا پیچھے کیوں بیٹھتی ہو تم لوگ؟"اس نے حیرت سے پوچھا وہ دونوں نے مسکرا دیں۔

"یہاں سے ٹیچر کی نظروں میں نہیں آتے اس لیے۔"ماریہ ہنستے ہوئے بولی تو اریبہ بھی مسکرا دی۔

"تم نے اتنا لیٹ ایڈمیشن کیوں لیا ہے؟"ماریہ نے تعجب سے پوچھا دانین بھی اسے دیکھنے لگی۔

"وہ ایکچلی میری شادی ہونے والی تھی پھر میرے منگیتر آؤٹ آف کنٹری چلے گئے

تو میں نے سوچا اپنی ڈگری کمپلیٹ کرلوں۔"سادگی سے بولی۔

"مبارک ہو مطلب انگیجڈ ہو۔"دانین نے مسکرا کر چھیڑا وہ جھینپ گئی۔

"رہتی کدھر ہو تم کراچی میں؟"ماریہ کو پتا نہیں کیوں اسکا سب کچھ جاننے کا شوق چڑھا ہوا تھا، دانین اسکے سوالوں پر بس سانس بھر کر رہ گئی۔

"یہاں تو میں ہوسٹل میں رہ رہی ہوں، ورنہ گھر میرا لاہور میں ہے۔"مسکرا کر انہیں اپنی فیملی کے بارے میں بتانے لگی۔

"گڈ مارننگ اسٹوڈنٹس۔"جب ہی گھمبیر آواز میں کہتے ڈرک بلو شرٹ اور گرے ڈریس پینٹ میں سر تیمور کلاس میں داخل ہوئے تھے۔

"ایک تو یہ بھی روز آجاتے ہیں۔"چڑ کر بولی۔اریبہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تو یہ تو اچھی بات ہے نا انہیں خیال ہے ہمارا۔"مسکراتے ہوئے بولی۔اس نے برا سا منہ بنایا۔

"لو ایک اور آگئی سر کی حمایتی۔"چڑ کر بیگ سے پین ڈھونڈنے لگی جو نجانے کہاں چلا گیا تھا سر بورڈ پر کوئسچن سمجھا رہے تھے وہ دونوں بھی اسی طرف متوجہ ہو گئیں تھیں۔

"پین دو نہیں مل رہا میرا۔"جھنجھلا کر تھوڑا زور سے بولی تو سر تیمور نے پلٹ کر ناگواری سے اسکی جانب دیکھا۔

"دو نا کیا مسئلہ ہے کیلکولیٹر بھی شاید اسی کے ساتھ ڈیٹ پر گیا ہے۔"اپنی دھن میں ماریہ کو ہلاتی بولی اسنے گھور کر چپ کرانا چاہا۔

"کیا ہے دو نا۔"اسکی گھوریوں کو نظرانداز کرتے تپ کر بولی۔

"اچھا میری ماں چپ تو ہوجا۔"منت سے بولی کہ کسی طرح تو اسکے منہ پر قفل چڑھے۔

"کیوں! کیوں چپ ہوں میں نے دو دن پہلے ایک پین دیا تھا تمھیں۔"اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"دانین لو یہ لے لو"اریبہ نے اپنا پین دے کر خاموش کرانا چاہا مگر وہ ماریہ کی جانب رخ موڑے لڑنے بیٹھی تھی۔

"مس حسن۔"ان کی گرجدار آواز پر وہ تینوں ہی گڑبڑا گئیں۔

"یس۔۔۔یس سر۔"فوراً اٹھ کھڑی ہوئی جس کے نتیجے میں گود میں رکھا سارا سامان زمیں بوس ہوچکا تو ماریہ نے دکھ سے اپنا ماتھا پیٹ لیا، سر تیمور اسکی گھبرائی ہوئی شکل دیکھ کر دانت پیس کر رہ گئے تھے جبکہ اریبہ خاموشی سے دونوں کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

"آپ کو چھوٹے بچوں کی طرح خاموش کرانے کے حربے استعمال کرنے پڑیں گے کیا اب ہمیں"وہ ناگواری سے بولے تو دانین نے چھوٹے معصوم بچوں جیسی شکل ہی

بنالی تھی۔

"سر کیا کیا اب ہم نے؟" اتنی معصومیت سے بولی کہ وہ دیکھ کر رہ گئے۔

"اچھا کچھ نہیں کیا تو ذرا بتائیے گا اس وقت میں کونسا ٹوپک سمجھا رہا تھا کلاس کو؟" دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹتے ہوئے بولے، اسکی ہوائیاں اب اڑی تھیں لب کاٹتے نظریں نیچی کیں تو نظر اریبہ کی نوٹ بک پر پڑی۔

"Organizational behavior" پراعتمادی سے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ سر تیمور کے چہرے کے تاثرات کچھ اور بگڑے تھے۔

"مس ریحا please stand up and tell us which topic we're discussing today"

دانین کو گھورتے ہوئے ریحا سے بولے تو وہ بھی مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سر انکم ٹیکس۔" دانین کو تمسخرانہ نگاہوں سے دیکھ کر بولی۔وہ محض دانت پیس کر رہ گئی۔

"تھینک یو ریحا سٹ ڈاؤن'مس حسن مجھے نہیں لگتا آپ یہاں پڑھنے آرہی ہیں اپنے ساتھ ساتھ اپنی دوستوں کے فیوچر کو داؤں پر نہ لگائیں تو بہتر ہے۔" اس بار سخت لہجے میں تنبیہہ کی تو تمام اسٹوڈنٹس کے چہروں پر دبی دبی سی مسکراہٹ آگئی جو اسے آگ لگانے کے لیے کافی تھی۔

"سر آپ کیا ورک شاپ والی بات کو پکڑ کر بیٹھ گئے، مجھے تھوڑی پتا تھا کہ سر ہیں میرے۔۔۔اب کیا پورا سال بدلے لیں گے۔۔"وہ بھی تپ کر بول پڑی جبکہ سر تیمور کی رنگت ضبط سے سرخ پڑ گئی تھی۔

"جسٹ شٹ اپ مس حسن۔۔۔"دھاڑتے ہوئے بولے وہ یکدم سہم کر خاموش ہوگئی جبکہ پوری کلاس حیرت سے دانین کو دیکھ رہی تھی، جن میں فیوچر برباد ہونے والی دونوں دوستیں سرِفہرست تھیں، ایک درشت نگاہ اس پر ڈالی اور مٹھیاں بھینچ کر روسٹرم کی جانب بڑھ گئے، پھر سارا وقت وہ بے تاثر چہرہ لیے کلاس کو ٹوپک سمجھاتے رہے اور وہ خاموشی سے اپنی جگہ بیٹھی رہی تمام سامان اب بھی زمین پر ہی پڑا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"عدن آؤ میں ڈروپ کردوں۔"وہ پورچ میں کھڑی اپنی کار کی جانب بڑھ رہی تھی جب ڈاکٹر حماد کی آواز پر پلٹی۔

"ارے نہیں آپ لیٹ ہوجائیں گے رہنے دیں میں چلی جاؤں گی۔"اس نے منع کرنا چاہا۔

"نہیں ہوں گا آجاؤ۔"مسکرا کر کہتے اپنی کار کی جانب بڑھے تو اسے بھی آنا پڑا۔

"آج کل ڈاکٹرز اسٹرائک پر ہیں حکومت سے مطالبات منوانے کے لیے۔"کار گھر

سے باہر نکالتے اسے بتایا۔وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔

"تو پھر کیوں جارہے ہیں ہوسپٹل؟"تعجب سے پوچھا۔

"اگر نہیں جاؤں گا تو باقی ڈاکٹرز غدار کہیں گے مجھے۔"ایک نظر اسے دیکھ کر جواب دیا تو وہ مسکرادی۔

"خیر آپ لوگ تو بارہ میں سے چھ مہینے اسٹرائک پر ہی رہتے ہیں، ان چکروں میں معصوم عوام پستی ہے۔"اس نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"تم ایک بار اپنے پروفیشن پر رکھ کر سوچو۔ گورنمنٹ چار چار ماہ کی سیلیری روک کر بیٹھی ہے، ڈاکٹرز ہوا تو کھاتے نہیں جو ایسے ہی گزارہ کرلیں گے، ہاں میں اس بات سے سو فیصد متفق ہوں، پیشنٹس کے لیے یہ وقت بہت برا ثابت ہوتا ہے لیکن اسکا حل صرف حکومت کے پاس ہے، اگر وہ اپنی دوزخ بھرنے سے پہلے ڈاکٹرز کو انکی حق حلال کی کمائی دے دے تو یہ نوبت ہی نہ آئے۔"وہ بھی شروع ہوئے تو نظام کا سب کچا چٹھا کھول گئے۔وہ ایک سینئر ہارٹ اسپیشلسٹ تھے، لاہور سے ان کی پوسٹنگ اسلام آباد ہوچکی تھی ان کا ذاتی فلیٹ رینوویشن کے مراحل میں تھا اسی لیے آج کل وہ اپنے ماموں کے یعنی عدن کے گھر رہائش پزیر تھے۔

"چلیں میری جاب کی تو اسٹرائک نہیں اسی لیے اللہ حافظ شام میں ملیں گے۔"مسکرا کر بولی کیونکہ اسکا اسکول آچکا تھا ایک نظر سفید دوپٹہ اوڑھے اس

سوبر سی پیاری سی لڑکی کو دیکھا اور سر ہلا گئے

"اللہ حافظ۔۔۔"اسکو گاڑی سے اترتا دیکھ مسکرا کر بولے۔وہ بھی ایک نظر ان پر ڈالتی اسکول کی جانب بڑھ گئی، اسکے اندر داخل ہونے تک انہوں نے اسے دیکھا اور پر کشش لبوں پر نرم سی مسکان لیے کار آگے بڑھا دی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

پیپرز سر پر تھے اس لیے سب ہی اسٹوڈنٹس سیریس ہو کر پڑھائی میں لگ گئے تھے جبکہ وہ پڑھائی اور میم کے کاموں میں گھن چکر بن گئی تھی۔ سر تیمور کی اس دن کی ڈانٹ کے بعد وہ زیادہ تر ان کے پیریڈ سے غائب ہوکر بعد میں اریبہ اور ماریہ سے کام لے لیتی یا خاموشی سے کلاس اٹینڈ کرتی۔ اسے عجیب سی چڑ ہوگئی تھی سر تیمور سے، ویسے ہی ان کے چہرے کے تاثرات اسے دیکھ کر ہمیشہ سخت ہوجاتے تھے اور اسکی وجہ وہ آج تک نہ جان سکی تھی اور اسکے پاس یہ سوچنے کا وقت بھی نہ تھا کیونکہ کلاسز آف ہونے کے فوراً بعد اسے میم عمارہ کے آفس پہنچنا ہوتا تھا اور اس روٹین سے بھی وہ تھک چکی تھی۔ وہ اس سے زیادہ کام تو نہ کراتی تھیں مگر اس آرام طلب لڑکی کی جان جاتی تھی۔ اب بھی وہ ان کے آفس میں بیٹھی ان کے انسٹیٹیوٹ کے بچوں کی ورک شیٹس دیکھ رہی تھی۔

"چلو بیٹا بس باقی کل دیکھ لینا اب آف کرو۔"اسے کام میں لگا دیکھ کر بولیں، اس نے بھی گھڑی کی طرف دیکھا جو سوا تین بجا رہی تھی۔

"اوکے میم۔"ہلکی سی اسمائل پاس کرتی اپنا سامان سمیٹنے لگی۔

"یہ لو بیٹا میری ایک اسٹوڈنٹ کا ڈرائیور پارکنگ میں کھڑا ہے، یہ اینویلپ اسے دے دینا۔"اسے اینویلپ دیتیں بولیں تو وہ بھی اسے تھام کر باہر نکل گئی، یلو شیفون کے خوبصورت ٹاپ اور بلیک جینز پر بلیک اسٹول اور اونچی پونی باندھے آنکھوں میں ہلکا سا کاجل لگائے معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی۔ تیز تیز قدموں سے چلتی پارکنگ ایریا کی طرف آئی دماغ میں صبوحی بیگم کی صلواتیں گھوم رہیں تھیں جو اسے گھر پہنچ کر پڑنے والی تھیں دھوپ کی تپش سے بچنے کے لیے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور اردگرد دیکھنے لگی ایک لڑکا اسی کی جانب آرہا تھا۔

"میم عمارہ کا اینویلپ تمہارے پاس ہے؟"اس نے قریب آکر پوچھا تو دانین نے سر سے پیر تک اسے دیکھا جو ڈرائیور کم اور ڈاکو زیادہ لگ رہا تھا۔

"جی، یہ لیں۔"اپنی سوچوں کو جھٹکتی اینویلپ اسے تھماگئی اس شخص نے گہری نظروں سے اسکا جائزہ لیا اور لبوں پر ایک مسکراہٹ سی آگئی۔

"کیا مسئلہ ہے جاؤ اب۔"اسکی عجیب سی نظروں کو خود پر محسوس کر کے ناگواری سے بولتی وہ سر ہلاتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

"ایڈیٹ.. "سر جھٹکتی خود بھی اپنی کار کی جانب بڑھ گئی۔
"کون تھا وہ شخص۔۔؟"سرد آواز کانوں میں پڑی تو ڈور کھولتا ہاتھ خودبخود رک گیا۔
مڑ کر دیکھا تو سر تیمور ناگواری سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔
"کون؟"اس نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا وہ قریب آکھڑے ہوئے تھے۔
"مس حسن جس شخص کو آپ نے ابھی اینویلپ تھمایا وہ کون تھا۔۔؟"ایک ایک لفظ پر زور دیتے بھینچے ہوئے لہجے میں بولے تو دانین نے حیرت سے انہیں دیکھا۔
"وہ تو میم کی اسٹوڈنٹ کا ڈرائیور تھا.. "اس نے بھی سادگی سے بتادیا۔
"جسٹ شٹ اپ یونی میں آپ ایسی حرکتیں کرتی پھر رہیں ہیں، اوپر سے جھوٹ بھی بول رہی ہیں۔" ان دھاڑ پر دانین کے تو آگ ہی لگ گئی۔
"کیسی حرکتیں۔۔ ہاں کیا کیا ہے میں نے۔۔۔ سر ہیں تو کیا کچھ بھی کہیں گے۔ آپ بھی لمٹس میں رہیں اپنی۔ اپنی ذات پر کچھ بھی کہنے کا حق میں نے آج تک کسی کو نہیں دیا سمجھے آپ۔"وہ بھی بپھر اٹھی تھی خود پر انگلی اٹھانے والے کا منہ اچھی طرح بند کرنا جانتی تھی۔ سر تیمور کے چہرے پر بےیقینی، پھر حیرت اور پھر غصے کے تاثرات چھاگئے مگر وہ ان کے تاثرات کی پرواہ کیے بغیر گاڑی میں بیٹھی اور ان کے آگے سے گاڑی نکال کر دھول اُڑاتی چلی گئی تھی۔
"آج کے بعد تمہاری ہر حرکت پر نظر ہوگی مس حسن۔"اسکی گاڑی کو دور جاتا

دیکھ پراسرار لہجے میں کہتے اپنی کار کی جانب بڑھ گئے۔

☆☆☆☆☆☆

"یہ رہیں ڈیٹیلز آج شام چھ بجے پرل کی پارکنگ میں نظر آئے تھے یہ بندے۔۔"سی سی ٹی وی کیمرہ سے لی گئی دو لڑکوں کی تصاویر اور تفصیلات صارم نے اسکے سامنے رکھیں، اس نے ایک نظر لیپ ٹاپ سے ہٹاکر کر پکچرز کو دیکھا۔

"اس گینگ کا جو بھی لیڈر ہے بہت ہی کوئی شاطر چیز ہے، ہمیشہ نئے گیٹ اپ میں اٹیک کرتا ہے" صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے جبڑے بھینچ کر بولا۔انہیں کراچی آئے دو دن ہوچکے تھے اور اس وقت وہ بالاج کے اپارٹمینٹ میں رہائش پزیر تھے۔

"یہی تو بات ہے وہ بندہ ہمارے سامنے بھی آجائے اور ہمیں بھینک بھی نہیں پڑے گی، دو سال پہلے گداگروں کی ٹولی نے اسکول گرلز کو بوری میں باندھ کر گندم کے ٹرکوں میں ایکسپورٹ کیا تھا۔" صارم نے ناگواری سے ذکر کیا جس پر بالاج نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔

"اور اس بار یونی گرلز کو نشانہ بنایا جانے کا پلان ہے۔"اس نے لیپ ٹاپ سامنے کرتے اسے آگاہ کیا تو صارم نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"اس کا مطلب وہ ٹیچر ،اسٹوڈنٹ یا پیون کسی روپ میں بھی ہو سکتے ہیں۔"کافی لے کر لاؤنج میں آتی فارحہ نے کہا تو بالاج اثبات میں سر ہلا گیا۔

"اس لسٹ کے مطابق یہ یونیورسٹی ٹاپ لسٹ پر ہے اور جہاں سے گمشدہ لڑکی کی گاڑی ملی وہ اسی کے احاطے میں ہے۔"صارم کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔

"بالکل میجر صارم اور وہ لوگ بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہے ہیں اس وقت، کیونکہ ایک ہفتے بعد فیسٹیول شروع ہونے والا ہے یونی میں۔"تینوں اب سر جوڑ کر بیٹھ چکے تھے اور آگے کا پلان سیٹ کررہے تھے جب ہی بالاج کا فون بج اٹھا۔ صارم نے ایک نگاہ اس کے فون پر ڈالی اس سیریس سچوئیشن میں بھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی جو بالاج بھی دیکھ چکا تھا۔

"جا ریسو کر۔"مسکراہٹ دبا کر بولا۔وہ نفی میں سر ہلاتا بالکونی کی جانب بڑھ گیا، فارحہ نے ناسمجھی سے اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھا مگر وہ محض کندھے اچکا گیا۔

"کیسی ہو۔۔۔؟"ماتھے پر آجانے بال پیچھے کیے۔

"کیسا ہونا چاہیئے، تم لوگ نہیں ہو بور ہورہی ہوں۔"اداسی سے بولی۔

"کیوں جاب چھوڑ دی کیا ہمارے پیچھے؟"لب کا کونہ دبا کر بولا۔

"نہیں ایک وہی تو سہارا بچا ہے بوریت ختم کرنے کا، وہ دونوں کیسے ہیں۔"

"ٹھیک ہیں، کراچی کی ہوا راس آگئی ہے دونوں کو۔"ہنستے ہوئے کمرے کی جانب دیکھا وہ دونوں کسی بات پر بحث کررہے تھے۔

"اور تمہیں...؟ "اس کی مدھم آواز پر وہ ایک پل کے لیے ٹھہر گیا۔

"نہیں مجھے مارگلہ کی پہاڑیاں ہی راس ہیں، یہ جگہ اجنبی ہے میرے لیے۔" اسکے گھمبیر لہجے پر عدن کو اپنا دل الگ ہی انداز میں دھڑکتا محسوس ہوا۔

"میں آنٹی کی سائیڈ تھی کل۔۔۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ پھر بولی۔

"ہاں جانتا ہوں وہاں نہ ہوتے ہوئے بھی ہر بات سے باخبر ہوں۔" لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ تھی۔

"تم جب یہاں تھے تب باخبر نہیں تھے اب کیسے ہوگے، میں نہیں مانتی۔" اسکا شکوہ کرتا لہجہ بالاج ذوالفقار کو چند پل کے لیے خاموش کرا گیا تھا۔

"اتنا بے خبر بھی نہیں ہوں عدن بشیر۔" اس کے ٹھہرے ہوئے لہجے پر عدن نے حیرانی سے فون کو دیکھا لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ آئی تھی۔

"اچھا پھر تو کسی دن فرصت میں تمہاری خبر گیری کریں گے۔۔" دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"ہاں اب فرصت میں بیٹھ کر ہی بات ہوگی۔۔" ایک گہری سانس بھرتا فون کاٹ گیا مگر دوسری جانب بیٹھے شخص کا سارا دن خوشگوار کر گیا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

یونیورسٹی کے ہر ڈیپارمنٹ کو فیسٹیول کی وجہ سے بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا

ایک میلا سا لگا تھا ہر کوئی ٹولیوں کی صورت گھوم رہا تھا پیپرز ختم ہونے کے بعد سب ہی کو رزلٹ کا انتظار تھا یہی وجہ تھی جو سب بے فکرے نظر آرہے تھے اور ان چند مہینوں میں اریبہ ان دونوں کی بیسٹ فرینڈ بن چکی تھی اور اکثر کمبائن اسٹڈی کی غرض سے دانین کے گھر پائی جاتی تھی۔آج بھی وہ تینوں مختلف اسٹولز سے چیزیں کھاتی پیتی انجوائے کرتی پھر رہیں تھیں۔

"ہیلو۔۔۔"اس نے قریب آکر پکارا تو تینوں اسی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔

"تم نے تو کہا تھا مشکل ہے آج تمہارا آنا۔"وائٹ فراک اور چوڑی دار پاجامے پر بال کھولے آنکھوں میں کاجل لگائے عام دنوں سے مختلف لگ رہی تھی، زید کی نظریں اسی کے چہرے کا طواف کررہی تھیں۔

"ہاں سوچا تو یہی تھا لیکن جلدی فارغ ہوگیا سوچا تھوڑی کمپنی دے دونگا تم لوگوں کو۔"مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا وہ بھی وائٹ کرتوں میں ملبوس تھیں، دونوں نے معنی خیزی سے دانین کو دیکھا تھا وہ زید کی اسکے لیے پسندیدگی کے بارے میں جانتی تھیں مگر وہ جان کر بھی انجان تھی۔

"خیر یہ زحمت تم بالکل نہ کرتے کیونکہ یہ کام ہم بخوبی کررہے تھے۔"ماریہ نے چھیڑتے ہوئے کہا۔ اریبہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آگئی جبکہ وہ اسکی نظروں کو نظرانداز کرنے کی کوشش کرتی ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھی۔

"آپ لوگ بیٹھیں مجھے ماریہ کے ساتھ سامنے کے اسٹول سے کچھ خریدنا ہے۔"اریبہ نے خود ہی وہاں سے نکلنے کی کوشش کی ورنہ دانین کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔

"تو ہم یہاں بیٹھ کر دھوپ میں ہاتھ سینکیں گے کیا، ہم بھی چلتے ہیں۔"دانین نے تعجب سے کہا زید بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"نہیں۔۔۔مجھے بات کرنی ہے تم سے۔"اب وہ ڈائریکٹ اس سے مخاطب ہوا تھا جو نجانے کیوں اسکے جذبات کو نہیں سمجھ رہی تھی اس لیے آج وہ فیصلہ کرکے آیا تھا۔۔۔

"آؤ چلتے ہیں۔۔"اریبہ ان دونوں کو مسکراتی نظروں سے دیکھتی ماریہ کو گھسیٹتی ہوئی لے گئی اور دانین جس وقت سے بھاگ رہی تھی اسے اب کوئی بہانہ نظر نہیں آرہا تھا۔

"آؤ وہاں چلتے ہیں، اس سائیڈ کے اسٹول نہیں دیکھے میں نے۔"اس کا دھیان خود سے ہٹانے کے لیے اسٹولز کی جانب متوجہ کیا تو وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔

"دانین ہم ایک دوسرے کو کب سے جانتے ہیں؟"اس کے ساتھ چلتے سوال کیا، دانین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"چار پانچ سال یا شاید۔"

"نہیں جب تم نائن میں تھیں اور میں میٹرک میں، آج سے چھ سال پہلے۔"اسکی یاد داشت پر اس نے توصیفی نگاہوں سے اسے دیکھا اور مسکرا دی۔

"ہاں ہم اکیڈمی میں ملے تھے۔"

"اور جانتی ہو ان چھ سالوں میں اس کے علاوہ کوئی چہرہ میری آنکھوں میں نہیں جچا۔"اسکے کھوئے کھوئے لہجے پر دانین نے حیرانگی سے اسے دیکھا، لفظ جیسے ختم ہوگئے تھے کیونکہ زندگی میں پہلی بار ایسی سچویشن کا سامنا ہورہا تھا اور نہ ہی اس نے خود کبھی ایسا سوچا تھا۔

"ایسے نہ دیکھو جیسے میرے جذبوں سے بالکل آگاہ نہ ہو۔"اسکے خفگی بھرے شکوے پر وہ فوراً سنبھلی

"لیکن۔۔۔میں نے کبھی ایسا نہیں سوچا۔"معصومیت سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

"تو اب سوچ لو۔"اس کے آنچ دیتی نگاہوں اور جذبوں سے پُر لہجے پر وہ سٹپٹا کر نگاہیں جھکا گئی، سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کہے، زید ہر لحاظ سے اچھا تھا، ایک ڈیسینٹ شخصیت کا مالک تھا مگر یہ فیصلہ وہ خود تو نہیں کرسکتی تھی۔

"دانین کہو نا کچھ.."اسکی خاموشی پر اس نے پریشانی سے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھاما۔

"زید پلیز۔۔۔۔"اس نے گڑبڑا کر جلدی سے ہاتھ چھڑایا اور ادھر اُدھر دیکھا۔

سر تیمور سپاٹ چہرہ لیے گراؤنڈ کی جانب ہی آرہے تھے اور زید کو ہاتھ تھامتا دیکھ چکے تھے، وہ پہلے ہی ان کی نظروں میں مشکوک ہوچکی تھی۔

"دیکھو زید یہ فیصلہ میں اکیلے تو نہیں کرسکتی نا۔"اس نے سمجھانا چاہا۔

"ہاں اور اسی لیے میں اپنا رشتہ بھیجنا چاہتا ہوں۔"وہ تو جیسے آج اسکے سارے بہانے رد کردینا چاہتا تھا

"اچھا جو مرضی آئے کرو، مگر ابھی نہیں، مجھے ڈگری کمپلیٹ کرنی ہے۔"اس نے انگلی اٹھا کر وارن کیا جبکہ وہ کھل اٹھا تھا۔

"ڈونٹ وری میں شادی کے بعد تمہاری ڈگری کمپلیٹ کروا دونگا۔"مسکراتے ہوئے اسکے ساتھ چل پڑا

"تم ایسا کچھ نہیں کروگے، میں گھر میں بھی گھسنے نہیں دونگی تمہیں۔"غصے سے بولی وہ ابھی اس سب کے لیے بالکل تیار نہ تھی۔

"میں پھر تمہارے گھر کے باہر دھرنا دے کر بیٹھ جاؤں گا۔"مزے سے بولا مگر وہ بس گھور رہی تھی اسے۔

"یار ایسے تو مت دیکھو ،ویسے ہی دیوانہ ہوں ان آنکھوں کا۔"اسکی کاجل بھری آنکھوں میں دیکھ کر بولا وہ دانت کچکچا کررہ گئی۔

"ہاؤ چیپ۔۔۔"زور سے اسکے بازو پر پنچ مارا۔

"نہیں آئی ایم سیریس۔۔میں دو دن بعد دوبئ جارہا ہوں ایک مہینے کے ٹور پر کمپنی کی جانب سے اور وہاں سے آکر میں ماما اور آپی کو بھیجنا چاہتا ہوں تمہارے گھر پلیز۔"اس کے منت بھرے لہجے پر وہ خاموشی سے اسٹال کی چیزوں کا جائزہ لینے لگی۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

"میں چاہتی ہوں اب آپ میری اکیڈمی بھی جوائن کریں۔"وہ کوریڈور سے ہوتی میم عمارہ کے ساتھ ان کے آفس جارہی تھی۔تمام اسٹوڈنٹس اب گھروں کی جانب روانہ ہورہے تھے، وہ بھی جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتی تھی مگر میم کے بلاوے پر ادھر آنا پڑا تھا۔

"تھینک یو سو مچ میم! بٹ ماما الاؤ نہیں کریں گی۔"اس نے بےبسی سے کہا تو وہ مسکرا دیں۔

"انہیں تو خوش ہونا چاہیے ان کی بیٹی ماشاءاللہ اتنی لائق ہے۔"ان کی تعریف پر وہ جھینپ سی گئی۔

"ان کو منانے کی کوشش کیجیے گا اوکے کیونکہ میں آپ کو اپنی ایک سکسیسفل اسٹوڈنٹ کے طور پر دیکھنا چاہتی ہوں۔"ان کے شفقت بھرے لہجے پر وہ مشکور ہوگئی۔

"تھینک یو سو مچ میم! بٹ جب سے کڈنیپنگ کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے ماما بہت ڈسٹرب رہنے لگی ہیں۔" اس نے اداسی سے بتایا وہ بھی ایک سانس خارج کر کے رہ گئیں۔

" صحیح بات ہے، میری اسی یونیورسٹی کی اسٹوڈنٹس لاپتہ ہیں، اب تک کوئی خبر نہیں ان کی۔" وہ بہت دکھ سے تفصیل بتارہی تھیں۔

"میم آپ ٹینشن نہ لیں انشاءاللہ بہت جلد یہ چھوٹی موٹی گینگ کو ختم کردیں گے ہمارے جوان۔" اس کے پرعزم لہجے پر وہ اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

"بیٹا جن جوانوں پر آپ کو اس قدر پختہ یقین ہے، اصل میں وہی ان گینگز کی پشت پناہی کررہے ہوتے ہیں۔" ان کے تمسخرانہ انداز پر دانین ایک پل کے لیے چپ ہوگئی مگر پھر بول اٹھی۔

"میم کالی بھیڑیں کس ڈیپارمنٹ میں نہیں ہوتیں مگر اکثریت تو پھر بھی وطن سے محبت کرنے والوں کی ہی ملے گی۔" مضبوط لہجے میں بولتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اب اجازت دیں مجھے میم ٹائم کافی ہوگیا ہے۔" اپنا بیگ سنبھالتی اٹھی تو وہ بھی سر ہلاگئیں، انہیں اس لڑکی کی خوداعتمادی بہت پسند تھی۔ابھی وہ ان کے روم باہر ہی نکلی تھی جب ماریہ تیزی سے دوڑتی اسکے پاس آئی۔

"کیا ہوگیا ہے ماریہ ایسے ہانپ کیوں رہی ہو۔" اس نے حیرت سے پوچھا تو وہ اپنی

سانسیں درست کرنے لگی۔

"وہ۔۔۔وہ دانین مجھے ضروری بات کرنی ہے تم سے۔"اس کا ہاتھ تھام کر گھبرا کر کہتی اسے بھی پریشان کرگئی۔

"کیا بات ہے ماری بولو بھی مجھے گھبراہٹ ہورہی ہے اب۔"اسکی اڑی ہوئی رنگت دیکھ کر اسکا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا تھا۔

"یہا۔۔۔یہاں نہیں، چلو یہاں سے۔"اپنے ماتھے کا پسینہ صاف کرتے چاروں طرف دیکھا بالکل ویرانی چھائی تھی، تقریباً سب ہی اسٹوڈنٹس جاچکے تھے۔ اس نے دانین کے ساتھ جانا تھا اس لیے رکی ہوئی تھی جبکہ اریبہ بھی اپنے ہوسٹل روانہ ہوچکی تھی۔

"اچھا چلو۔"

"دانین۔۔۔"میم عمارہ کی آواز پر دونوں بیک وقت مڑی تھیں۔

"یس میم"وہ قریب آچکی تھیں مگر ماریہ کی اڑی رنگت دیکھ کر پریشان سی ہوگئیں۔

"کیا بات ہے بیٹا آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔"ان کے فکرمندی سے پوچھنے پر ماریہ نے نم ہوتی آنکھوں سے ایک نظر دانین کو دیکھا وہ بھی متفکر سی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کچھ۔۔۔کچھ نہیں دانین تم فارغ ہوجاؤ، میں باہر ویٹ کررہی ہوں تمہارا۔"گھبرا کر

کہتی تیزی سے مڑ گئی جبکہ وہ پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گئی تھی۔

"کیا بات ہے سب خیریت ہے نا بیٹا مجھے ماریہ ٹھیک نہیں لگیں۔"انہوں نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا جو کچھ الجھی ہوئی سی لگ رہی تھی، نگاہیں اب بھی وہیں تھیں جہاں سے ابھی ماریہ گزری تھی دل عجیب انداز میں دھڑک رہا تھا۔

"پتہ نہیں میم'آپ کو کوئی کام تھا۔"ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"جی آئیں۔"اپنے آفس کی طرف بڑھ گئیں۔

"یہ میرے انسٹیٹیوٹ کے اسٹوڈنٹس کی رزلٹ شیٹس اور ڈیٹا ہے آپ کل تک انہیں انسٹیٹیوٹ پہنچا دیجیئے گا اگر پوسیبل ہو تو، میری ایک گھنٹے بعد کی لاہور کی فلائٹ ہے ورنہ میں آپ کو کبھی تنگ نہ کرتی۔"ایک اینویلپ تھماتیں مسکرا کر بولیں وہ شرمندہ سی ہوگئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں میم۔"خفیف سی ہوکر بولی۔

"چلیں شاباش اب احتیاط سے جائیں اور میری طرف سے ماریہ کی خیریت دریافت کرلیجیئے گا۔"کسی سے میسج پر بات کرتیں مشفق انداز میں بولیں تو وہ بھی خدا حافظ کرتی باہر آگئی مگر وہاں بالکل ویرانی چھائی ہوئی تھی۔

"اف ماری کہاں چلی گئی۔"ادھر ادھر دیکھتی بیگ سے فون نکالنے لگی کال ملائی تو اسکا فون بند جارہا تھا

"حد ہے اتنی سی بات پر بھلا کون ناراض ہوتا ہے۔"بڑبڑاتی ہوئی پارکنگ میں آگئی وہاں بھی اکادکا کاروں کے علاوہ کوئی زی نفس موجود نہ تھا، اپنی کار کے نزدیک آکر ایک بار پھر کال ملائی مگر اس کا فون مسلسل آف جارہا تھا تبھی اسے کونے میں سر تیمور نظر آئے جو گاڑی میں بیٹھے کسی پر غصہ کر رہے تھے، اس نے کار کی سائیڈ میں ہوکر دیکھا تو وہ کینٹین کا نیا لڑکا راشد تھا وہ حیرانی سے دیکھنے لگی اسکی آدھی سے زیادہ شرٹ پسینے میں بھیگ رہی تھی، جب ہی اسکی نظر دانین پر پڑی تو وہ گڑبڑا سی گئی، راشد کے اشارے پر انہوں نے بھی پلٹ کر اسے دیکھا۔

"آپ کیا کر رہی ہیں اب تک یہاں؟"انتہائی سخت لہجے میں بولے وہ ایک پل کے لیے سن سی رہ گئی

"میں۔۔۔میں... "اس نے صفائی دینی چاہی۔

"کیا کر رہی تھیں یہاں کھڑی ہاں ہماری باتیں سن رہی تھیں؟"

"سر۔۔۔"ان کے ناگواری سے کہنے پر راشد نے روکنا چاہا جبکہ دانین کا خون کھول اٹھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا، میں کیوں سنوؤں گی آپ کی باتیں، آپ کے پاس ایسا کونسا ایٹمی نسخہ رکھا ہے جو آپ کی جاسوسی کروں گی، بلکہ مجھے تو آپ کی حرکتیں مشکوک لگتی ہیں۔"سب کچھ بھلائے اپنی ٹرین کی طرح چلتی زبان سے بولتی چلی گئی

جبکہ وہ ایک پل کے لیے کنگ رہ گئے تھے مگر اگلے ہی پل تیزی سے اسکی جانب بڑھے مگر ٹی بوائے راشد بیچ میں آگیا۔

"سر جی پلیز۔۔۔"اس نے روکنا چاہا جبکہ دانین کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔

"ہٹو آگے سے، میں اس بدتمیز لڑکی کی عقل ٹھکانے لگاتا ہوں، جسے یہ بھی تمیز نہیں کہ ٹیچرز سے کس لہجے میں بات کی جاتی ہے۔"وہ دھاڑ اٹھے تھے راشد نے دانین کو دیکھا جو کار کے پاس ساکت کھڑی تھی۔

"میڈم جی تم جاؤ تمہارے گھر والے منتظر ہوں گے۔"اسکے کہنے پر وہ لرزتی وہیں جلدی سے کار میں بیٹھی، نجانے کیا ہوگیا تھا اسے جو اتنی بدتمیزی کر بیٹھی تھی لب کاٹتے خاموشی سے کار میں بیٹھ کر ایک نظر انہیں دیکھا جو راشد کا ہاتھ جھٹک کر اپنی مرسڈیز کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اس نے بھی کانپتے ہاتھوں سے کار اسٹارٹ کردی جبکہ ماریہ کا خیال یکسر ذہن سے نکل چکا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

"بھابھی بتائیں اب آپ میں کیا کروں۔"اس نے پریشانی سے ماہین کو دیکھا، وہ لوگ اس وقت آئسکریم پارلر میں بیٹھی تھیں۔ عباد کی بہت ضد پر صبوحی بیگم کی ڈانٹ کھانے کے بعد تینوں انجوائے کرنے نکلے تھے جبکہ وہ سر درد کی وجہ سے گھر پر ہی

تھیں۔

"تو نینی اس میں مسئلہ کیا ہے، زید تو ماما اور مجھے شروع سے ہی پسند ہے۔"اس نے خوشدلی سے کہا۔وہ بے دلی سے اپنے کپ میں چمچہ ہلانے لگی۔

"مسئلہ اس میں نہیں وہ تو ٹھیک ہے مگر میں ابھی اس سب کے لیے تیار نہیں، مجھے پڑھنا ہے جاب کرنی ہے۔"آہستہ سے منمنائی اور عباد کو گھورا جو اپنا کپ ختم کرنے کے بعد اب اسکے کپ سے انصاف کررہا تھا۔

"دماغ خراب ہے تمہارا، جاب کروگی! اسد اور ماما کبھی اجازت نہیں دیں گے اور ویسے بھی ماشاءاللہ بائیس کی ہوگئی بس شادی کرو۔"اسے ڈپٹتے ہوئے آخر میں چھیڑ دیا۔

"ہاں بس آپ لوگوں کا تو بس نہیں چلتا مجھے ابھی نکال باہر کریں۔"وہ حسبِ توقع تپ اٹھی تھی جبکہ ماہین کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"ماشاءاللہ سمجھدار ہوگئی ہو۔۔"اسکے چھیڑنے پر وہ گھورتی ہوئی عباد کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ سب تو تب ہوگا نا جب آپ کے شوہر نامدار آئیں گے۔"اس نے بھی اسے چڑانا چاہا مگر وہ مسکراتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔

"تم اس بات کی ٹینشن نہ لو کیونکہ وہ اگلے مہینے آرہے ہیں۔"شرمیلی مسکان کے ساتھ اسکے سر پر بم پھوڑا۔

"کیا!! "وہ چیخ اٹھی ماہین نے گڑبڑا کر اطراف میں دیکھا کچھ لوگ ان کی جانب متوجہ ہوگئے تھے۔

"بیوقوف لڑکی۔"ڈپٹ کر کندھے پر ہاتھ مارا اور آسکریم پارلر سے باہر لے آئی۔

"پہلے کیوں نہیں بتایا ہاں۔"اس نے کندھا سہلاتے گھورا۔

"اف اللہ۔۔لڑکی دوپہر کو ہی تو کال آئی تھی ماما اور مجھے بھی تب ہی بتایا تھا۔"ہنستے ہوئے اسکے خفا چہرے کو دیکھا تو وہ بھی منہ بنا کر رہ گئی۔

"اچھا یہ لیں کیز کار میں بیٹھیں میں ماما کی میڈیسن لے لوں۔۔"اسے کیز دیتے ہوئے بولی۔

"اپھو میری چاکلیٹ بھی۔"عباد چہک کر بولا اس نے جھک کر گال چوم لیا۔

"اوکے میری جان۔"

"ویسے ایک بات ہے نینی ماشاءاللہ تمہاری بیٹی آج کل چلنے پھرنے میں نخرے نہیں دکھارہی۔"ماہین نے چھیڑتے ہوئے اسکی آلٹو کو نشانہ بنایا، وہ منہ چڑاتی میڈیکل کی جانب بڑھ گئی صبوحی بیگم کی میڈیسن کا پرسکرپشن سیلزمین کو تھما کر موبائل چیک کرنے لگی یونی سے آکر بھی اس نے ماریہ کا نمبر ٹرائی کیا تھا مگر وہ مسلسل بند جارہا

تھا، اسے اب تشویش ہونے لگی تھی۔ اس کا ارادہ صبح اسکے گھر جانے کا تھا، یقین نہیں آرہا تھا اس موبائل کی عادی لڑکی نے پورے دن موبائل کیسے آف کر دیا تھا دوائی لے کر باہر نکلی تو ایک غیر ارادی نگاہ سامنے فٹ پاتھ پر گئی مگر واپس پلٹنا بھول گئی کیونکہ سامنے اریبہ کسی فوٹو شاپ سے نکل رہی تھی۔ حیرانگی کا سبب وہ نہیں اسکی ڈریسنگ تھی چیکدار شرٹ اور جینز پر ہائی ٹیل بنائے تیزی سے شاپ سے نکل رہی تھی، ورنہ وہ ہمیشہ سادہ سے قمیض شلوار میں ہی یونی آتی تھی، اس نے آواز دینی چاہی مگر وہ اتنی دیر میں کار میں بیٹھ چکی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر اس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی۔۔

"سر تیمور اور۔۔اریبہ۔۔۔"بے یقینی سے اس کے لب پھڑپھڑائے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی گاڑی وہاں سے نکل گئی، اس نے جلدی سے اریبہ کو کال ملائی جو پہلی ہی بیل پر رسیو کرلی گئی تھی

"ہیلو نینی کیسی ہو۔۔"

"میں ٹھیک، تم سناؤ کہاں ہو، گھر آجاؤ۔۔"اس کی بات پر اریبہ نے ایک نظر سر تیمور پر ڈالی جو چہرے پر سخت تاثرات لیے ڈرائیو کررہے تھے البتہ فون اسپیکر پر تھا۔

"نہیں یار فلو ہو رہا ہے، ملنے کی ہمت بھی نہیں ہورہی، کل آجاؤں گی ابھی تو آرام

کررہی ہوں۔" آواز میں نقاہت طاری کرتے بولی جبکہ دانین حسن اسکے سفید جھوٹ پر چند لمحوں کے لیے بالکل سن ہوگئی تھی۔

"ہیلو نینی" اسکی خاموشی پر وہ دوبارہ بولی۔

"ہاں ٹھیک ہے اپنا خیال رکھنا، چھا سنو تمہاری ماریہ سے بات ہوئی؟" اس نے نجانے کیوں پوچھ لیا مگر اسکے سوال پر سر تیمور کا پاؤں یکدم بریک پر گیا تھا، اریبہ نے گھبرا کر ان کے تاثرات دیکھے۔

"کیا مطلب کیا ہوا اسے؟" وہ سنبھل کر بولی،

"کچھ نہیں ہوا بس صبح ناراض گئی تھی مجھ سے شاید اسلیے پوچھا چلو اللہ حافظ.." بات ختم کرتے کال کاٹ دی، اسے ان دونوں کے درمیان رشتہ سمجھ نہیں آیا تھا آخر وہ کیوں ایک ساتھ تھے اور اریبہ کی ڈریسنگ سے کسی طور نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ کسی ڈنر یا ڈیٹ پر آئے ہیں، ان ہی سوچوں میں الجھی کار کی جانب بڑھ گئی اسکا ارادہ صاف اریبہ سے یہ معاملہ ڈسکس کرنے کا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گی آئی سمجھ شرافت سے آجانا۔" عالیہ ڈپٹتے ہوئے بولی تو اسکے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ہاں جانتی ہوں ورنہ دلہن صاحبہ مجھے گھر سے اٹھا کر لے جائیں گی۔" چھیڑتے

ہوئے بولی تو عالیہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ہاں بالکل اور اب جلدی سے اپنی شادی کی خبر بھی سنادو ،وہ مسٹر ورنہ اسی طرح غائب ہی رہے گا۔"اسکی بات پر عدن ایک گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

"وہ تو مشن پر ہے ابھی۔"

" کبھی کبھی دل چاہتا ہے اس بندے کو ایسی سناؤں کہ کب تک وہ تمہیں اٹکائے رکھے گا۔"اسکی غصیلی آواز پر عدن نے حیرت سے فون کو دیکھا۔

ہم نے یک طرفہ محبت میں جلادی کشتی

یار کی سمت سے نہ ہاں ہے نہ ہوں ہے،یوں ہے

"نہیں عالیہ وہ کوئی مجھ سے وعدے کرکے نہیں گیا جو اس سے کسی قسم کی باز پرس کی جائے۔"اسکا لہجہ نجانے کیوں نم ہوگیا جسے عالیہ نے بھی محسوس کیا تھا۔

"تو عدن پھر اسطرح کب تک اس شخص کا انتظار کرو گی؟"اسکی بے چینی پر عدن کو ٹوٹ کر پیار آیا بچپن سے وہ ہی اسکی سب سے مخلص اور قریبی دوست تھی۔

"میری جان اس انتظار میں اگر درد ہے تو اللہ راحت بھی دے گا، نجانے کیوں جب بھی میں اسکے بارے میں سوچتی ہوں لگتاہے میرے وجود کا ہر حصہ اسے پکار اٹھتا ہے یہ ممکن تو نہیں نا کہ وہ بے خبر ہو؟"وہ سراپہ سوال بن گئی تھی اور عالیہ

پراذیت انداز میں مسکرا دی، دل سے اللہ سے اس محبت کی مٹی سے گندھی لڑکی کے لیے خوشیوں کی دعا کی تھی۔

"عدن اب بس بہت ہوگیا ہے سمجھ آئی دو ٹوک بات کرو اس سے۔"عالیہ اسکی اس خاموش محبت کے بالکل حق میں نہ تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے آنے تو دو اسے واپس، پھر میں بھی دو دو ہاتھ کر لونگی، آج مجھے تنگ کر رہا ہے ایک وقت میرا بھی آئے گا۔"لبوں پر دھیمی مسکان تھی عالیہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"چلو ماما بلا رہی ہیں مجھے نیچے شاید کوئی مہمان آئے ہیں بعد میں بات ہوگی۔"اسکے کہنے پر خدا حافظ کہہ کر فون رکھتی نیچے کچن میں آگئی بشیر صاحب اور فوزیہ بیگم کسی دوست کے گھر گئے ہوئے تھے

"تھینکس یار تم یہیں مل گئیں ورنہ مجھے خود بنانی پڑتی ایک کپ میرے لیے بھی۔"ڈاکٹر حماد نے کچن میں اسے کافی بیٹ کرتے دیکھا تو فرمائش کیے بغیر نہ رہ سکے دراصل وہ نیچے اسی کام کے غرض سے آئے تھے۔

"آپ کی پیکنگ کمپلیٹ ہوگئی؟"ایک نظر ان کے تھکے تھکے چہرے کو دیکھا۔

"ہاں اسی میں لگا ہوں پلیز اگر زحمت نہ ہو تو روم میں دے جانا۔"مسکرا کر بولتے پلٹ گئے۔ان کا فلیٹ رینویٹ ہوچکا تھا اسی لیے اب وہ خود بھی وہیں شفٹ

ہورہے تھے۔وہ کافی تیار کرکے ان کے روم میں آئی تو حسبِ توقع ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔

"میں کچھ مدد کروں؟"کافی ٹیبل پر رکھ کر آفر کی تو وہ بھی کندھے اچکا گئے۔

"ہاں یہ بکس اس بیگ میں رکھ دو۔"ٹیبل پر پڑے کتابوں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کرتے دوبارہ الماری میں گھس گئے، وہ بھی کام میں لگ گئی جب ہی اس کی نظر ایک بلیک خوبصورت ڈائری پر پڑی اٹھا کر کھولنے ہی والی تھی کہ ڈاکٹر حماد نے جھپٹنے والے انداز میں چھینی وہ بھی گڑبڑا سی گئی۔

"میں بیگ میں رکھ رہی تھی۔۔"ان کے بدلے بدلے تاثرات دیکھ کر کچھ خفیف سی ہوگئی۔

"اٹس اوکے اینڈ تھینکس باقی کام میں خود کرلوں گا۔"بظاہر مسکرا کر کہا مگر عدن نے ایک نظر انہیں دیکھا اور بغیر کچھ کہے سر ہلاتی باہر نکل گئی۔

"اونہہ۔۔۔میں تو جیسے مری جارہی تھی ان کی ڈائری کے راز جاننے کے لیے۔"غصے سے بڑبڑاتی اپنی کافی لیے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

صبوحی بیگم روم میں داخل ہوئیں تو وہ اب تک پڑی سو رہی تھی فون دو بار بج بج کر بند ہوچکا تھا۔

"نینی کیا گدھے بیچ کر سو رہی ہو فون کب سے بج رہا ہے کچھ ہوش بھی ہے۔" اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولیں تھوڑا کھسکتی کروٹ بدل کر دوبارہ سو گئی۔

"بارہ بج رہے ہیں اٹھو سنا نہیں تم نے۔" ان کی کرخت آواز پر جمائی روکتی منہ بنا کر اٹھتے نیم دراز ہو گئی۔

"کیا ہے بھئی ماما ابھی تو موقع ملا ہے ورنہ کہاں سوتی ملتی ہوں میں آپ کو گھر پر۔" نیند ٹوٹنے پر ہمیشہ کی طرح چڑچڑی سی ہو اٹھی تھی۔

"اور بھی بہت کام ہوتے ہیں صرف سونا ہی زندگی کا مقصد نہیں ہوتا، باہر دیکھو ماسی سارا کام کر کے جا چکی، ماہین نے دوپہر کا کھانا بنالیا مگر تمہاری نیندیں پوری نہیں ہو رہیں۔۔۔" خشمگیں لہجے میں کہتے کندھے پر ایک ہاتھ مارا، وہ منہ بناتی واشروم کی جانب بڑھ گئی فریش ہو کر نکلی تو وہ اسکا کمبل تہہ کر رہی تھیں۔

"رات کا کھانا آج سے تم بناؤ گی، سمجھ آئی، ماہین میری بچی پاگل نہیں ہے جو ہر وقت تمہارے لاڈ اٹھاتی رہے۔" ماں کے نئے حکم نے اسے صحیح کا چکرا کر رکھ دیا تھا۔

"ایک تو آپ کو میری خوشی برداشت نہیں ہوتی بس۔۔" دھپ سے بیڈ پر بیٹھی ماں کو گھورنے لگی جبکہ اسکے لاؤبالی انداز پر وہ بس اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

"بتاؤں ابھی تمہیں۔۔۔" اس سے پہلے کہ ان کا لیکچر پھر شروع ہوتا اسکا فون ایک

بار پھر بج اٹھا تھا وہ شکر مناتی جلدی سے فون کان سے لگا گئی۔

"ہیلو۔۔۔"

"ہیلو۔۔۔ مس دانین حسن آپ ابھی فوراً یونیورسٹی پہنچیں چیئر مین صاحب نے آپ کو بلایا ہے۔۔۔"

"مگر۔۔ مگر سر وجہ بھی تو بتائیں۔۔۔"

"آپ سے کہا جارہا ہے فوراً پہنچیں اٹس ارجنٹ... "چیئر مین سیکریٹری نے یہ کہہ کر فون بند کردیا تھا جبکہ وہ حیران پریشان سی رہ گئی تھی۔

"کیا بات ہے سب خیریت تو ہے نا؟"صبوحی بیگم نے اسکی پریشان شکل دیکھ کر پوچھا۔

"پتہ نہیں ماما یونی چیئر مین نے بلایا ہے، کہہ رہے ہیں ارجنٹ ہے ابھی جانا ہوگا۔" الماری سے کپڑے نکالتے عجلت میں بولی۔

"اکیلے جانا ٹھیک نہیں، ماہین کو لے جاؤ۔۔۔"

"کیا ضرورت ہے ماما میں چلی جاؤنگی۔"

"میں نے کہہ دیا نا بس ماہین کو لے جاؤ، میں اسے بتاتی ہوں تم تیار ہو تب تک۔" اسے کہتیں کمرے سے نکل گئیں جبکہ وہ ماں کی حساس طبیعت پر مسکراتی واشروم میں گھس گئی۔۔

☆☆☆☆☆

ماہین اور وہ ڈیپارٹمینٹ پہنچیں تو ہر سو ویرانی تھی البتہ کوریڈور میں پولیس، طلبہ تنظیم کے لڑکے اور کچھ اساتذہ موجود تھے اس کا دل عجیب سا ہونے لگا۔

"آئیں مس دانین چیئر مین صاحب آپ کا ہی انتظار کررہے ہیں۔"سیکریٹری روم کے اندر لے گیا اس پورے وقت میں دانین ماہین کا ہاتھ پکڑے رہی تھی جس کی وجہ سے اسے بھی روم میں جانا پڑا تھا۔

"آئیں دانین بیٹھیے۔۔"چیئر صاحب نے پولیس آفیسر سے نظر ہٹا کر اپنے سامنے چیئر پر بیٹھایا ماہین بھی برابر میں ہی بیٹھ گئی۔

"سر آپ نے بلایا تھا.. "اس نے کچھ توقف کے بعد کہا۔

"جی بالکل بلایا ہے یہ پولیس آفیسر صاحب آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں۔"آفیسر کی طرف اشارہ کرتے بولے تو دانین نے زرد پڑتے ماہین کو دیکھا تھا اور وہ تسلی دیتی اس کا ہاتھ تھام گئی۔

"ککیوں سر؟ "

"مس دانین آپ کی آخری بار ماریہ ارسلان سے کب ملاقات ہوئی تھی؟"

"کیوں سر آپ وجہ تو بتائیں پلیز۔"اس نے چیئر مین صاحب اور آفیسر دونوں کو گھبرا کر دیکھا۔

"جو سوال کیا جائے اسکا جواب دیں مس دانین۔" آفیسر نے اسٹریٹ فارورڈ انداز میں کہا۔

"کل فیسٹیول میں ہوا تھا۔" دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"مس دانین یہ بات ہمیں بھی معلوم ہے کہ آپ کی کل ماریہ ارسلان سے ملاقات ہوئی اور آپ دونوں نے اریبہ یوسف کے ساتھ کل سارا وقت گزارا ایم آئی رائٹ؟ "کسی نیوز کاسٹر کی طرح خبر پڑھتے بولا تو دانین دنگ انداز میں اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کو کیسے۔۔۔"

"مس دانین اریبہ یوسف کے جانے کے بعد ماریہ اسٹاف روم میں آپ کے پاس آئی تھیں؟ "اسکی تفتیش پر وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

"تو کیا کہا تھا انہوں نے اس وقت؟" آفیسر کے سوال پر ماریہ کا کل والا گھبرایا ہوا چہرہ آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

"کچھ۔۔۔کچھ بھی نہیں، وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگرمگر مجھے بزی دیکھ کر بولی ممیں باہر ویٹ کررہی ہوں تمہارا مگر جب تک میں باہر آئی وہ جاچکی تھی۔۔"وہ کل کی تمام بات سب کو بتاتی چلی گئی۔

"انہوں نے اس کے علاوہ کچھ کہا تھا، کچھ بھی کوئی بھی ایسی بات جو آپ کو عجیب

لگی ہو۔"اسکے سوال پر اس نے نفی میں سر ہلادیا۔

"لیکن۔۔۔وہ۔۔وہ بہت گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی میں۔۔۔میں پوچھنا چاہتی تھی اسے ڈھونڈنے پارکنگ تک گئی مگر وہ جاچکی تھی۔"

"آپ کو کوئی نظر آیا تھا اس وقت کوئی بھی؟"

"جی سر تیمور اور ٹی بوائے پارکنگ میں تھے اس وقت۔"کل سر تیمور سے ہونے والی لڑائی بھی ذہن میں آگئی تھی، آفیسر ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔

"مس دانین ماریہ کل گھر نہیں گئی تھیں بلکہ انہیں یونیورسٹی کے انڈر کنسٹرکشن ایریا میں لے جا کر بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا۔"آفیسر کی بات تھی یا بم جو اسکے اعصاب پر گرا تھا، کتنی ہی دیر تک بے یقینی سے آفیسر کو دیکھتی رہی کچھ ایسا ہی حال ماہین کا بھی تھا۔

"ماری۔۔۔"لب بہت ہلکے سے پھڑپھڑائے تھے۔

"ایس۔۔ایسا کیسے ہوسکتا ہے وہ۔۔وہ۔۔کیسے۔۔"آنکھوں میں اچانک ہی آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا تھا

"سر یہ کس نے کیا ہے؟"ماہین نے سکتے میں بیٹھی دانین کو تھام کر سوال کیا۔

"تفتیش جاری ہے ہم اس کے بعد بھی مس دانین کو بلائیں گے، مجھے امید ہے یہ ہمارے ساتھ کوپریٹ کریں گی۔"آفیسر کی بات پر ماہین سر ہلاتی دانین کو اٹھانے

لگی۔

"دانین چلو پلیز۔۔"نم لہجے میں بولی مگر دانین کے یکدم ہی تمام بند ٹوٹے تھے اور ماہین کے گلے لگ کر زاروقطار روتی چلی گئی۔

"بھابھی۔۔۔کیسے۔۔کیسے ہوسکتا ہے۔۔۔ایسا۔۔۔ماری میری دوست۔۔"ہچکیوں سے روتی ماہین کو بھی رلا گئی۔۔

"پلیز دانین چلو یہاں سے، تم نے ماریہ کی فیملی کو حوصلہ دینا ہے۔"اسے زبردستی آفس سے باہر لے آئی تھی جہاں نم آنکھیں لیے اریبہ کھڑی تھی۔

"دانین۔۔۔"دانین کو دیکھ کر وہ بھی اسکے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی، وہ چاہے ان کی نئ دوست تھی مگر ایک گہری انسیت سی ہوگئی تھی، ماریہ کے قتل پر ہر آنکھ نم اور بےیقین تھی۔۔دور کھڑے سر تیمور نے یہ سارا منظر دیکھا تھا اور سر نفی میں ہلاتے اسٹاف روم کی جانب بڑھ گئے۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

"دانین یار پلیز خود کو سنبھالو میں جانتا ہوں یہ بہت مشکل وقت ہے لیکن مرنے والوں کے ساتھ مرا تو نہیں جاتا نا؟"زید نے بہت نرمی سے اسے سمجھانا چاہا کیونکہ اسکی اداسی اسے بھی بےچین کر رہی تھی۔ماریہ کے انتقال کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا ہر کوئی غمگین تھا اس ناگہانی موت پر، دانین مسلسل ماریہ کی امی سے ملنے جارہی

تھی ماریہ کی ایک بہن اور دو بھائی تھے اس کا تعلق سفید پوش گھرانے سے تھا۔اریبہ بھی اکثر اس سے ملنے آجاتی تھی مگر اس کا غم تھا کہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا زید کو جب اپنے دوستوں سے معلوم ہوا تو کتنی ہی دیر تک وہ صدمے میں رہا تھا کیونکہ وہ اسکی کی بھی بہت اچھی دوست تھی بہت مخلص بہت پیاری۔۔۔مگر وہ دبئ میں ہونے کی وجہ سے چاہ کر بھی اسکے جنازے میں شرکت نہ کرسکا تھا۔یونیورسٹی میں ریڈ الرٹ لگا تھا شہر میں جگہ جگہ چھاپے مارے جارہے تھے میڈیا نے بھی اس قتل کو کافی ڈسکس کیا تھا۔۔

"لیکن میں کیا کروں زید۔۔۔مجھے اب تک یقین ہی نہیں آرہا کہ ماری اب ہمارے بیچ نہیں۔"وہ ایک بار پھر سسک اٹھی تھی۔

"یہ دکھ بہت بڑا ہے لیکن یو ہیو ٹو فیس اٹ۔"

"نینی رونا بند کرو یار میری حالت پر ہی رحم کرلو کچھ۔"اس کی سسکیاں سن کر بے قرار لہجے میں بولا تو دانین کو ناچاہتے ہوئے بھی اپنے آنسوؤں پر بند باندھنا پڑا۔

"زید کیا ہم بعد میں بات کرسکتے ہیں، بہت تھکا ہوا محسوس کررہی ہوں خود کو۔"اس نے کترا کر کہا تو وہ ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"ہاں جاؤ۔مجھے تو تم سے دور جاکر پتہ چلا ہے کہ کتنی ضروری ہوگئی ہو میرے

لیے۔"ایک گہری سانس بھرتا بولا، دانین نے حیرت سے فون کو دیکھا پھر خدا حافظ کرتی کال کاٹ گئی، لبوں پر ایک پل کے لیے مدھم سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"دانین۔۔"اسی وقت دروازہ ناک کرکے اریبہ کمرے میں آئی تھی۔

"اریبہ اچھا ہوا تم آگئیں۔۔۔"اپنی متورم آنکھیں صاف کرتی اسکے گلے لگ گئی۔

"اللہ کا شکر تمہارا چپ شاہ کا روزہ تو ٹوٹا۔"اریبہ نے باقائدہ چہرے پر ہاتھ پھیر کر شکر ادا کیا تو وہ افسردگی سے مسکراتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"میں جانتی ہوں دانین، تمہارا دکھ بڑا ہے جب میں اتنی اداس ہوں جو چند ماہ پہلے تم لوگوں سے ملی تھی پھر وہ تو تمہاری بچپن کی دوست تھی۔"وہ بھی اسکے قریب آکر دلاسہ دینے لگی۔

"اریبہ مجھے اسکی وہ گھبرائی ہوئی شکل نہیں بھول پارہی، جب وہ آخری بار میرے پاس آئی تھی کاش! کاش! میں اس کی سن لیتی، کاش میں اسے جانے نہ دیتی۔"اپنی ہتھیلیاں دیکھتی بے بسی سے بولی۔ اریبہ نے بہت گہری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"کسی پر شک ہے تمہیں؟"اسکے لہجے میں کچھ تھا جو دانین اپنے غم میں محسوس نہ کر سکی تھی۔

"میں نہیں جانتی اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا اور کس نے کیا، لیکن میں اسکے قاتلوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے دیکھنا چاہتی ہوں۔"نفرت سے بولی تو

اریبہ کے لبوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"دانین ایسے لوگ اتنی آسانی سے نہ تو ہاتھ آتے ہیں اور نہ ہی اتنی آسانی سے مرتے ہیں،ویسے تم کیا کر رہی تھیں وہاں اس وقت۔۔"اس کے کھوجتے لہجے پر دانین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مجھے میم نے بلایا تھا اریبہ اپنے..."ابھی وہ مزید کچھ کہتی اسکا فون بج اٹھا تھا ۔۔"میم عمارہ"کی کال دیکھ کر اس نے فوراً اٹینڈ کی۔۔

"اسلام وعلیکم میم۔۔"

"وعلیکم سلام بیٹا کیسی ہیں اب آپ؟"

"ٹھیک ہوں میم۔"آہستہ سے بولی۔

"بیٹا میں جانتی ہوں آپ ابھی کافی ڈپریسڈ ہیں بٹ میں نے کچھ اسٹوڈینٹس کے رزلٹ آپ کے ہینڈ اوور کیے تھے اگر آپ بیٹر فیل کر رہی ہیں تو اکیڈمی دے جائیں یا میں اپنے ڈرائیور کو بھیج دیتی ہوں۔" ان کی بات پر اسے وہ اینویلپ یاد آگیا اپنی پریشانیوں میں وہ یہ کام تو بھول ہی گئی تھی۔

"اوہ ائی ایم سو سوری میم میں بالکل بھول گئی تھی آپ زحمت نہ کریں میں انشاءاللہ کل تک اکیڈمی پہنچادوں گی۔"شرمندگی سے بولی تو وہ مسکرادیں۔

"چلیں جیسے ایزی لگے آپ کو۔"چند اور باتیں کر کے فون بند کر دیا تھا۔

"کیوں فون کیا تھا میم نے؟ "اریبہ جو کب سے خاموش بیٹھی باتیں سن رہی تھی پوچھے بغیر نہ رہ سکی

"میم کے اسٹوڈینٹس کے رزلٹس دینے تھے مگر ذہن سے ہی نکل گیا تھا اب کل اکیڈمی جاکر دوں گی۔"موبائل سائیڈ پر ڈال کر ٹیک لگاتے بولی۔

"اچھا چلو مجھے بھی چلنا ہے ورنہ ہوسٹل والے گھسنے نہیں دیں گے۔"اس سے گلے ملتی اٹھ کھڑی ہوئی اچانک دانین کے دماغ میں جھموکا ہواتھا سر تیمور اور اسکا ساتھ گاڑی میں بیٹھنا یاد آیا۔

"اریبہ تمہارا سر تیمور سے کیا تعلق ہے؟"وہ جو بیگ میں موبائل رکھ کر باہر کی جانب بڑھ رہی تھی اسکی بات پر چہرہ یکدم ہی زرد پڑا تھا مگر اگلے ہی لمحے خود کو سنبھال بھی گئی تھی۔

"کیا مطلب؟ "ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"میں نے تمہیں اور سر تیمور کو ایک ہفتے پہلے فوٹو شاپ سے نکلتے دیکھا تھا۔" دانین نے گہری نظروں سے اسکے چہرے کے تاثرات دیکھے جو بالکل نارمل تھے۔

"اچھا تو تم نے دیکھ ہی لیا، پاگل لڑکی کزن ہیں وہ میرے، انہوں نے ہی منع کیا تھا کہ یونی میں ڈھنڈورا مت پیٹنا۔"ہنستے ہوئے بولی دانین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ریئلی؟" اسکے لہجے میں نخوت سی در آئی۔

"دیکھا بس میں بھی اسی لیے نہیں بتاتی تھی کہ تم ان کی دشمنی مجھ سے نہ نکالنے لگو۔" اریبہ نے گھورا تو وہ ایک لمبی سانس خارج کرتی سر جھٹک گئی، وہ شخص اسے شروع سے ایک فیصد بھی پسند نہ تھا۔

"میرا دماغ نہیں خراب جو ان جیسے غیر ضروری انسان کا غصہ تم پر نکالونگی۔" لہجہ خود بخود چڑچڑا ہوگیا تھا اریبہ زور سے ہنس پڑی۔

"اچھا اب میں جاؤں؟" مسکرا کر بولی تو دانین بھی سر ہلاتی مسکرادی، اب وہ ہی اسکی واحد اور مخلص دوست بچی تھی جسے کسی صورت نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

"آہ۔۔۔۔۔" وہ شخص درد سے چیخ اٹھا تھا جب بالاج نے پلاس سے اسکا دوسرا ناخن بھی نوچ پھینکا

"کون ہے اس گینگ کا لیڈر؟" اسکے چہرے کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ کر اونچا کیا۔

"ممیں۔۔۔سچ کہہ رہا۔۔۔ہوں ہمارا کام بس لڑکیاں اٹھا کر اڈے پر دینا ہے باقی کچھ نہیں پتہ مجھے" درد سے کراہتے ہوئے چیخا تھا۔ بالاج نے سر نفی میں ہلایا اور اسکا تیسرا ناخن بھی کھینچ لیا، پورے اپارٹمنٹ میں اس شخص کی چیخیں گونج رہی

تھیں۔

"آواز نہیں۔۔ورنہ اگلا نشانہ زبان ہو گی۔"اس نے اتنی سرد آواز میں کہا کہ کرسی پر بیٹھا شخص درد کی شدت کے باوجود اپنی چیخیں دبانے کی کوشش کرنے لگا مگر بالاج کو اپنے پاؤں کے ناخن کی جانب بڑھتا دیکھ چپ نہ رہ سکا۔

"میں۔۔۔میں بتارہا ہوں۔۔۔میں میں بس اتنا جان۔۔جانتا ہوں وہ وہ ابھی ملک میں نہیں اور دو۔۔۔ دو دن بعد سمندر کے ذریعے۔۔۔لڑکیاں بھیجی جائیں گی۔"کسی ٹیپ ریکاڈر کی طرح بولتا چلا گیا۔بالاج ذوالفقار کے لبوں پر ایک زخمی مسکراہٹ آئی تھی اور اگلے ہی لمحے دونوں ہاتھوں سے اسکی گردن پکڑ کر بائیں جانب جھٹکا دیتا توڑ چکا تھا کیونکہ اس سانپ کا کام بس یہیں تک تھا۔

"کچھ پتہ چلا ان سیڈیز کے بارے میں؟"گلوز اتار کر صارم سے پوچھا لہجہ بالکل نارمل تھا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص ابھی بےدردی سے قتل کرکے آیا تھا۔

"ہاں۔۔۔اور اگر سیڈیز اسی کے پاس ہیں تو مطلب لیڈر بھی ہماری پہنچ سے دور نہیں۔"صارم کی بات پر بالاج کے جبڑے سختی سے آپس میں جڑے تھے۔

"بس ڈیٹا ہاتھ لگ جائے اس کے بعد ان سانپوں کو انہی کے بلوں میں مارنا ہے۔"پرعزم لہجے میں کہتا روم سے باہر نکل گیا، صارم نے ایک نظر اس شخص کی خون میں لت پت لاش کو دیکھا اور جھرجھری بھر گیا کیونکہ لاش کو اسی نے ٹھکانے

لگانا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

"عدن آئی تھی آج بس اسی کے ساتھ سارا دن گزرا"جویریہ بیگم نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"اچھی بات ہے اسکی کمپنی میں آپ مجھے یاد نہیں کرتیں بس۔۔"بالاج نے شکوہ کیا۔

"وہ مجھے بہت عزیز ہے کیونکہ جب بھی تمہاری غیرموجودگی میں وہ آتی ہے تم بھی مجھے اپنے پاس محسوس ہوتے ہو۔"ان کے فلسفے پر وہ ہنس پڑا۔

"کیوں میرا پرفیوم یوز کرنے لگی ہے کیا وہ؟"شرارت سے بولا جویریہ بیگم بھی مسکرادیں۔

"نہیں مگر اسکی باتوں میں میرے بیٹے کی ہی خوشبو ہوتی ہے۔"وہ جانتی تھیں عدن کا لگاؤ مگر وہ بالاج کو کبھی نہ سمجھ پائیں تھیں اس پہلو پر۔

"موم آپ مجھے میرے مقصد سے ہٹانے کی کوشش میں ہیں۔"اسکے خفا خفا لہجے پر جویریہ بیگم ہنس پڑیں۔

"تو میں نے تو نہیں کہا تھا کہ اس طرح خود بھی تڑپو اور میری بیٹی کو بھی تڑپاؤ۔"وہ آڑے ہاتھوں لینے لگیں۔

"موم آپ جانتی ہیں میں نے کبھی نہیں تڑپایا اسے۔"وہ اس الزام پر بلبلا ہی تو گیا

تھا۔

"تمہاری یہی حرکتیں اسے آدھا کردیتی ہیں، مزید کوئی حرکت کی تو مار کھاؤ گے میرے ہاتھوں سے۔"وہ ڈپٹ کر بولیں۔

"اچھا جیسا آپ کا حکم مسز ذولفقار، بس دعا کریں یہ مشن بخیروعافیت مکمل ہوجائے پھر آپ کی ساری شکایتیں ختم کردونگا۔"اسکے مضبوط لہجے پر جویریہ بیگم نے دل ہی دل میں کہا تھا وہ ان کے جگر کا ٹکڑا تھا اسکے لیے تو وہ ہر وقت دعاگو رہتی تھیں۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

"ماما میں جارہی ہوں ایک گھنٹے تک واپس آجاؤں گی"دانین اپنا بیگ اور اینویلپ تھامے لاؤنج میں آئی

"میں چل لیتی ہوں ساتھ، اکیلے جانے کی ضرورت نہیں۔"صبوحی بیگم نے اسے عجلت میں نکلتے دیکھا تو بولے بغیر نہ رہ سکیں۔

"کیا ہوگیا ہے ماما ایک گھنٹے کی ہی تو بات ہے، بس اکیڈمی اینویلپ دے کر واپس آنا ہے۔"دانین نے انہیں مطمئن کرتے کہا۔

"نینی حالات کا کیا بھروسہ ہاں اور تم اس اکیڈمی بھی آج تک نہیں گئیں۔"اسے ڈپٹتے ہوئے بولیں۔

"کیوں فکر کر رہی ہیں کار میں جاؤں گی ایک گھنٹے سے بھی پہلے واپسی ہو جائے گی۔"

"کل چلی جاتیں ماہین کی طبیعت ٹھیک ہو جاتی کل تک۔"

"ایک ہفتہ پہلے ہی لیٹ کر چکی ہوں میں میم کو برا لگتا پھر۔" اسکی توجیہہ پر وہ ناراض سی لگیں ماریہ والے حادثے کے بعد انہوں نے اسکا اکیلے نکلنا بالکل بند کر دیا تھا۔

"لیکن تمہاری گاڑی تو اس لائق ہے نہیں کہ ایک گھنٹے میں پہنچا بھی دے۔" ان کے طنز پر اس بار دانین نے شکوہ کنا نظروں سے ماں کو دیکھا یہ اسکی دکھتی رگ تھی۔

"جی نہیں ابھی کچھ دن پہلے ہی سروس کروائی تھی میڈم کی۔" اپنی کندھوں سے نیچے جاتی پونی ٹیل کو پیچھے جھٹکتے اکڑ کر بولی، مہرون ٹاپ اور بلو جینز پر سفید اسٹول گلے میں مفلر کی صورت ڈالے معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی آج نجانے کتنے دن بعد اس نے نارملی ایکٹ کیا تھا صبوحی بیگم نے دل ہی دل میں اسکی نظر اتاری تھی۔

"ٹھیک ہے دھیان سے جانا۔" ان کی بات پر وہ چہک کر گلے لگتی باہر نکل گئی، بیگ اور اینویلپ برابر چیئر پر ڈال کر پارکنگ ایریا سے کار نکالتی اپارٹمنٹ کا

مین ڈور کراس کر گئی۔ میم کی اکیڈمی گھر سے آدھے گھنٹے کی ڈرائیو پر تھی ابھی اسکا پندرہ منٹ کا ہی سفر ہوا تھا کہ گاڑی ایک زوردار جھٹکے سے رکی!

"یا اللہ خیر!! پلیز مائے بے بی آج نہیں.. "اسیٹرنگ پر پیار سے ہاتھ پھیر کر کار پھر سے اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی مگر وہ بھی اینٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔

"یا اللہ کیا کروں اب۔"ونڈ اسکرین سے سڑک کے چاروں اطراف دیکھا ہر سو سناٹا چھایا تھا سڑک کے دونوں اطراف خار دار جھاڑیاں تھیں۔

"یہ تم نے سگریٹ کب سے پینی شروع کر دی؟"گھور کر اپنی گاڑی کو دیھا جس کے بونٹ میں سے دھواں نکل رہا تھا پھر اچانک ہی دماغ میں voice city game کا سین آیا کہ کہیں دھواں نکلتے نکلتے بلاسٹ نہ ہوجائے اسی لیے کار سے تیزی سے اترنے لگی مگر بیگ اور اینویلپ کے خیال سے مڑ کر دیکھا جو دونوں سیٹ کے نیچے پڑے تھے۔

"اوہ شٹ شٹ!!!" پیپرز واپس اینویلپ میں بھرے اور بیگ اٹھانے ہی لگی تھی جب ایک نقاب پوش نے زوردار طریقے سے اسے باہر گھسیٹا، دانین کی چیخ اس ویران سڑک پر گونج اٹھی تھی۔

"کون ہو تم لوگ؟"سہم کر پیچھے ہوئی ایک نقاب پوش گاڑی کے اندر گھسا کچھ تلاش کر رہا تھا جبکہ باقی تین نقاب پوش گاڑی کے گرد گنز لیے کھڑے تھے،

دانین نے خوف سے ان لوگوں کو دیکھا جب ہی اس نقاب پوش نے کھینچتا ہوا لے جانے لگا۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔ ککون ہو تم۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔" اپنی پوری طاقت لگا کر اس پہاڑ جیسے شخص کے شکنجے سے اپنا ہاتھ نکالنے میں لگی تھی مگر وہ بہرا بنا اسے گھسیٹتا ہوا لے کر جارہا تھا۔

"میں نے کہا چھوڑو مجھے۔۔۔ تم لوگ۔۔۔ہی ماریہ کے قاتل ہو اب مجھے مارنا چاہتے ہو مگر میں...؟" پاگلوں کی طرح چیختی گھسٹتی چلی جارہی تھی جبکہ ایک نقاب پوش گاڑی سے سامان نکال رہا تھا۔

"میں ایسا نہیں ہونے دونگی۔۔۔۔" چیختے ہوئے نقاب پوش کے ہاتھوں پر اپنے دانت گھاڑے گرفت ایک پل کے لیے ہلکی پڑی تھی اور دانین نے اسی پل کا فائدہ اٹھا کر ہاتھ چھڑایا اور پاگلوں کی طرح مخالف سمت بھاگنے لگی مگر نقاب پوش نے دو قدموں میں ہی اسے جالیا اپنی گرفت میں لیتے، گیلا رومال اسکی ناک پر لگایا اور چند ہی لمحوں میں وہ ہوش سے بیگانہ ہوچکی تھی۔ نقاب پوش نے اسے کندھے پر ڈالا اور وین کی جانب بڑھ گیا جس میں باقی تین پہلے ہی موجود تھے، دانین کو بے دردی سے بیک سیٹ پر پھینکا اور ڈائیونگ سیٹ پر بیٹھے نقاب پوش کو وین چلانے کا اشارہ کردیا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"ماہین کال کر کے معلوم تو کرو کہاں رہ گئی یہ لڑکی۔۔"صبوحی بیگم پریشانی سے اسکے پاس آئیں وہ عباد کو ہوم ورک کروا رہی تھی۔۔

"آپ فکر نہ کریں میں کرتی ہوں کال.. "انہیں تسلی دے کر کال کرنے لگی۔

"کیسے فکر نہ کروں تین بجے کی نکلی ہوئی ہے، کہہ رہی تھی ایک گھنٹے میں آجاؤں گی اور اب چھ بج رہے ہیں۔"گھڑی دیکھ کر فکرمندی سے بولیں۔

"فون آف ہے ماما اس کا۔"فون کان سے ہٹاتی گھبرا کر بولی۔ اب اسے بھی تشویش ہونے لگی تھی ماریہ والے معاملے نے سب ہی کو اندر ہی اندر سہما دیا تھا۔

"یا اللہ حفاظت کریو میری بچی کی۔"انہوں نے فوراً اسکے لیے نفل مان لیے تھے کوئی بھی مرد نہ تھا جو جاکر اسکی خبر گیری کرلیتا۔

"دادو پھپو کاں ہیں؟"ان دونوں کی پریشان شکلیں دیکھ کر وہ معصوم بچہ بھی پوچھے بغیر نہ رہ سکا تھا

"پھپو کام سے گئی ہیں شاباش ہوم ورک فنش کرو اپنا۔"اسکا دماغ بٹانے کی کوشش کرنے لگی صبوحی بیگم کمرے سے باہر نکلیں تو وہ بھی انہی کے پیچھے آگئی۔

"میں اکیڈمی جارہی ہوں ایڈریس دو اسکی اکیڈمی کا۔"وہ اپنی چادر لیتیں عجلت میں بولیں تو وہ سرہلاتی ٹیبل پر پڑی ڈائری سے ایڈریس ڈھونڈنے لگی۔

"مگر ماما ایڈریس تو نہیں ہے اس میں۔"صفحے پلٹتے پریشانی سے بولی، اس کی بات پر صبوحی بیگم کا دل عجیب عجیب اندیشوں میں گھِرنے لگا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

اسکی آنکھ کھلی تو خود کو ایک تاریک کمرے میں پایا۔ سر بری طرح چکرا رہا تھا، ذہن پر زور ڈالنے کی کوشش کی مگر کچھ یاد نہیں آرہا تھا دونوں ہاتھ کرسی کی پشت پر بندھے تھے۔۔

"فائنلی یو ویک اپ۔۔"کانوں میں ایک سرد آواز پڑی تو اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔سامنے ہی وہ شخص بہت اطمینان سے چیئر پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا اسے یقین نہ آیا یہ سب اس شخص کا کیا دھرا ہے یعنی اسکا شک درست تھا۔۔

"سر تیمور۔۔۔آ آپ۔۔آپ نے اغواء کیا مجھے؟"بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"ہاں بالکل میں نے ہی اغواء کیا..."جواب اس قدر ٹھنڈے لہجے میں دیا گیا کہ سامنے بیٹھی دانین کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

"یعنی۔۔یعنی آپ نے ہی میری دوست کو۔۔"اس سے جملہ مکمل نہ ہوسکا تھا آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی مگر وہ ویسے ہی پرسکون بیٹھا تھا۔۔

"کیوں کیا اس کے ساتھ ایسا۔۔ بولو جواب دو مجھے۔۔۔۔۔۔"نفرت سے چیختی رسی سے اپنے ہاتھ آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگی جب اس نے اسکا چہرہ سختی سے

دبوچ لیا۔۔۔

"ایک۔۔۔لفظ۔۔۔نہیں سمجھ آئی ایک۔۔۔لفظ۔۔۔نہیں" اسکا چہرہ اپنے ہاتھ میں جکڑ کر ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا، وہ سن ہوتے دماغ کے ساتھ ساکن نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، جب ہی کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور آنے والی شخصیت کو دیکھ کر وہ بالکل پتھر کی ہوچکی تھی۔۔۔اتنا بڑا دھوکا۔۔۔اتنا بڑا جھوٹ.... کتنی بے وقوف تھی وہ جو جان ہی نہ سکی تھی۔۔

"اریبہ۔۔۔تم۔۔۔بھی۔۔۔"لبوں سے بس اتنا نکلا تھا دو آنسو ٹوٹ کر گالوں پر گرے تھے۔ اسے اس شخص سے کوئی لینا دینا نہ تھا مگر وہ تو دوست تھی اسکی!! وہ متوازن چال چلتی اس کے سامنے آرکی

"کیا کہہ رہی تھیں تم ابھی قاتل!! قاتل ہم نہیں بلکہ تم ہو ماریہ کے قاتلوں کے ساتھ شامل۔۔" اسکی مستحکم آواز نے دانین حسن کے دماغ میں جھکڑ چلادیئے لبوں پر ایک زہرخند مسکراہٹ آگئی۔

"تم جیسی دھوکے باز میں نے زندگی میں نہیں دیکھی اس شخص سے میں کسی بھی چیز کی امید کرسکتی تھی مگر تم۔۔تم تو دوست تھیں نہیں بلکہ سانپ ہو تم۔" غم و غصے سے پاگل ہی تو ہوگئی تھی تبھی وہ غصے سے آگے بڑھا مگر اریبہ روک گئی۔

"نہیں میجر بالاج پلیز میں ہینڈل کرلوں گی، پلیز مجھے ایک موقعہ دیں۔"اس نے التجاء کر کے اسے روکا مگر دانین تو لفظ "میجر" پر دنگ رہ گئی تھی۔

"فارحہ صرف تمہاری وجہ سے اس گھٹیا لڑکی کو بخشا ہوا ہے ورنہ اب تک یہ اتنا بولنے کے قابل نہ ہوتی۔"وہ پھنکارتا ہوا حقارت سے اسے دیکھ رہا تھا جو بالکل ساکت ہوچکی تھی۔

"پلیز میجر۔۔۔"وہ جیسے اسے روکتے روکتے بےبس سی ہوگئی تھی، جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس مکار لڑکی کا حشر بگاڑ دے۔ غصے سے ٹیبل پر لات رسید کرتا باہر نکل گیا ،جبکہ وہ سہمی سہمی سی فارحہ کو ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ ایک گہری سانس بھرتی اسکی رسیاں کھولنے لگی دانین کو سمجھ نہیں آرہا تھا آخر وہ چاہتے کیا تھے اس سے؟

"تم جانتی ہو ہم کون ہیں؟"اسکے سوال پر دانین کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اس طرح اٹھا کر لانے والوں کو اغواء کار کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ "اس نے بھی اسی انداز میں سوال کیا۔

"دانین تم جانتی ہو میں ایک کیپٹن ہوں، میجر بالاج اور میجر صارم کے ساتھ مشن پر اسلام آباد سے کراچی آئی ہوں۔"فارحہ کے انکشاف پر اس نے چند لمحے کے

لیے بالکل سن کر دیا تھا مگر پھر خود کو سنبھال گئی۔

"میں۔۔کیوں مان لوں کہ تم سچ کہہ رہی ہو اور آرمی نے لڑکیوں کو اغواء کرنا بھی شروع کر دیا یہ آج پتہ چلا ہے۔"اس کے طنز پر فارحہ لب بھینچتی سامنے چیئر پر جا بیٹھی۔

"میری بات غور سے سنو دانین، اریبہ، سر تیمور اور ٹی بوائے راشد یہ ہمارے مشن کا حصہ تھے، اصل مقصد لڑکیوں کو اغواء کرنے والے گینگ کی لیڈر کو پکڑنا تھا۔"وہ بہت تحمل سے بولی تھی۔

"تو اس سب سے میرا یا ماریہ کا کیا تعلق تھا جو اسے مار کر مجھے یہاں لے آئے۔"نم لہجے میں کہتی چیخ اٹھی۔ رات کے نو بج رہے تھے اور وہ ان مشکوک لوگوں کے رحم و کرم پر بیٹھی اپنی بے بسی کا تماشا دیکھ رہی تھی۔

"تمہارا قصور صرف اتنا ہے کہ تم اس درندی کی اسسٹنٹ ہو۔۔"فارحہ نے اسکے اعصاب پر ایک اور بم گرایا تھا وہ اسے بے یقینی سے تکتی چلی گئی۔

"ہاں دانین وہ میم عمارہ ارف سنتو بائی لڑکیوں کی ویڈیوز بنوا کر انہیں اسمگل کرواتی ہے اور تم نے اپنی معصومیت میں اسکے بہت سے کام کر دیئے ہیں جبکہ ماریہ بھی یہ حقیقت جان گئی تھی اسی لیے اس نے ماریہ کو بھی نہ چھوڑا۔"فارحہ کے لہجے میں اس عورت کے لیے صرف نفرت تھی مگر دانین! وہ تو ان لوگوں کی سچائی قبول

نہیں کرپائی تھی، کہاں اسکی مشفق استاد جنہیں وہ اپنا بہت بڑا ہمدرد سمجھتی تھی وہ بھی بہروپیہ تھی۔

"تم... تم جھوٹ کہہ رہی ہو میں۔۔۔میں جانتی ہوں اگ۔اگر وہ بری ہوتیں تو اب تک میں بھی نہ بچی ہوتی۔"اس نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہتے غصے سے اسے دیکھا،فارحہ کے لبوں پر ایک زہر خند مسکراہٹ آکر معدوم ہوگئی۔

"جیسے ہی وہ ڈیٹا اسکی سو کالڈ اکیڈمی پہنچتا تمہیں کیا لگتا ہے وہ تمہیں واپس گھر جانے دیتی؟ "

"ککونسا ڈیٹا اور وہ یہ کام مجھ سے کیوں کروائیں گی؟"

"وہ اینویلپ جسے تم اکیڈمی لے کر جارہی تھیں، اس میں قوم کی بیٹیوں کی عزت و آبرو بند تھی اور جہاں تک تم سے یہ کام کروانے کا سوال ہے وہ ایک ہوشیار عورت ہے جانتی تھی کہیں نہ کہیں اسکے آدمی پکڑے جاتے، بس ایک تم تھیں جو یونی اسٹوڈنٹ کی حیثیت سے کہیں بھی بغیر تلاشی کے آجا سکتی تھیں اور جس جگہ تم جارہی تھیں وہ اکیڈمی نہیں دراصل اسکا خفیہ اڈا تھا۔"وہ چکراتے سر اور بہتی آنکھوں کے ساتھ اسکے انکشافات سن رہی تھی۔

"اور میجر بالاج کے مطابق وہ تمہیں اسکے آدمیوں کو کچھ دیتے دیکھ چکے ہیں، انہیں تم پر شک تھا اسی لیے تمہیں یہاں لانا پڑا۔"اسکی بات پر دانین کا خون ہی کھول

اٹھا۔

"جھوٹا ہے وہ شخص۔۔۔"اسکے لہجے میں اس شخص کے لیے صرف نفرت تھی۔

"خدا گواہ ہے میں ایسے کسی کھیل میں ملوث نہیں ہوں، دیکھو تم لوگوں کو جو بھی کرنا ہے کرو مگر پلیز مجھے گھر جانا ہے، میں ایک پل بھی نہیں ٹھہر سکتی یہاں۔"اس بار اسکا ہاتھ تھامتی منت کرنے لگی مگر فارحہ نظر چراتی اٹھ گئی۔

"دانین ابھی وہ ڈیٹا نہیں ملا اور جب تک تم ہمارے چند سوالات کا جواب نہیں دے دیتیں یہاں سے نہیں جاسکتیں۔"چاہے اسے ان چند دنوں میں دانین حسن سے کتنا ہی لگاؤ کیوں نہ ہوگیا ہو مگر اس کے مشن سے بڑھ کر نہ تھا بغیر اسکی جانب دیکھے روم سے باہر نکل گئی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"میجر وہ کچھ نہیں جانتی ہم کب تک اسے یہاں رکھیں گے وہ اپنی ماں اور بھابھی کے ساتھ اکیلی رہتی ہے وہ لوگ بھی پریشان ہوں گی۔"فارحہ نے اس کے سامنے بیٹھتے کہا مگر اسکی نظریں لیپ ٹاپ اسکرین پر جمی تھیں فارحہ نے ایک بے بس نگاہ صارم پر ڈالی جیسے کہہ رہی ہو کہ بات کرو۔

"دیکھ بالاج ہم اسے اس طرح یہاں نہیں رکھ سکتے جبکہ ہمیں یہ بھی کنفرم نہیں کہ اس عورت نے ڈیٹا اسکے ہاتھ بھیجا بھی ہے یا نہیں۔"وہ بھی چپ نہ رہ سکا تھا بالاج

نے ایک نظر ان دونوں پر ڈالی اور لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"میں چھوڑ دوں اسے تاکہ کل تک جو لڑکیاں ہم بچا سکتے ہیں ان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں کیونکہ اسکی ماں اور بھابھی ویٹ کر رہی ہوں گی ہنہ۔" وہ سخت لہجے میں گرج اٹھا۔

"تو تو عقل کے ناخن لے لڑکیاں آزاد کروانے سے پہلے اس عورت کو ہلکی سی بھی بھنک پڑی کہ اسکی اسسٹنٹ آرمی کے ہتھے چڑھ گئی سب برباد ہو جائے گا۔" اسکی دور اندیشی پر وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

"لیکن بالاج ہم لڑکیوں کو بچا بھی لیں مگر اس ڈیٹا کا کیا ہو گا جو دانین کے پاس سے نہیں ملا۔" صارم کی بات پر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"یا تو وہ سنتو ہمارے ساتھ مائنڈ گیم کھیل رہی ہے یا یہ لڑکی اس کا جواب بھی یہ ہی دے گی۔" دانت پیستا کمرے سے نکل گیا رخ اس کمرے کی جانب تھا جہاں وہ قید تھی ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور تیزی سے اسکے پیچھے نکلے تھے۔

"تو تمہیں گھر جانا ہے؟" اسکے سامنے کرسی پر بیٹھتے سرد لہجے میں بولا دانین نے ایک زہریلی نگاہ اس پر ڈالی یعنی وہ شخص اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"کیا مجھے بتانا پسند کریں گی مس حسن کے اس اینویلپ میں کیا تھا جو آپ اکیڈمی لے کر جا رہی تھی؟" اس کے سوال پر دانین نے اسکے پیچھے کھڑی فارحہ کو دیکھا

جو حوصلہ مند نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی کچھ بھی تھا ان لوگوں میں ایک وہ ہی تھی جسے وہ جانتی تھی۔

"اکیڈمی اسٹوڈنٹس کے رزلٹ تھے۔"اسکی سرد آنکھوں میں اپنی سرخ پڑتی آنکھیں ڈال کر بولی بالاج کے ضبط سے جبڑے آپس میں جڑ گئے۔

"وہ بتاؤ جو تمہاری میم نے اینویلپ دیتے کہا تھا آخر کو اتنے اہم دستاویزات ایسے ہی تو نہیں دے دیئے ہونگے۔"اسکا طنزیہ لہجہ وہ بخوبی محسوس کرسکتی تھی۔

"میں نے کہا نا انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ اس اینویلپ کو کل تک اکیڈمی میں دے دینا۔"وہ بے بسی سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولی۔

"اب تک کتنوں سے مل کر ایسے اینویلپ ادھر سے ادھر کر چکی ہو ایک آدمی سے ملتے ہوئے تو میں نے خود دیکھا ہے؟"اس بار لہجہ اس قدر کڑوا تھا جس کا مطلب سمجھ کر دانین حسن پاگل ہو اٹھی۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔دماغ خراب ہے تمہارا میں کیوں کسی آدمی سے ملوں گی۔۔۔"اس کی بات پر دانین کا دماغ گھوم گیا مزید کچھ کہتی صارم جلدی سے آگے آیا کہیں بالاج ہی نہ بپھر جائے۔

"دیکھیں مس دانین آپ ہمیں بتائیں کہ اور کتنی بار اس عورت نے اینویلپز بھجوائے ہیں آپ سے؟"ایک نظر بالاج کی سرخ پڑتی آنکھوں کو دیکھ کر اس سے

دوبارہ پوچھا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں اکیڈمی فرسٹ ٹائم جارہی تھی اور اس سے پہلے میم نے ایک اینویلپ دے کر یونی پارکنگ میں بھیجا تھا کہ اسٹوڈنٹ کا ڈرائیور کھڑا ہے اسے دے آؤ۔" ایک نظر بھی سامنے بیٹھے شخص پر نہ ڈالی تھی۔

"صارم اس کے فون کا ڈیٹا نکالو اور پوچھو اس سے گھر سے نکلنے سے پہلے اکیڈمی انفارم کیا تھا یا نہیں؟" اسکے سخت لہجے پر صارم نے ایک نظر دانین پر ڈالی تو وہ نفی میں سر ہلاگئی وہ بھی گہری سانس بھرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اسے گھر چھوڑ دینا فارحہ۔" ایک ناگوار نظر دانین پر ڈال کر بولا جبکہ دانین نے دنگ نظروں سے اسے دیکھا جیسے یقین نہ آیا ہو اپنی آزادی کے پروانے پر جب ہی وہ سیٹ کے بالکل قریب آرکا۔ ایک ہاتھ اسکی کرسی کی پشت پر رکھ کرہلکاسا جھکا دانین کو اپنا سانس اٹکتا محسوس ہوا۔

"نظریں نیچی۔۔۔" بھینچے ہوئے لہجے میں بولا اسکی دیدہ دلیری پر اسے سخت تاؤ آیا تھا مگر وہ ڈھیٹ بنی اب بھی اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"بالاج۔۔۔" صارم نے جیسے اس کے ضبط پر بندھ باندھنا چاہا۔

"اگر یہاں کی ایک بات بھی باہر نکلی یا ہمارے مشن کی خبر کہیں پہنچی تو یاد رکھنا تمہاری فیملی کو ہمیشہ کے لیے اس چہرے سے محروم کردوں گا۔" دھیمی مگر سرد

آواز میں اسکے چہرے کے گرد انگلی گھماتا دانین حسن کے رونگھٹے کھڑے کر گیا۔
"کیپٹن فارحہ کم ود می۔"اسے سن کرتا باہر نکل گیا فارحہ بھی اس کے زرد پڑتے چہرے پر نظر ڈالی اس کے پیچھے ہولی۔
"یس میجر۔"
"ہم ٹیم کے ساتھ شپ پر 3 بجے ریڈ ڈالیں گے اور فکس 4 بجے تم اسے اسکے گھر چھوڑ کر اپارٹمنٹ جاؤگی واپس اوکے۔"اسکی بات پر فارحہ نے فوراً اثبات میں سر ہلایا یہ نہیں پوچھ سکتی تھی کہ ابھی کیوں نہیں چھوڑ سکتی وہ دانین کو اس کے گھر؟کیونکہ جانتی تھی وہ سینیئر ہے اور غلط فیصلہ بالکل نہیں کرے گا۔۔

☆☆☆☆☆

صبح کے ساڑھے چار بج رہے تھے وہ دونوں نڈھال سی لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔ پورا دن جہاں ہوسکا تھا اپنی بیٹی کو ڈھونڈنے میں لگاچکی تھیں۔ پولیس میں رپورٹ بھی کرواچکی تھیں مگر اب تک اس کا کچھ اتہ پتہ نہ تھا۔ دل تھا کہ لگ رہا تھا ابھی پھٹ جائے گا اسد کو بھی اطلاع کرچکی تھیں وہ بھی جتنا ہوسکتا تھا وہیں سے بیٹھ کر اپنی سروسز یوز کررہا تھا۔ پڑوسیوں کو بھی ان سے بہت ہمدردی تھی وہ بھی صبوحی بیگم کے اطلاع دینے پر شام سے ہی بھاگ دوڑ میں لگے تھے کیونکہ وہ تین عورتیں اور

ایک معصوم بچہ بغیر کسی مرد کے اکیلے رہتے تھے لیکن کہیں سے بھی اب تک کوئی خیر کی خبر نہیں آئی تھی۔

"دیکھو صبوحی جنید کوشش کررہا ہے تم بھی حوصلہ کرو۔"برابر سے آئیں مدیحہ صاحبہ نے انہیں تسلی دینی چاہی۔

"انشاءاللہ میری بیٹی ٹھیک ہوگی۔"وہ مسلسل ورد کررہی تھیں اپنے رب سے اسکی حفاظت کی بھیک مانگ رہی تھیں۔

"ماما دوائی کھائیں ورنہ آپ کی طبیعت خراب ہوجائے گی۔"دوائی اور پانی لیے بیٹھی ماہین نم لہجے میں بولی۔۔۔شاید آج کا دن ان کی زندگی کا بدترین دن تھا۔

"نہیں بیٹا میں کچھ نہیں کھاسکتی ،بس ایک بار میری نینی آجائے۔"اپنی نم آنکھیں صاف کرتیں کمرے کی جانب بڑھنے لگیں جب ہی ڈور بیل بج اٹھی۔

"میں دیکھتی ہوں۔"ماہین پانی کا گلاس ٹیبل پر رکھتی دروازے کی جانب بڑھ گئی مدیحہ صاحبہ بھی وہیں لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔

"نینی۔۔۔میری جان کہاں تھیں تم....."دروازہ کھولا تو سرخ آنکھیں اور ساکت وجود لیے کھڑی دانین کو دیکھ کر وہ تڑپ اٹھی تھی۔ اس کی آواز پر صبوحی بیگم بھی دوڑتی ہوئی آگئیں۔ دانین نے ایک ساکت نگاہ ماں پر ڈالی اور خود کو گھسیٹتی ان تک لے آئی۔ صبوحی بیگم نے اسے اپنی بانہوں میں چھپالیا۔

"میری بچی۔۔۔میری نینی کہاں چلی گئی تھیں؟"اسکے بالوں کو چومتی نم لہجے میں بولیں تو ان کے محبت بھرے لمس پر وہ سسک اٹھی۔ مدیحہ صاحبہ اس کے خود واپس آجانے پر اب تک حیران پریشان سی کھڑی تھیں۔

"میری بچی کیوں رو رہی ہو؟"اسکے رونے پر وہ بے چین سی ہوگئی تھیں۔

"میں۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔ماما۔۔بس ریسٹ کرنا۔۔۔چاہتی ہوں

ابھی۔۔پلیز۔۔۔کچھ۔۔کچھ مت پوچھیئے گا۔"ان سے الگ ہوکر بہت منت سے بولی تھی صبوحی بیگم نے بہت غور سے اسکی زرد پڑتی رنگت دیکھتی تھی مگر پھر سر اثبات میں ہلا گئیں۔

"ماہین نینی کو روم میں لے جاؤ۔"ان کے کہنے پر ماہین فوراً اسے کمرے کی جانب لے کر بڑھ گئی تھی

"میں نہیں جانتی میں آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں آپ نے اور آپ کے بیٹے نے بہت ساتھ دیا ہے ہمارا۔"صبوحی بیگم نے مدیحہ صاحبہ کو اپنی جانب متوجہ کیا جو بہت گہری نظروں سے اسے جاتے دیکھ رہی تھیں۔

"ارے کیا غیروں جیسی بات کر رہی ہیں صبوحی آپ پڑوسی پڑوسی کے کام نہیں آئے گا تو اور کون آئے گا۔"وہ اخلاقاً بولیں دماغ میں بہت سے سوال اٹھ رہے تھے مگر فی الحال چپ ہی رہیں تھیں صبوحی بیگم بھی سادگی سے مسکرادیں ورنہ ان

کی کھوجتی نظریں دیکھ چکی تھیں۔

"دیکھو بہن ابھی تو بچی گھبرائی ہوئی ہے مگر صبح سب کچھ تفصیل سے پوچھ لینا۔"وہ دبے لفظوں میں بولتیں کہہ کر جا چکی تھیں مگر صبوحی بیگم نم آنکھیں لیے وہیں صوفے پر ڈیہہ سی گئی تھیں نجانے ایسی اور کتنی نظروں اور سوالوں سے انہیں اور ان کی بیٹی کو گزرنا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

دل ہجر کے درد سے بوجھل ہے، اب آن ملو تو بہتر ہو
اس بات سے ہم کو کیا مطلب، یہ کیسے ہو، یہ کیونکر ہو
یہ دل ہے کہ جلتے سینے میں، اک درد کا پھوڑا الہڑ سا
نہ گپت رہے، نہ پھوٹ بہے، کوئی مرہم ہو، کوئی نشتر ہو
ہم سانجھ سمے کی چھایا ہیں، تم چڑھتی رات کی چندرما
ہم جاتے ہیں، تم آتے ہو، پھر میل کی صورت کیونکر ہو
اب حسن کا رتبہ عالی ہے، اب حسن سے صحرا خالی ہے
چل بستی میں بنجارہ بن، چل نگری میں سوداگر ہو
وہ راتیں چاند کے ساتھ گئیں، وہ باتیں چاند کے ساتھ گئیں
اب سکھ کے سپنے کیا دیکھیں، جب دکھ کا سورج سر پر ہو

بالاج سے اسکی بات ہوئے پورا ایک ماہ گزر چکا تھا ایک ماہ سے اس کا وہ نمبر بند تھا، آخری میسج خیر خیریت کا آیا تھا جیسے شاید وہ اب تک ایک ہزار مرتبہ پڑھ چکی تھی ایسی تشنگی تھی جو ختم نہ ہوتی تھی بالاج ذوالفقار سے ماضی میں کی گئیں بہت عام سی روز مرہ کی باتیں وہ اس ایک مہینے میں نجانے کتنی بار پڑھ چکی تھی کہ اب کوئی پوچھ لیتا کہ اس شخص نے فلاں تاریخ کو کیا بات کہی تھی وہ بغیر اٹکے بغیر رکے دن اور تاریخ بتاسکتی تھی، کبھی کبھی اپنی حرکتوں پر خود کو اچھی خاصی ڈانٹ بھی پلا چکی تھی جس کا اس پر ویسے بھی کوئی اثر نہ ہونا تھا۔

آج عالیہ کی بارات تھی بشیر صاحب کی طبیعت خرابی کی وجہ سے فوزیہ بیگم اور وہ نہیں جارہے تھے جبکہ عدن نے فوزیہ بیگم سے ڈاکٹر حماد کو اپنے ساتھ چلنے کی سفارش کرائی تھی جس پر وہ بادل نخواستہ مان گئے تھے مگر اب ساڑھے نو ہو رہے تھے اور ان کا کچھ پتہ نہ تھا نیوی بلیو شیفون کی ہلکے کام والی میکسی میں تیار بالوں کو پشت پر بکھرائے وہ نازک سی لڑکی جھنجھلائی ہوئی مسلسل لاؤنج میں چکر کاٹ رہی تھی ساتھ ہی اپنا غصہ بھی نکال رہی تھی....

"ماما دیکھ رہی ہیں آپ میں اپنی بیسٹ فرینڈ کی شادی میں اتنی لیٹ جاتی اچھی لگوں گی۔" روٹھ کر ماں کو دیکھا وہ بھی وہیں بیٹھی تھیں۔

"راستے میں ہی ہونگے بیٹا، فارغ تو نہیں ہوتے نا وہ۔" انہوں نے اسکے منہ پھلا کر

بیٹھنے پر پیار سے سمجھایا۔

"ہاں پورے ملک کے کام کا بوجھ انہی کے ناتواں کندھوں پر ہی تو ہے جیسے۔"ناک چڑھا کر کہتی پلٹی وہ سامنے ہی گرے کرتا شلوار میں سینے پر بازو لپیٹے اسی کی طرف متوجہ تھے۔

"اسلام و علیکم مامی...'اور عدن صاحبہ ملک کا تو نہیں مگر ہوسپٹل کا کام میرے ہی ناتواں کندھوں پر ہے۔"اسکی خفت زدہ شکل دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولے تو وہ زبان دانتوں تلے دباتی فوزیہ بیگم سے اجازت لے کر جلدی سے باہر کی جانب بڑھ گئی، وہ بھی انہیں خدا حافظ کہتے اسی کے پیچھے ہی نکل گئے لبوں پر ایک پرکشش مسکراہٹ تھی۔۔

☆☆☆☆☆

کراچی کے پوش علاقے میں موجود اس بنگلے نما کلب کی چھت پر چلتے تیز سونڈ سسٹم میں جیسے ہوش ربا تتلیوں اور ان کے گاہکوں کا میلہ لگا تھا اور وہ عورت وقفے وقفے سے اطراف کا جائزہ لیتی وسکی کے گھونٹ بھرتی فون پر کسی سے محوِ گفتگو تھی، جب ایک آدمی بہت عجلت میں قریب آیا اور مودب انداز میں اسکے کان کے نزدیک جھک کر اپنی جانب متوجہ کیا۔

"میڈم کسی نے شِپ سے اٹیک کیا تھا ساری لونڈیاں غائب کرادی ہیں، رحمان اور

باقی ساتھی شدید زخمی ہیں۔" اسکی گھبرائی ہوئی آواز پر عورت نے قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی اور گلاس میں باقی بچی شراب اسکے منہ پر پھینکی۔

"کتوں اس لیے پالتی ہوں تمہیں کہ بدخبریاں لاتے پھرو۔" اس کا گریبان جھٹک کر دور کیا وہ سر جھکائے پیچھے ہوگیا کیونکہ یہ درندہ صفت عورت کسی وحشی سے کم نہ تھی۔

"بول کتے جواب دے مجھے کہاں گئیں وہ لونڈیاں کس کی اتنی ہمت ہوگئی کہ سنتو بائی کے مال پر نظر رکھے؟" اسے فحاش گالیوں سے نوازتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میڈم۔۔سارے۔۔چہرہ چھپائے ہوئے تھے اور ساتھیوں کی ابھی ایسی حالت نہیں کہ کچھ بتا سکیں۔"

"اب وہ اس قابل رہنے بھی نہیں چاہئیں حرام خواروں کو آج ہی ٹھکانے لگا دو۔" اسکی بات پر وہ اپنا تھوک نگل کر سر ہلاتا واپس مڑ گیا یہ عورت ایسی ہی تھی جس بندے سے کام ختم ہوجاتا یا وہ کام میں گڑبڑ کرتا اس کا یہی حال کراتی تھی تبھی تو کراچی کی سب سے بڑی اسمگلر بنی بیٹھی تھی۔

☆☆☆☆☆

"تم کیوں اتنی اداس ہو فری۔" کافی کا مگ اسکے سامنے رکھتے ہوئے بولا۔

"صارم دانین کے ساتھ بہت غلط کیا ہے ہم نے۔" بہت اداسی سے بولی وہ ایک

گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"فری یہ ہماری جاب کا حصہ تھا اور ابھی تک ہمیں کنفرم نہیں کہ ڈیٹا کس کے پاس ہے، ان معصوم لڑکیوں کی زندگی کا سوال ہے یہ۔"اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"لیکن تم سوچو اسے کتنے سوال، کتنی نظریں فیس کرنی پڑی ہونگی جب گھر واپس گئی ہوگی؟"اس کی آواز میں نمی گھل گئی تھی لاؤنج میں آتا بالاج بھی سن چکا تھا۔

"اور ان لڑکیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو فارم ہاؤس پر ہیں، جن کو نشے کے انجیکشن دے کر وہ خبیث نیم پاگل بنا چکے ہیں جبکہ تمہاری دوست۔۔"دماغ کی رگیں تن سی گئی تھیں ابھی وہ فارم ہاؤس سے لوٹا تھا لڑکیوں کو شپ سے بازیاب کروا کر وہیں رکھا گیا تھا۔

"میں جانتی ہوں میجر بالاج اور میری اوّلین ترجیح میرا مشن ہے، لیکن مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ میں نے اپنی دوست کو دھوکہ دیا ہے۔"اسکے سامنے بار بار دانین کا بے یقین چہرہ گھوم رہا تھا۔

"کریکشن کر لو وہ تمہاری نہیں اریبہ یوسف کی دوست تھی جو صرف ایک فرضی کیریکٹر تھا اور وہ لڑکی جسے تم دوست کہہ رہی ہو کیا پتہ ڈیٹا اسی کے پاس ہو؟اور ہم سے چھپا رہی ہو۔"بالاج کا آگ برساتا لہجہ فارحہ کو خاموش کرا گیا۔

"صارم اس کے موبائل پر کوئی کال آئی؟"

"نہیں کسی نئے نمبر سے اب تک کوئی کال نہیں آئی، بس کینڈا سے اسکے بھائی اسد اور ایک فرینڈ زید کی کالز آئیں ہیں۔" صارم اسے تفصیل بتارہا تھا، انہوں نے دانین کے موبائل کو ہیک کرلیا تھا جس سے اسکے موبائل پر آنے والی تمام کالز وہ بآسانی سن سکتے تھے اور اسکے گھر کے اطراف اپنے مخبر بھی چھوڑ رکھے تھے۔

"وہ عورت کانٹیکٹ تو ضرور کرے گی اس سے، بس اب دیکھو کہ کب کرتی ہے۔" پرسوچ انداز میں بولتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کافی پیئیے گا؟" صارم نے اسے اٹھتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں مگر فارحہ کے ہاتھ کی کیونکہ تیرے ہاتھ کی کافی پینا صرف اسی کے بس میں ہے۔" مسکراتے لہجے میں کہتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ فارحہ کھکھلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا اتنی بری بناتا ہوں میں؟ "اسے گھور کر بولا۔

"قسم سے اگر اس انتہائی تلخ کافی میں تمہارے عشق کی چاشنی نہ ہوتی تو اب تک خون تھوک رہی ہوتی۔" آنکھیں پٹپٹاکر کہتی کچن کی طرف بڑھ گئی جبکہ وہ اس خوبصورت جملے پر مسکرا کر رہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

اس حادثے کو گزرے ایک ماہ بیت چکا تھا۔ صبوحی بیگم اور ماہین سے اس نے فارحہ کی حقیقت سے لے کر میم عمارہ کے گھناؤنے روپ تک کوئی بات نہ چھپائی تھی کیونکہ اسے بھی اپنا دل ہلکا کرنے والا کوئی چاہیئے تھا جس سے اپنے دل کی باتیں شیئر کرتی، قسمت نے اس سے ایک ساتھ دونوں دوستیں چھین لی تھیں۔ فارحہ سے اس دن کے بعد کوئی کانٹیکٹ نہ ہوا تھا اور نہ ہی وہ اب اس سے کوئی بات کرنا چاہتی تھی، وہ بالکل ٹوٹ چکی تھی۔ ادھر زید پاکستان آچکا تھا اور اپنی فیملی کو اس کے گھر بھیجنے پر اصرار کررہا تھا مگر اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیسے زید کو اپنے اوپر گزری سناتی ذہن میں ان اغواء کاروں کی دھمکیاں آتیں تو نئے سرے سے الجھنے لگتی۔

نجانے کتنی دیر سے اپنی سوچوں میں غرق بیڈروم کی ونڈو گھور رہی تھی جب ماہین کی آواز نے اسے چونکایا۔

"جی بھابھی۔۔۔" اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"نینی کب تک ایسے خاموش اور گم صم رہو گی، پلیز سنبھالو خود کو میری جان ماما بھی بہت پریشان ہیں تمہارے لیے۔" اس کا ہاتھ تھام کر محبت سے بولی تو وہ بے بسی سے لب کاٹنے لگی۔

"بھابھی میں کیا کروں میں بہت پریشان ہوں، سمجھ نہیں آرہا زید کو کیسے وہ سب بتاؤں؟"

"کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے، جب ہم سب جانتے ہیں کہ تم اس دن محفوظ ہاتھوں میں تھیں تو اس بات کا ذکر کر کے کیوں اپنے کردار پر انگلی اٹھانے کا موقعہ دے رہی ہو۔"ماہین کی بات پر دانین نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ میں ان لوگوں کے ہاتھ محفوظ تھی، یہ بات ابھی کلئیر نہیں ہوئی ہے کہ میم بری ہیں کیونکہ ان لوگوں کے پاس بھی اس بات کا کوئی ایویڈینس نہیں تھا۔"وہ بپھرتی ہوئی بولی۔

"دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا وہ لوگ اگر برے ہوتے تو باحفاظت واپسی ممکن تھی تمہاری؟ بتاؤ مجھے۔"ڈپٹتے ہوئے سوال کیا جس کا جواب دانین حسن کے پاس نہیں تھا۔۔۔

"اور ہاں جب ان لوگوں نے منع کیا ہے کہ مشن کی بات باہر نہ نکلے تو ضرور کوئی وجہ ہوگی قطعاً کوئی حماقت مت کرنا نینی تم۔"

"مجھے نجانے کیوں وہ عورت پہلے ہی پراسرار سی لگتی تھی، جس طرح تمہیں اسسٹنٹ بنانے کے پیچھے پڑی تھی میں حیران تھی۔"ماہین کو میم کی اسکے ساتھ کی گئی نوازشات یاد آگئی تھیں۔

"لیکن بھابھی میم نے اس کے بعد مجھے ایک بھی کال نہیں کی، اگر وہ بری ہوتیں یا اس بات سے کوئی کنیکشن ہوتا تو کچھ نہ کچھ کر کے یہ معلوم تو کرتیں کہ میں

اچانک اتنی لاتعلق کیوں ہوگئی کہ ان کی اکیڈمی ایک بار بھی نہیں گئی؟"اسے اب تک فارحہ کی باتوں پر یقین نہ تھا۔

"دیکھو نینی ان سب کو چھوڑ دو اور بھول جاؤ انہیں بس اپنے آگے کا سوچو اللہ نے تمہاری عزت محفوظ رکھی ہے تو تم بھی اس بات کا پردہ رکھو، شاید تمہاری اتنی سی پردہ داری کئی لڑکیوں کی زندگیاں محفوظ کرادے۔"اسکی منفی سوچ پر ماہین پیار سے بولی تو وہ خاموشی سے سر جھکا گئی۔

"اور زید تم سے محبت کرتا ہے اگر شادی کے بعد تم صحیح طریقے سے یہ بات بتاؤ گی تو وہ سمجھ جائے گا۔"اسکی خاموشی پر وہ مزید بولی تھی، دانین نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا اور گلے سے لگ گئی۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا بھابھی.."سسکتے ہوئے بولی ماہین اسکے بال سہلانے لگی۔

"تم جانتی ہو ایک گڈ نیوز ہے میرے پاس۔"اسکی بات پر دانین نے سر اٹھاکر نا سمجھی سے اسے دیکھا

"کل آرہے ہیں تمہارے بھائی۔"اس کے شرمیلے لہجے میں دبا دبا سا جوش تھا اور دانین کا حال بھی اس سے مختلف نہ تھا یکدم ہی اسکے زور سے گلے لگی۔

"آئی لو یو بھابھی۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا اتنا بڑا سرپرائز۔"چہکتی ہوئی بولی تو ماہین سمیت دروازے پر کھڑں صبوحی بیگم بھی مسکرادی تھیں کیونکہ آج نجانے کتنے دن

بات وہ پہلے کی طرح چہکی تھی، اپنے رب سے اسکی دائمی خوشیوں کی دعا کرتیں کمرے سے باہر نکل گئیں۔

☆☆☆☆☆

اس کا فون بج رہا تھا مگر وہ باتھ میں تھی جب نکلی تو وہ بج بج کر بند ہو چکا تھا چہرہ صاف کر کے موبائل چیک کیا تو اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔

"مر جا عدن تو مر ہی جا تو بہتر ہے۔" غصے سے خود کو کوستی کال بیک کرنے لگی آج نجانے کتنے دن بعد بالاج ذولفقار نے کال کی تھی مگر شاید بات کرنا مقدر میں نہ تھا کیونکہ " the phone is currently powered off please try again later" کہتی کمپنی ورکر کی بے سری آواز نے اسکا موڈ غارت کر دیا تھا۔

"یا اللہ کبھی کبھی تو اس شخص کو مجھ پر رحم آتا ہے۔۔۔" شکوہ کرتی روٹھ کر بیٹھ گئی۔

"نجانے کب فرصت میں بات ہوگی تم سے میری۔۔۔ہاتھ ہی نہیں آتے ہو۔" تصور میں اس سے ہمکلام ہوتی جھگڑ پڑی تھی جب ہی دوبارہ فون بج اٹھا اس نے جلدی سے بغیر دیکھے رسیو کیا۔

"ہیلو۔۔۔مل گئی فرصت؟" چھوٹتے ہی شکوہ کیا۔

"آئی ایم سوری مجھے نہیں پتہ تھا آپ انتظار کر رہی تھیں میری کال کا۔" دوسری

جانب سے آتی ڈاکٹر حماد کی حیرت بھری آواز پر اس نے چونک کر موبائل اسکرین کو دیکھا اور خفت سے سرخ پڑ گئی۔

"آئی ایم سوری مجھے لگا۔۔"

"اٹس اوکے عدن میں نے ماموں کی رپورٹ کا بتانے کے لیے کال کی تھی۔"اس بار ان کا لہجہ نارمل تھا۔

"پلیز بتائیں سب نارمل ہے نا؟ "اس نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں الحمدللہ نارمل ہیں رپورٹس بس ان کی ڈائٹ کا خیال رکھنا اوکے۔"

"جی تھینک یو۔"

"ایک اور بات۔"

"جی؟"

"نیکسٹ ٹائم فون رسیو کرتے نام دیکھ لینا ورنہ تمہارے لہجے پر دوسری جانب بیٹھے خواہ مخواہ خوش فہم ہوجائیں گے۔"مسکرا کر کہتے کال کاٹ گئے تھے جبکہ وہ اپنی بے اختیاری پر لب کاٹ کر رہ گئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

"بھائی آپ بہت برے ہیں اتنے دن بعد آئے ہم نے کتنا مس کیا آپکو۔"اس کے گلے لگے سوں سوں کرتی اسی سے اسکی شکایتیں کررہی تھی۔آج شام کی فلائٹ سے

ہی وہ پاکستان واپس آیا تھا، صبوحی بیگم اور ماہین دونوں ہی مسکرادیں جبکہ عباد بھی ایک طرف باپ سے چپکا بیٹھا تھا۔

"میرا بیٹا کیا کرتا وہ لوگ آنے ہی نہیں دے رہے تھے۔" اپنے ساتھ لگاتا محبت سے بولا۔

"نہیں آپ نے بالکل مِس نہیں کیا اور پیار بھی نہیں کرتے اب مجھ سے۔" اسکے شکوؤں پر وہ کھل کر مسکرادیا۔

"میں اپنی گڑیا کی وجہ سے تو واپس آیا ہوں جانتی ہو کتنا پریشان رہا ہوں میں اس پورے مہینے۔" اسکے آنسو صاف کرتے بولا تو دانین دوبارہ اسکے سینے سے لگ گئی باپ کے انتقال سے پہلے بھی وہ اسے اپنی اولاد کی طرح ہی ٹریٹ کرتا تھا۔

"پھپھو عباد تو نہیں رویا آپ کیوں رو رہیں گندی بچی۔" عباد نے ناک سکیڑ کر کہا تو وہ تینوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے جبکہ دانین نے گھور کر اسے اسد سے دور کیا۔

"ہاں کیونکہ وہ میرے لیے آئے ہیں۔" اسے زبان چڑا کر بولتی بالکل چھوٹی سی بچی لگی تھی۔

"ہاں بھئی میرا بیٹا تو بڑا ہوگیا ہے، اب میں تو اس چھوٹی سے آفت کی پڑیا کے لیے آیا ہوں۔"

"اب تو واپس نہیں جائیں گے نا؟" سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"نہیں جب تک میری گڑیا رخصت نہیں ہوجاتی تب تک تو بالکل نہیں جاؤں گا۔"اسکا ماتھا چوم کر چھیڑتے ہوئے بولا۔وہ ایکدم جھینپ سی گئی۔

"کیا ہے بھائی۔۔۔"روٹھ کر دور ہوئی۔

"اچھا اچھا ابھی ایسی کوئی بات نہیں ہوگی پہلے میں فریش ہوجاؤں تو پھر فرصت میں اس ٹاپک کو ڈسکس کریں گے۔"اس کے روٹھنے پر وہ ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا دانین نے اپنی بھابھی صاحبہ کو گھور کر دیکھا جو اسے ہی شرارتی نظروں سے دیکھ رہی تھی یعنی بھائی کو وہ سب بتاچکی تھی وہ بھی منہ چڑاتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"کیا میں آپ کو جانتا ہوں؟"پیچھے کھڑا شخص اسکی پیٹھ تھپک کر بولا،اس نے مڑ کر دیکھا مگر سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر حیرت و بے یقینی سے اسکے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

"اسد تو!!!"تقریباً پانچ سال بعد اپنے جگری یار کو دیکھا تھا۔

"ہاں کمینے میں تو تو قریب سے بھی گزر جاتا تو بھی نہ پہچانتا کہ کون دوست کیسا دوست۔۔"ایک زوردار پنچ اسکے بازو پر مارتا خشمگین لہجے میں بولا بالاج ذوالفقار کا جاندار قہقہ گونج اٹھا۔

"نہیں ابھی تو اتنا بھدہ بھی نہیں ہوا کہ میں پہچاننے سے ہی انکار کردیتا۔"اسے

مزید سلگایا جبکہ اسکے بھدہ کہنے پر اسد آنکھیں کھل گئیں۔

"کمینے میں تجھے موٹا نظر آرہا ہوں!!اچھا خاصا ہینڈسم ہوں شادی کے بعد بھی۔"صدمے سے اسے دیکھتا ایک اور پنچ مار گیا جبکہ اس بار شاکڈ ہونے کی باری بالاج کی تھی۔

"خبیث انسان تو نے شادی کرلی۔"ایک پنچ اسکے پیٹ پر رسید کیا مگر اسد اسکی طرح باڈی بلڈر نہ تھا جو اسکے پنچ برداشت کرلیتا۔

"کمینے ہاتھوں میں پتھر باندھ لیے کیا تو نے۔"اپنا پیٹ سہلاتے اسے گھورا۔

"اچھا چل یہاں سے ورنہ کرن ارجن کے اس ملاپ پر سب آبدیدہ ہوجائیں گے۔"اسکی بات پر قہقہہ لگاتا اسکے ساتھ فوڈ کوٹ کی جانب بڑھ گیا۔

اسد اور بالاج کالج فرینڈز تھے جس وقت بالاج کی فیملی کراچی میں رہتی تھی دونوں فیملیز کے بہت اچھے تعلقات تھے مگر آج سے دس سال پہلے ذولفقار صاحب کی اسلام آباد پوسٹنگ کی وجہ سے انہیں اپنے بہترین دوستوں سے جدا ہونا پڑا تھا،چھ سال پہلے بالاج کی اسد سے کینیڈا میں ملاقات ہوئی تھی مگر بالاج ذوالفقار کی زندگی آرمی میں آنے کے بعد اتنی مصروف ہوگئی کہ دونوں کا اس کے بعد کوئی کانٹیکٹ نہ ہوسکا تھا۔آج دونوں ہی فرصت میں تھے اسی لیے بیتی باتیں یاد کرتے اپنی بیوقوفیوں پر قہقہے لگا رہے تھے۔

"دیکھ نینی کی شادی پر انکل آنٹی سب نے آنا ہے، میں بتا رہا ہوں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا۔" دھونس بھرے لہجے میں بولا تو وہ مسکرا اٹھا۔

"انشاءاللہ ضرور آئیں گے موم تو خوشی سے بے حال ہوجائیں گی کہ انکی بچھڑی ہوئی دوست مل گئیں۔" اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولا۔

"ایک بات بتا یہ آئی ایس آئی جوائن کرکے ٹوٹکے بھی شروع کردیئے کیا کیونکہ اتنا ہینڈسم تو تو کبھی نہ تھا۔" اس کی بے پناہ وجاہت کو دیکھ کر وہ سراہے بغیر نہ رہ سکا جبکہ وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"بیٹا ہم شروع سے ڈیشنگ ہیں تو بھول رہا ہے کالج لائف کے قصے۔" اسکے یاد دلانے پر اسد کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ویسے تو نے شادی کیوں نہیں کی اب تک؟" اس نے حیرت سے پوچھا وہ ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"بس یار تو میرے پیشن کے بارے میں جانتا تو ہے اسی میں لگا رہا اس بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں" آنکھوں میں وطن کے لیے محبت لیے پرعزم حوصلوں والا بالاج ذوالفقار اسے شروع سے ہی عزیز تھا اپنے حالیہ مشن کے بارے میں بھی اسے آگاہ کرچکا تھا۔

"چل اس مشن کے بعد تو کرلے شادی، کوئی پسند ہے ویسے؟" اس نے چھیڑتے

ہوئے راز درانہ انداز میں پوچھا بالاج کی آنکھوں کے سامنے ایک معصوم پیکر گھوم گیا جسے فوراً ہی جھٹک گیا۔

"نہیں۔۔ مگر اب تو کہہ رہا ہے تو سوچنا پڑے گا۔" مسکرا کر کہتے کافی لبوں سے لگا گیا۔

"چل گھر چل ماما تجھے دیکھ کر بہت خوش ہوں گی اپنی بھابھی اور بھتیجے سے بھی مل لینا۔"

"آؤں گا اور سب سے ملوں گا بھی مگر ابھی ایک دو کام نبٹانے ہیں، یہ مشن بہت کمپلیکیٹڈ ہوتا جارہا ہے ہر قدم پھونک کر رکھنا پڑ رہا ہے ہمیں۔" اسکی بات پر وہ سر ہلا گیا۔

"انشاءاللہ کامیاب ہوگا تیرا یہ مشن بھی" خلوص دل سے دعا دی تھی۔

"آمین۔۔" لبوں سے بے اختیار نکلا تھا، آج نجانے کتنے دن بعد اپنے یار سے مل کر اسے اپنا موڈ خوشگوار محسوس ہوا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

آج سے تقریباً ایک ہفتے پہلے زید کی فیملی دانین اور زید کی شادی کی تاریخ طے کرگئی تھی جس پر دانین نے زید سے خوب جھگڑا بھی کیا تھا وہ اتنی جلدی شادی کے بالکل حق میں نہ تھی مگر اب تاریخ طے ہوچکی تھی زید کی دو بہنیں

تھیں،دونوں ہی شادی شدہ تھیں تمام تیاریاں وہ ہی کر رہیں تھی مگر بارات ولیمے کے سوٹ زید نے خود دانین کو دلوانے کی فرمائش کی تھی اور وہ آج اسے لینے آرہا تھا۔شادی میں چند دن ہی بچے تھے دونوں جانب زور و شور سے تیاریاں چل رہیں تھیں اور آج کل دانین حسن کا موڈ بھی خوشگوار رہنے لگا تھا۔

"ماما میں بتارہی ہوں آپ کو میں کٹنگ ضرور کرواؤں گی۔" جھنجھلا کر صبوحی بیگم کے سامنے بیٹھی تقریباً آدھے گھنٹے سے ماں بیٹی کی بحث چل رہی تھی اور ٹاپک وہی پرانا تھا دانین حسن کے بال جو کمر تک آچکے تھے اور دانین کے مطابق وہ بہت نافرمان تھے جو اسکے کنٹرول سے باہر تھے۔

"میرا دماغ خراب مت کرو نینی کبھی شادی سے پہلے پِٹ جاؤ مجھ سے۔"وہ ڈپٹی ہوئی بولیں۔کچن سے نکلتی ماہین قہقہہ لگا کر ہنس پڑی دانین نے گھور کر اسے دیکھا۔

"کیا ہے بھئی آپ کو کیا مسئلہ ہے جب آپ کے ہونے والے داماد کو بھی چھوٹے بال ہی پسند ہیں۔" چڑ کر بغیر سوچے سمجھے بول گئی جس پر ماہین کو ایک بار پھر کھکھلانے کا موقعہ ملا تھا، صبوحی بیگم نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی اور اپنی روٹھی ہوئی بیٹی کو دیکھا۔

"ہاں تو جب اس کے گھر جاؤ تو چلانا اپنی مرضی مگر میں ایک انچ بھی بال کٹوانے کے حق میں نہیں ہوں، بھلا لڑکیاں بھی کوئی اتنے سے بال رکھتی ہیں۔"جب بولیں

تو لہجہ کسی بھی لحاظ سے عاری تھا وہ پیر پٹختی کمرے میں آگئی فون مسلسل بج رہا تھا جھنجھلا کر فون اٹھایا تو "میم عمارہ کالنگ" لکھا دیکھ ایک پل کے لیے حیران رہ گئی پھر خود کو سنبھال کر کال رسیو کی۔

"ہیلو"

"ہاں بیٹا کیسی ہیں آپ، سب خیریت ہے؟"

"جی۔۔۔۔ میم اللہ کا شکر آپ بتائیں آپ۔۔۔ کیسی ہیں؟" کچھ توقف سے بولی۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا میں نے آپ کو جو اینویلپ دیا تھا اس میں ایک سی ڈی تھی آپ نے وہ نہیں بھجوائی" بہت شیریں لہجے میں بولیں۔

"میم پتہ... پتہ نہیں جیسا آپ نے.... دیا تھا ویسے ہی میں نے آپ کے ڈرائیور کو دے دیا تھا۔" اسے اپنی سانس اٹکتی محسوس ہورہی تھی۔

"چلیں چیک کرلیجیئے گا ایک بار بہت امپورٹنٹ سی ڈی ہے وہ۔" اس بار لہجہ سخت ہوگیا تھا جسے دانین نے بخوبی محسوس کیا تھا۔

"کیوں کیا تھا اس میں؟" دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ کیا وہ لوگ سچ کہہ رہے تھے؟

"اسٹوڈینٹس کے ریکارڈ کی سی ڈی تھی بس اسی لیے کہہ رہی ہوں بیٹا۔" بہت مشفق انداز میں بولیں وہ ایک سانس بھر کر رہ گئی۔

"ٹھیک ہے میم میں ڈھونڈوں گی شاید مل جائے۔"
"اور میری ایک بات سنیں بیٹا۔"
"یس میم۔"
"بیٹا آپ نمبر چینج کرلیں یہ، پھر مجھے اپنا دوسرا کانٹیکٹ نمبر دے دیں، یہ نمبر تو آف ہی رہتا ہے آپ کا۔"ان کی بات پر اس نے اپنا ماتھا پیٹ لیا۔
"آئی ایم سو سوری میم میں بھی نمبر چینج کرنے کا سوچ رہی ہوں جیسے ہی چینج کروں گی آپ کو دے دوں گی یا اپنا کوئی اور نمبر دے دوں گی۔"
"چلیں ٹھیک ہے اللہ حافظ خیال رکھیے گا اپنا۔"اسے خدا حافظ کہتیں فون کاٹ گئیں تھیں جبکہ اپنے اپارٹمنٹ میں بیٹھا بالاج جو کب سے ان کی گفتگو سن رہا تھا غصے سے پاگل ہو اٹھا ہیڈ فونز کان سے ہٹا کر ٹیبل پر پھینکے۔
"تمہیں تو میں بتاتا ہوں دانین حسن"لب بھینچتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

"یہ تو نے اتنی عام سی لڑکی کو اس کام کے لیے کیوں چنا؟"سیٹھ مدثر اس کے سامنے الجھا بیٹھا تھا۔
"سیٹھ نہ چلا اپنا دماغ اتنا ورنہ کام کرنا بند کر دے گا۔"کاجو سے بھری پلیٹ اٹھاتی تمسخرانہ انداز میں بولی۔

"تو نہیں جانتا اس عام سی لونڈی نے بے خبری میں میرے کتنے کام آسان کر دیئے ہیں، ان کتوں کو دیکھ جو تو نے بھیجے ہیں اب تک وہ لونڈیاں نہ ڈھونڈ سکے۔" اسکی بات پر سیٹھ پہلو بدل کر رہ گیا۔

"دیکھ سنتو اگر وہ ڈیٹا بھی ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تو سمجھ وہ پارٹی بھی نکل گئی کروڑوں کا نقصان ہو جائے گا۔"

"ڈیٹا تو اسی اینویلپ میں تھا اگر وہ کمینی میرے ساتھ ڈبل گیم کھیل رہی ہے تو نہ میں نے اسے ہر رات ایک نئے کوٹھے پر نچوایا تو میرا نام بھی سنتو بائی نہیں۔" نفرت سے پھنکاری سیٹھ کے پیلے دانت چمک اٹھے تھے۔

"بس ایک بار میرے بھی درشن کرادیو سنتو سنا ہے کچی کلی ہے۔" خباثت سے بولا سنتو بائی نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"ایک بار ڈیٹا مل جائے تو ہمیشہ کے لیے اسے رکھ لیو میری بلا سے۔" سر جھٹکتی آگے کا پلان سوچنے لگی کیونکہ باقی کام وہ دانین حسن کے ذریعے بہت ہوشیاری سے کرواتی تھی وجہ صرف جگہ جگہ لگے چیک پوسٹ اور اسکے اڈوں پر مارے جانے والے چھاپے تھے جن کی وجہ سے اسکے بندے کہیں نہ کہیں پکڑے جاتے تھے۔۔

☆☆☆☆☆

"زید آخر چاہ کیا رہے ہو تم۔۔۔میں مزید نہیں پھر سکتی سمجھ آئی۔"تپ کر اسے دیکھا جو دو گھنٹے سے مال کی ایک شاپ سے دوسری شاپ چیزیں کھنگالتا پھر رہا تھا مگر کچھ پسند نہیں آرہا تھا۔

"تو کیا مطلب ہے تمہارا، میں کچھ بھی خرید لوں، تمہاری محبت کی شادی نہیں مگر میری تو ہے نا، میں تو ارمان پورے کروں گا۔"اسکے غصیلے تاثرات کو دیکھ کر مزے سے بولا وہ بس آنکھیں گھما کر رہ گئی

"یا اللہ!!!! تو اور کتنا ڈھونڈو گے میری ٹانگیں شل ہوگئی ہیں۔"اپنا بیگ زور سے اسکے کندھے پر مارا کاہی کلر کے ٹاپ اور بلیک جینز پر بلیک ہی اسٹال ڈالے بالوں کو فولڈ کیے اس کے دل کے تاروں کو چھیڑ رہی تھی۔

"اب ایسے بت کیوں بن گئے ہو۔"اسکے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر وہ جھینپ کر بولی۔

"ویسے مجھے نہیں معلوم تھا تم اس لک میں بھی پیاری لگو گی۔"اپنا کندھا سہلاتے مسکرا کر بولا دانین کا تو میٹر ہی گھوم گیا۔

"سوچنا بھی مت کہ میں شادی کے بعد بھی بالوں کا تھان لے کر گھوموں گی۔"اس پر چڑھ دوڑی وہ ایکدم گڑبڑا گیا۔

"اچھا نا میں تو ویسے ہی کہہ رہا تھا۔"اس کے تیور دیکھ کر ایک جیولری شاپ میں گھس گیا اس بات سے بے خبر کہ کوئی کب سے ان دونوں کا پیچھا کر رہا ہے۔زید کو

دانین کے لیے ایک بریسلیٹ بہت پسند آئی تھی جسے اس نے اسی وقت پہنانے کی ضد کی دانین کے لاکھ منع کرنے کے باوجود اس نے بریسلیٹ اسکی نازک کلائی میں پہنادی تھی۔

"بیوٹی فل۔"وہ تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

"اچھا کھڑے رہو اب۔"وہ جھنجھلاتی ہوئی اسے لے کر باہر نکل گئی وہ لوگ اب برائڈل بوتیک میں تھے طرح طرح کے حسین ملبوسات کا میلہ لگا تھا زید نے دانین کے لیے ڈیپ ریڈ شرارہ پسند کیا تھا جس پر بہت نفیس زری کا کام ہوا تھا۔

"میم آپ ایک بار فٹنگ وغیرہ چیک کرلیں جاکر۔"سیلز گرل کے کہنے پر اس نے اکتاکر زید کو دیکھا

"پلیز یار یہ لاسٹ ہے پھر گھر چلیں گے۔"وہ منت سے بولا تو وہ بادل ناخواستہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی، ابھی وہ برائیڈل ڈریس پہن کر باہر آرہی تھی جب ہی بوتیک میں گھپ اندھیرا چھاگیا۔

"زے... "اس نے گھبرا کر زید کا نام پکارنا چاہا جبھی کسی نے اسے واپس ڈریسنگ روم میں گھسیٹا تھا اور منہ پر سختی سے ہاتھ رکھ دیا، وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اندھیرے میں سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی جس کا مرر میں بس عکس نظر آرہا تھا۔

"شششش۔۔۔۔ایک آواز بھی نکلی تو یہیں گردن توڑ دونگا۔"اسکی پھنکارتی ہوئی آواز پر دانین کو لمحہ لگا تھا پہچاننے میں وہ ایکدم تڑپ کر دور ہوئی بالاج نے اپنی موبائل ٹارچ آن کرلی۔

"تم۔۔۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔۔"وہ غم و غصے سے پاگل ہوتی دروازے کی طرف بڑھی بالاج نے ایک جست میں اسے پکڑا اور اسکے دونوں ہاتھ پشت پر باندھتے چہرہ آئینے سے ٹکا دیا

"میری بات غور سے سنو دانین حسن اگر کسی اور طریقے سے اس عورت سے بات کرنے کی کوشش کی یا نمبر بدلا تو اپنے انجام کی خود ذمہ دار ہوگی۔"غصیلی آواز میں کہتا اسے ٹھنڈا کرگیا یہ بات اسے کیسے پتہ تھی؟ کہ میم نے یہ سب کہا ہے۔

"تم۔۔تم میری جاسوسی کر رہے ہو گھٹیا انسان۔"خود کو آزاد کرانے کی کوشش کرتی بےبسی کی انتہاؤں پر تھی بالاج کے لبوں پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ہاں دانین حسن۔۔۔اور جانتی ہو اگر میرے مشن میں تم دیوار بنیں تو اس برائیڈل ڈریس سمیت جہنم ڈی پورٹ کردوں گا تمہیں اور تمہارے اس دولہا کو، سمجھ آئی۔"اسکے کان کے قریب جھک کر سرد لہجے میں سرگوشی کرتا اسے ساکت کرگیا تھا۔ یکدم ڈریسنگ روم روشن ہوا وہ شخص غائب ہوچکا تھا اس نے چونک کر چاروں اطراف دیکھا دروازہ کھلا تھا اور سامنے وہی سیلز گرل کھڑی تھی۔

"میم وی آر ویری سوری کوئی مسئلہ ہوگیا تھا۔۔۔آپ ٹھیک تو ہیں نا؟مسٹر زید آپ کے بارے میں فکرمند ہورہے ہیں۔"اسکی بات غائب دماغی سے سن کر سر اثبات میں ہلاتی واپس روم کا دروازہ بند کرگئی دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔

"یا اللہ میری پرسکون زندگی میں یہ کیسے عذاب آگئے ہیں۔"سر پکڑتی اپنی نم آنکھیں صاف کرکے کپڑے چینج کیے اور باہر آگئی،اسکی اتری ہوئی شکل دیکھ کر زید نے بھی مزید شاپنگ کا ارادہ ترک کردیا تھا،لنچ کرکے وہ لوگ واپس روانہ ہوگئے۔۔

☆☆☆☆☆

بالاج نے جویریہ بیگم کو اسد کی فیملی کے بارے میں بتایا تو وہ حیران رہ گئی تھیں اتنے سال بعد ان لوگوں سے ملنا ان کے لیے کسی سرپرائز سے کم نہ تھا۔

"دو دن پہلے تمہاری اسد سے ملاقات ہوئی تھی اور تم مجھے اب بتا رہے ہو۔"وہ ڈپٹتے ہوئے بولیں بالاج کھل کر ہنس پڑا۔

"یار موم موقع نہیں ملا تھا اور اب آپ آتو رہی ہیں کراچی۔"

"ہاں میری بیٹی کی شادی ہے اتنی چھوٹی سی تھی جب دیکھا تھا اب تو بڑی ہوگئی ہوگی۔"وہ حسرت سے بولیں۔

"تو دیکھ لیجیے گا اب محترمہ کو بھی۔"

"کیسے ہیں وہ سب تم نے تو دیکھا ہو گا۔"

"نہیں میری صرف اسد سے ملاقات ہوئی تھی ان کے گھر اب تک نہیں جاسکا۔"

"بہت غلط بات ہے یہ بالاج صبوحی غصہ ہوگی کہ تم کراچی میں ہو پھر بھی نہیں ملے اب تک۔" ملامتی انداز میں بولیں۔

"موم آپ جانتی ہیں میں یہاں کیوں آیا ہوں، اور اسد کو وجہ معلوم ہے میں کہہ چکا ہوں کہ ڈائریکٹ شادی میں شرکت کروں گا۔" آنکھیں بند کرتا پرسکون لہجے میں بولا ابھی ویسے بھی بہت مسئلے نبٹانے تھے۔

"چلو خیال رکھنا اپنا کیونکہ تمہاری صحت سب سے زیادہ اہم ہے میرے لیے۔" ان کے محبت بھرے لہجے پر وہ مسکرا اٹھا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

"ہیلو۔۔۔ہیلو دانین کیسی ہو تم؟" آج نجانے کتنے دن بعد اپنے موبائل پر دانین کا نمبر دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

"مجھے ملنا ہے تم سے، کیا ہم مل سکتے ہیں؟" اپنی سرخ آنکھیں رگڑتی ہوئی بولی۔

"کیا بات ہے نینی مجھے بتاؤ تو پلیز کچھ۔" اسکی نم آواز پر فارحہ پریشان ہو اٹھی تھی۔

"مل لو ایک بار سب بتادوں گی۔" اسکے لہجے میں کچھ ایسا ساتھ کہ وہ انکار نہ کر سکی اسی لیے ایک ریسٹورنٹ میں ملنے کا کہہ کر فون بند کرگئی. دانین لیپ ٹاپ اسکرین

دیکھتی ایک بار پھر سسک اٹھی تھی۔
صبح جب وہ شاپنگ پر جا رہی تھی اسکی بریسلیٹ کار میں گر گئی تھی جسے ڈھونڈنے کے چکر میں اسے سیٹ کے نیچے سے ایک کور اپ سی ڈی نظر آئی تھی اسکے ذہن میں میم کی باتیں گھوم گئی تھیں۔
"اوہ یہ تو میم کی ہے شکر مل گئی اب اسے ان تک پہنچانا بھی پڑے گا۔" اپنے سر پر ہاتھ مارتی کار اسٹارٹ کرنے لگی مگر پھر ذہن ان اغواء کاروں کی طرف چلا گیا۔
"اگر وہ لوگ سچے ہوئے تو۔۔۔" ذہن میں ایک کلک سا ہوا تھا اور تیزی سے کار سے اتر کا اپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گئی، روم میں آکر دروازہ لاک کیا اور سی ڈی لیپ ٹاپ میں لگا کر چیک کرنا شروع کی تو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اسکے اوسان خطا ہونے لگے اس نے جلدی سے پیج کاٹا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا، آنکھوں سے آنسو خود بخود نکلنے لگے اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب سچ ہے اور وہ اس فاحشہ کے لیے کام کر رہی تھی یکدم ہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔
"یا اللہ یہ میں کیا کر بیٹھی ہوں۔" سسکتے ہوئے رب سے اپنے ناکردہ گناہوں کی معافی مانگ رہی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"کیسی ہو...."اسکے سامنے بیٹھتے محبت سے بولی وہ محض سر ہلا گئی، اس وقت وہ لوگ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھی تھیں۔دانین نے بیگ سے ایک چھوٹا سا اینویلپ نکالا اور اس کے سامنے رکھ دیا اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"یہ کیا ہے؟"

"وہی ڈیٹا جس کے لیے تم لوگوں نے مجھے اغواء کیا تھا۔"نم آنکھوں سے مسکرا کر اسے دیکھا فارحہ نے حیرانگی سے اسے پھر اینویلپ کو دیکھا اور اردگرد کا جائزہ لیتے فوراً بیگ میں چھپا لیا۔

"یہ تمہیں کہاں سے ملا دانین؟"اس نے بہت دھیمی آواز میں کہا تھا اور پھر دانین نے اسے پوری کہانی سنا دی کیونکہ جان گئی تھی کہ سانپ یہ نہیں وہ ہیں جن کے ساتھ وہ کام کرتی رہی تھی۔

"تم نہیں جانتی دانین یہ سی ڈی ہم تک پہنچا کر تم نے اس قوم کی نجانے کتنی بیٹیوں کے سر پر چادر ڈال دی ہے۔"اسکا ہاتھ تھام کر محبت سے بولی۔

"مگر میں ماریہ کو نہ بچا سکی فارحہ۔"اس بات کا ملال اسے شاید عمر بھر رہنا تھا۔

"نہیں دانین ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا پلیز خود کو بلیم مت کرو"وہ نہیں چاہتی تھی کہ یہ معصوم سی لڑکی کسی گلٹ میں رہے جو چند دن میں ہی اسے بہت عزیز ہو گئی تھی۔

"مجھے چلنا چاہیئے اب ماما ویٹ کررہی ہوں گی۔" اپنی لٹیں کان کے پیچھے اڑستے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں نے سنا ہے تمہاری شادی ہو رہی ہے، مجھے نہیں بلاؤ گی" اسکی مسکراتی آواز پر دانین نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تم صرف مشن کی حد تک میری دوست تھیں شاید؟" اسکے طنز پر وہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"نہیں میں ایسی نڈر لڑکی کی مشن کے بعد بھی دوست رہنا چاہتی ہوں۔" اٹھ کر اسکے گلے لگ گئی جبکہ دانین نے بھی مسکراتے ہوئے گلے لگا لیا۔

"فرائے ڈے کو مایوں ہے میری اگر فرصت ملے تو آجانا۔" اس سے الگ ہوتے ہوئے خشمگین لہجے میں بولی۔

"اوکے میڈم" ہلکا سا سر خم کرتی اس کے ساتھ ہی باہر نکل گئی باہر کار کے پاس صارم اسکا ویٹ کررہا تھا۔

"اپنا باڈی گارڈ ساتھ لائی تھی؟"

"منگیتر ہے میرا۔" فارحہ اسے گھور کر بولی، وہ ایک گہری سانس بھرتی کار کی جانب بڑھ گئی، چاہے جو بھی تھا اسے ان کا کڈنیپنگ والا عمل بالکل پسند نہ آیا تھا۔

"میڈم وہ لونڈی ابھی اپنی دوست سے ملنے ریسٹورنٹ آئی تھی اب واپس جارہی

ہے۔"سنتو بائی کا آدمی جو کب سے اسے فولو کررہا تھا اسکے نکلتے ہی اسے کال لگائی تھی۔

"کیا بات ہوئی ان دونوں کے درمیان؟"اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"وہ تو نہیں سنی میڈم"گڑبڑا کر بولا۔

"الو کے پٹھے تو کیا ان کی شکلیں دیکھنے گیا تھا****"اسے ایک واہیات گالی سے نوازی چیخ اٹھی تھی

"کتوں نظر رکھو اس پر۔۔۔"حکم دیتی کال کاٹ گئی، اسے نہیں معلوم تھا کہ دانین حسن جیسا چھوٹا سا بلبلہ اسے تگنی کا ناچ نچانے والا تھا۔

"یہ کمینی کہیں ایجنسی کے ہتھے نہ چڑھ جائے بائی۔"اسکے قریبی بندے جمشید کا دماغ تیزی سے کام کررہا تھا اس نے کچھ ہی عرصے پہلے یہ گینگ جوائن کیا تھا۔سنتو بائی کا چہرہ ایک پل کے لیے زرد پڑا تھا مگر اگلے ہی لمحے تمسخرانہ مسکراہٹ لبوں پر بکھر گئی۔

"جمشید تو جانتا نہیں شاید ایجنسی کے کئی افسروں کے گھر رات کے اندھیرے میں میں ہی محفلیں سجواتی ہوں۔"بیہودگی سے قہقہہ لگاتی شراب گلاس میں بھرنے لگی۔

"ویسے ایک اچھی خبر ہے میرے پاس۔"سنتو بائی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"جرمنی سے مال آیا ہے اس ہی کو ان لوڈ کرا کے آیا ہوں ابھی۔"

"شاباش جمی بس ایک تو ہی لائق ہے ان نکموں کی فوج میں۔"شاباشی سے کہتی مسکرا کر اس کے لیے بھی شراب کا گلاس بھرنے لگی۔

☆☆☆☆☆

آج شاید اس پر قسمت واقعی مہربان تھی اس نے بےخیالی میں ہی کال ملائی تھی اور دوسری جانب سے بے سری کسٹمر ورکر کی نہیں بلکہ بالاج ذوالفقار کی رعب دار آواز گونجی تھی۔

"ہہیلو۔۔۔"اتنے دن بعد اس دشمنِ جاں کی آواز نے اسکے حواس مختل کرڈالے تھے۔

"عدن بشیر صاحبہ آپ نے مجھے ہی کال کرنی تھی نا؟"اسکی خاموشی پر بالاج کی مسکراتی ہوئی آواز ابھری وہ ماتھا پیٹتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"مجھے میجر بالاج سے بات کرنی تھی کافی عرصے سے گمشدہ ہیں۔"اس نے بھی سنبھل کرجوابی کاروائی کی۔

"اوہ۔۔وہ تو اس وقت مصروف ہیں کوئی اہم بات ہے تو مجھے بتادیں میں ان تک پہنچا دونگا۔"لہجہ انتہائی مؤدب تھا۔

"یہ آپ کے بالاج صاحب مجھ سے بھاگنے میں کیوں لگے رہتے ہیں، کبھی پوچھے

گا۔"سرگوشیانہ انداز میں بولی۔
"وہ خود سے بھی اسی طرح بھاگتا ہے اس لیے یہ شکایت اٹھا کر رکھو۔"ایک گہری سانس بھرتا ہوا بولا
"اور اگر میں تمہارے صاحب سے اصل وجہ پوچھ لوں تو کیا وہ بتائیں گے۔"بالاج کو لگا آج وہ بخشنے والی نہیں ہے۔
"کیوں صاحب جی کو مشکل میں ڈال رہی ہیں عدن صاحبہ وہ تو خود غمِ دوراں کی چالوں میں الجھے ہیں۔"اسکی مسکینیت پر عدن بے بس سی ہونے لگی۔
"یہ حالت تو آپ نے اپنے صاحب کی غلط بتائی ہے ذرا ہمارا پیغام بھی دیجیے گا۔"
غمِ دوراں نے بھی سیکھا ہے غمِ جاناں کا چلن
وہی سوچی ہوئی چالیں وہی بے ساختہ پن
اس کے خوبصورت لب و لہجے نے اسکے دل کے شکوں کی بڑی خوبصورتی سے ترجمانی کی تھی بالاج ذوالفقار مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔
"اب تو شاید میں صاحب کے سامنے آپ کا وکیل بن کر کھڑا ہو جاؤں۔"لہجے میں بلا کی شوخی تھی عدن کھکھلا کر ہنس پڑی۔
"بڑی مہربانی ڈبل فیس دیں گے پھر ہم آپ کو۔"اسکے لہجے کی کھنک نے بالاج کو چندیل کے لیے جیسے اس الجھن بھرے ماحول سے کئی میل دور کر دیا تھا۔۔۔

"ہیلو۔۔کہاں گئے۔"اسکی مسلسل خاموشی پر وہ بولے بغیر نہ رہ سکی۔

"ہاں... یہیں ہوں ایسٹیمیٹ کررہا ہوں ڈبل فیس کتنی ہو گی۔"کافی کا سپ لیتا مسکرا کر بولا جبکہ عدن کو اس کے اتنے خوش گوار موڈ پر حیرت ہو رہی تھی۔

"اور کیسے ہیں وہاں سب۔۔۔؟"اس نے دانستہ بات بدل دی،عدن کا دل چاہا کہہ دے کہ تمہارے بغیر عدن بشیر کے سمیت پورا شہر اداس ہے مگر وہ یہ بات صرف اپنے دل سے ہی کہہ سکتی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہیں سب.. آج گئی تھی تمہارے گھر ،آنٹی بہت خوش ہیں تمہارے پاس آنے پر۔"اپنی ہتھیلیوں کو دیکھتے مسکرا کر بولی۔

"اصل تو اپنی بچھڑی دوست کے پاس آنے کی خوشی ہے۔"

"میں آنٹی کو بتاؤں گی کیا کہہ رہے تھے تم۔" خشمگین لہجے میں بولی۔

"ٹھیک ہے جیسا بہتر لگے تمہیں۔"مسکرا کر چند اور ادھر ادھر کی باتیں کرتا رابطہ منقطع کر گیا تھا۔آج وہ خود کو کافی الجھا محسوس کر رہا تھا جب سے فارحہ نے وہ ڈیٹا اسے دیا وہ حیران تھا کیونکہ اسے لگتا تھا دانین حسن کچھ نہ کچھ تو اس عورت کے بارے میں جانتی تھی اور تھوڑا بہت فائدہ وہ بھی اٹھا رہی ہو گی مگر یہ سی ڈی اپنے ہاتھ میں دیکھ کر دانین حسن کے بارے میں لگائے اسکے تمام اندازے غلط ثابت ہوئے تھے۔اب اسے بس سنتو بائی تک پہنچنا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

آج دانین کی مایوں تھی اسد نے جب صبوحی بیگم کو بالاج کی فیملی کے شادی میں شرکت کا بتایا تھا وہ تب سے ہی بہت خوش تھیں ایک عرصے بعد اپنی پرانی دوست سے مل رہی تھیں آج شام کی فلائٹ سے انہیں ڈائیریکٹ فنکشن میں پہنچنا تھا، آج کا فنکشن کمبائن رکھا گیا تھا جو بینکوئٹ میں منعقد تھا اسد اپنی لاڈلی بہن کی شادی میں کوئی کثر باقی نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

"ماما مجھے آپ سے اور ماہین سے بات کرنی ہے روم میں آئیں۔"وہ دونوں لاؤنج میں ابٹن کے باؤل سجارہی تھیں جب اسد نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔

"کیا بات ہے بیٹا خیریت ہے نا سب۔"وہ پریشان سی ہوگئی تھیں۔

"جی ماما سب خیریت ہے بس بات کرنی ہے آپ سے۔"انہیں پیار سے بازو کے حلقے میں لیتے کمرے کی جانب بڑھ گیا صبح کا وقت تھا دانین ابھی سورہی تھی، ماہین نے اسد کے اشارے پر روم لاک کردیا۔

"ماما دانین کی شادی کے ایک دن بعد ہم سب کو کینڈا روانہ ہونا ہے۔"انہیں بیڈ پر بیٹھتا برابر میں بیٹھ گیا جبکہ ماہین اور صبوحی بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"مگر بیٹا یہ کیسے ممکن ہے ہم دانین اور اپنا ملک چھوڑ کر کیسے جاسکتے ہیں۔"وہ بے چینی سے بولیں۔

"میں جانتا ہوں یہ بہت مشکل ہے بٹ ماما وہ جاب نہیں چھوڑ سکتا، میں بہت اچھا پیکج ملا ہے مجھے وہ لوگ گھر آفر کررہے ہیں مجھے۔۔میں بس اب آپ لوگوں کے بغیر تنہا زندگی نہیں گزار سکتا۔"ان کا ہاتھ چومتا محبت سے بولا انہوں نے محبت سے بیٹے کو دیکھا جو ایک عرصے سے دیارِ غیر میں اپنی فیملی کے لیے محنت کررہا تھا۔

"میرے بیٹے مگر دانین اکیلی کیسے رہے گی اور اسے جب پتہ چلے گا اس بات کا تو کتنا وبال مچائے گی۔"انہیں اسکی بھی فکر ستارہی تھی۔

"میں جانتا ہوں ماما اسی لیے زید کو اس بارے میں پہلے ہی آگاہ کرچکا ہوں اور اس نے کہا ہے کہ سب سے پہلے ہمارے پاس ملوانے لائے گا اور دانین کو بھی اسی لیے نہیں بتایا وہ تو شادی ہی کینسل کر کے بیٹھ جائے گی۔"ہنستے ہوئے بولا تو ماں نے گھورتے ہوئے چپت لگائی۔

"لیکن ہم اس سے اتنا دور کیسے رہیں گے۔"ماہین کو بھی اسکی فکر ستارہی تھی۔

"میرے پاس اگر کوئی اور اوپشن ہوتا تو کبھی اپنی گڑیا کو چھوڑ کر نہ جاتا۔"وہ بھی جیسے اس معاملے میں بےبس تھا کیونکہ فکر تو اسے بھی تھی اپنی جان سے عزیز بہن کی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"یار بھابھی یہ سر پہ کیوں ٹکا رہی ہیں ایسے ہی گلے میں ڈال لیتی ہوں نا بس"اس نے جھنجھلا کر ماہین کو کہا جو کب سے اسکا دوپٹہ سیٹ کرنے میں لگی تھی، اس نے پارلر جانے سے انکار کردیا تھا اسی لیے ماہین اور فارحہ نے خود ہی گھر میں تیار کیا تھا گیندہ کلر کی شیفون کی فراک اور چوڑی دار پجامے پر ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے چھوٹی سے کلی معلوم ہورہی تھی، فارحہ دوپہر سے ہی آئی ہوئی تھی۔

"ہاں کیٹ واک کرنے جارہی ہونا جو گلے میں دوپٹہ ڈال دوں"گھور کر اسے دیکھا جو اپنی چٹیا میں لگی کلیوں سے زور آزمائی کررہی تھی۔

"یہ لو گجرے پہنو ہاتھوں میں جلدی۔"یلو کرتا پاجامے میں تیار فارحہ عجلت میں کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"کوئی یقین نہیں کرسکتا تمہارا تعلق سیکریٹ ایجنسی سے ہے۔"اسے گھور کر بولی، فارحہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"کیوں ہمارے جذبات نہیں ہوتے کیا عجیب پاگل لڑکی ہے۔"اسکے چپت لگاتی ہاتھوں میں گجرے پہنانے لگی۔

"فارحہ اسے لے کر باہر آجانا شاید مہمان آچکے ہیں۔"ماہین عجلت میں باہر نکلی تھی لاؤنج میں صبوحی بیگم کے ساتھ نفیس سے لباس میں ایک پروقار عورت اور پیاری سی لڑکی بیٹھی تھی۔

"اسلاو علیکم"اس نے جھٹ سلام کیا،جویریہ بیگم نے مسکرا کر اسے گلے سے لگا لیا۔

"ماشاءاللہ صبوحی تمہاری بہو تو بہت ہی پیاری ہے۔"محبت سے ساتھ لگاتے ہوئے بولیں۔

"اور یہ؟ "ماہین نے لڑکی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میں رودابہ۔۔۔کیا میں دانین کو دیکھ سکتی ہوں؟"وہ پرجوش انداز میں آگے بڑھی ماہین کھل کر مسکرائی تھی۔

"نہیں بالکل بھی نہیں۔۔۔"اس آواز پر جویریہ بیگم اور روداببہ نے حیرت سے مڑ کر دیکھا، سامنے ہی وہ سجی سنوری آنکھوں میں شرارت لیے کھڑی تھی جبکہ کمرے سے نکلتی فارحہ ان دونوں کو دیکھ کر ساکت رہ گئی تھی۔

"او مائی گاڈ نینی کتنا بدل گئی ہو تم۔"چیختے ہوئے اس کے گلے لگ گئی، وہ دونوں ہم عمر تھیں بچپن بھی ایک ساتھ ہی گزرا تھا، اتنے سال بعد اتنا بدلاؤ دیکھ کر وہ دنگ ہی تو رہ گئی تھی۔اسکی بات پر دانین کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"اور خود تو جیسے دو پونیاں باندھ کر پھرتی ہو اب تک۔"الگ ہوتے گھور کر بولی جویریہ بیگم بھی قریب چلی آئی تھیں۔

"ماشاءاللہ اللہ بری نظر سے بچائے۔"اسکا ماتھا چوم کر اپنے ساتھ لگا لیا دانین اس اپنائیت پر مسکرا اٹھی تھی جویریہ بیگم کی نظر فارحہ پر پڑی تو وہ بھی حیران رہ

گئیں۔

"فارحہ۔۔۔تم یہاں؟"وہ حیرانگی سے بولیں تو روداب نے کونے میں کھڑی فارحہ کو اب دیکھا تھا اسکے تاثرات بھی مختلف نہ تھے۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے سب۔۔۔فرینڈ ہوں میں بھی دانین کی مگر آپ لوگ یہاں کیسے" گڑبڑا کر قریب آتے بولی۔

"بس گمشدہ دوست مل گئے ہمارے بھی۔"انہوں نے مسکرا کر صبوحی کو دیکھا اور فارحہ سے تفصیل جاننا بعد کے لیے رکھ دیا تھا کیونکہ جو وہ محسوس کرچکی تھیں اس کے بعد تفصیل جاننی لازم ہوگئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

"اپنی شکل لے کر گم ہوجا نہیں تو یہیں شوٹ کردوں گا۔"پارکنگ میں اسے اطمینان سے کھڑا دیکھ اسد کا پارہ ہائی ہوگیا تھا پورے فنکشن میں وہ اسکا انتظار کرتا رہا تھا مگر وہ نہ آیا تھا۔

"دیکھ تو مجھے صفائی کا ایک موقعہ ضرور دے اسطرح محبوبہ کی طرح ناراض مت ہو۔"اس کے پیچھے اپارٹمنٹ کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا بولا وہ ایک گھوری سے نوازتا اسے نظرانداز کرتا اپارٹمنٹ کا لاک کھولنے لگا۔

"کیا پاگل ہوگیا ہے سن تو لے میری مجبوری۔"اس کے ساتھ اندر داخل ہوا رات

کے تین بج رہے تھے پورے گھر میں سناٹا چھایا تھا تمام افراد سو چکے تھے، جویریہ بیگم اور روادبہ دونوں آج یہیں رکی تھیں۔

"اچھا ذرا پتا تو چلے ایسی کیا وجہ تھی کہ تو ایک گھنٹہ بھی نہیں نکال سکا جبکہ فارحہ بھی آئی تھی تیری ساتھی ہے نا وہ بھی۔"طنزیہ لہجے میں بولا وہ ایک گہری سانس بھر کر صوفے پر ڈھے گیا۔

"صارم اور مجھے ریڈ ڈالنی پڑی تھی ایمرجنسی کال تھی اب ٹال دیتا کیا تو خود بتا۔"اسکی توجیہہ پر وہ اسے گھورتا رہا۔

"آنٹی اور روادبہ یہیں رہیں گی اور تو بھی کہیں نہیں جائے گا سمجھ آئی۔"رعب دار لہجے میں بولا تو وہ فوراً سرینڈر کر گیا۔

"کافی پیے گا؟"

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔"اسکی اور پر فوراً مان گیا۔

"ویسے۔۔اپنا کچھ نہیں کہہ سکتا بٹ موم اور رودی کو روک سکتا ہے تو یہاں۔"اسکے مڑنے پر پیچھے سے ہانک لگاتا اٹھ کھڑا ہوا پورے لاؤنج کا جائزہ لیتا بالکنی میں نکل آیا مگر دروازے پر ہی قدم ٹھہر گئے تھے کیونکہ سامنے ہی وہ بال کھولے مایوں کے کپڑوں میں کھڑی اپنی سوچوں میں گم آسمان کی تاریکیوں میں نجانے کیا کھوج رہی تھی۔ گھنے بالوں کی لٹیں بار بار چہرے پر اٹھکھیلیاں کھیل رہی تھیں۔ خود پر کسی

کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی تو ایکدم چونک کر دروازے کی طرف دیکھا مگر وہاں کھڑی شخصیت نے اسے ساکت کر دیا تھا۔ وہ بے یقینی سے اس شخص کو اپنے گھر میں کھڑا دیکھ رہی تھی۔

"تم۔۔۔تم یہاں.. "وہ غم و غصے سے پاگل ہوتی اسکی جانب بڑھی۔ بالاج بھی یکدم ہوش میں آیا تھا جلدی سے مڑ کر اسد کو دیکھا جو کچن میں تھا،اسے کھینچ کر دیوار سے لگادیا اسکی چیخ نکلتی اس سے پہلے وہ اسکے منہ پر ہاتھ رکھ چکا تھا۔

"بیوقوف لڑکی کوئی الٹی سیدھی حرکت کی تو اسی بالکنی سے نیچے پھینک دونگا۔"کان کے قریب جھکتا غصیلے لہجے میں بولا، اپنے عزیز دوست کی نظروں میں اسکی کسی بھی بات کی وجہ سے قطعاً گرنا نہیں چاہتا تھا۔

"تم۔۔۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر تک آنے کی، جب میں وہ سی ڈی بھی دے چکی ہوں۔۔۔بولو"اس کا ہاتھ ہٹا کر دھکا دینا چاہا۔

"یار بالاج کہاں گیا۔"اسد کی آواز پر دونوں چونکے تھے۔ دانین نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو تمسخرانہ انداز میں مسکرا کر اسے چھوڑتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"کیا بھائی جانتے ہیں اسے؟ "اسکے لب بہت آہستہ سے پھڑپھڑائے تھے اور تیزی سے اندر کی جانب بڑھی جہاں وہ دونوں باتوں میں کافی پی رہے تھے۔

"ارے نینی اب تک جاگ رہی ہو یار۔"اسے ساکت کھڑا دیکھ کر اسد نے پکارا۔

اس نے چونک کر بھائی کو دیکھا دماغ بالکل سن ہورہا تھا سمجھ نہ آیا کیا کہے۔

"ادھر آؤ ان سے ملو یہ بالاج جویریہ آنٹی کا بیٹا اور میرا بچپن کا دوست، تم چھوٹی تھیں شاید تمہیں یاد نہیں ہوگا۔" اسے اپنے پاس بلا کر پیار سے بولا دانین نے بس ایک نظر اسے دیکھا تھا جو لبوں پر دھیمی مسکراہٹ لیے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

"رہنے دے اسد میں جانتا ہوں دانین کو۔۔۔انہی کے ڈیپارٹمنٹ میں ایز آ ٹیچر اپوائنٹ ہوا تھا، بٹ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ تیری بہن ہے۔"

اسد نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اچھا مطلب دانین تم جانتی ہو اسے؟" اسد نے حیرت سے پوچھا دانین نے ایک نظر اسے دیکھا اور نخوت سے نگاہ موڑ لی۔

"جی۔"

"میں سونے جارہی ہوں مجھے نیند آرہی ہے۔"

"اوکے گڈ نائٹ۔" اسکا سر چوم کر بولا وہ فوراً اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"چل مجھے اجازت دے انشاءاللہ کل آؤں گا دوبارہ۔" مگ رکھتا اٹھ کھڑا ہوا اسد نے گھور کر اسے دیکھا۔

"نہایت ہی خبیث انسان ہے تو اپنی کر کے ہی دم لے گا۔" اسکے کندھے پر پنچ مارتا جھنجھلا کر بولا وہ قہقہہ لگاتا اسے خدا حافظ کہتا باہر نکل گیا۔

"وہ دانین حسن کو اس گھر میں دیکھ کر بالکل شاک نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ پہلے سے ہی جانتا تھا کہ وہ اسد حسن کی بہن ہے لیکن یہ خبر اسے دو دن پہلے ہی ہوئی تھی جب اس نے دانین حسن کا آئی ڈی کارڈ اس روم میں پڑا دیکھا تھا جہاں اغواء کرکے اسے رکھا گیا تھا۔مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اسکا یہ قدم اس سے کیا کیا کروانے والا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

وہ اپارٹمینٹ پہنچا تو فارحہ اور صارم اسی کے انتظار میں بیٹھے تھے اور وجہ وہ اچھی طرح جانتا تھا اس لیے وہیں صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔

"کیا اب بتانا پسند کرو گے یہ سب کیا ہورہا ہے۔"صارم کی بات پر وہ ایک سانس کھینچ کر رہ گیا۔

"یہ ہمارے پلان کا حصہ نہیں تھا مگر ہمیں اسے جلد از جلد نبٹانا ہوگا دانین حسن اسد کی بہن ہے، اس بات کی خبر مجھے دو دن پہلے اس کے آئی ڈی کارڈ کو دیکھ کر پتہ چلا تھا۔ ویسے بھی اب اسکا ہمارے مشن سے تعلق نہیں اس لیے بھول جاؤ سب۔"لہجہ بالکل پرسکون تھا۔

"اور اگر اس نے کچھ کہہ دیا تو۔۔"صارم کا خدشہ بجا تھا۔

"اس کا اب اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں اس لیے خواہ مخواہ کا پنگا نہیں

لے گی۔"اس کی آج کی خاموشی یاد کرتے ہوئے بولا۔

"اور آنٹی؟ ویسے میں نے انہیں مطمئن تو کر دیا ہے کہ وہ مجھے مشن کے دوران ملی تھی۔"فارحہ نے بھی اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا عذاب بن گئی ہے یہ لڑکی۔" جھنجھلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا فارحہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا جبکہ صارم نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

"نینی میں نے منع کر دیا ہے نا تمہیں پھر کیوں ضد کر رہی ہو ہاں۔"صبوحی بیگم ڈپٹتے ہوئے بولیں۔

"کیوں منع کر دیا ہے آپ نے کوئی ایسا کرتا ہے ہونے والی دلہن کے ساتھ۔"تپ کر ان کے پیچھے کچن میں آئی۔

رودابہ اور جویریہ بیگم صبح ہی واپس بالاج کے اپارٹمنٹ چلی گئیں تھی۔گرین ہاف سلیوز کرتی اور ٹائٹ پہنے بالوں کی اونچی سی پونی بنائے اس دل کو چھونے والے انوکھے روپ میں جھنجھلائی ہوئی پھر رہی تھی ابھی وہ مہندی لگوا کر فارغ ہوئی تھی۔اسد اور ماہین جیولر کے پاس گئے ہوئے تھے بس وہ دونوں ہی گھر پر تھیں۔

"ایک جگہ ٹک کر بیٹھ جاؤ مہندی خراب ہوئی نہ تو مار کھالو گی اب مجھ سے۔"ان

کی غصیلی آواز پر اس نے گھور کر انہیں دیکھا جبکہ دروازے سے اندر داخل ہوتیں فارحہ اور رودابہ کھلکھلا اٹھیں تھیں جویریہ بیگم اور بالاج بھی ساتھ ہی داخل ہوئے تھے۔

"آنٹی کتنی اچھی لگے گی شادی سے ایک دن پہلے کی دلہن پٹتے ہوئے۔"اسکی تپی ہوئی شکل دیکھ کر فارحہ مزے سے بولی ۔دانین کچن میں تھی اسی لیے دیکھ نہ سکی تھی کہ کون کون آیا ہے۔

"ہاں تو خود بتاؤ کوئی ہونے والی دلہن کے نخرے اٹھاتا ہے یا اس طرح ڈانٹ....
"کچن سے نکلتے دل کی بھڑاس نکالی مگر سامنے صوفے پر بیٹھے بالاج کو دیکھ کر اسکے منہ کے زاویئے بگڑ گئے۔

"ہاں بھئی صبوحی میری بیٹی کی فرمائشیں پوری کرنی چاہیئں تمہیں تو۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا وہ لب بھینچ کر واپس کچن میں جانے لگی، ویسے بھی کب سے بغیر دوپٹے کے گھوم رہی تھی، رودابہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"مہندی خراب ہوجائے گی دانین کیا کررہی ہو۔"اسے پکڑ کر باہر لانے لگی دانین کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔ بالاج نے بس ایک نظر اسکے بگڑے تاثرات کو دیکھا تھا جو لاؤنج میں آتے صوفے سے اپنا دوپٹہ اٹھا رہی تھی پھر موبائل پر نظریں جما دیں۔

"جویریہ صبح فلو ہو رہا تھا اسے اب آئسکریم کے پیچھے پڑی ہے، اتنی مشکل سے تو ٹھیک ہوا ہے۔" گھور کر اپنی بیٹی کو دیکھا اور لوازمات ٹیبل پر لگانے لگیں۔

"تو کھانے دیں نا آنٹی تاکہ ہم بھی دیکھ سکیں ناک بہتی دلہن کیسی لگتی ہے۔" رودابہ قہقہہ لگاتی بولی سب ہی کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی مگر اسے صرف اس شخص کی مسکراہٹ پر آگ لگی تھی جو کال سننے کے لیے بالکنی کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"تم بھی پِٹ جاؤ گی اگر میری بچی کو تنگ کیا تو۔" جویریہ بیگم نے گھور کر بیٹی کو دیکھا۔

"نہیں آنٹی یہ تو بچپن سے ہی آنسوؤں کی ٹینکی ہے اسکا میک اپ تو ایسے ہی بہہ جانا ہے کیا ہو گا بیچارے اسکے دولہا کا۔" دانین جو کب سے ضبط کیے بیٹھی تھی اس کے اٹھنے پر مزید چپ نہ رہ سکی جویریہ بیگم اپنا قہقہہ ضبط نہ کر سکی تھیں جبکہ رودابہ نے گھورتے ہوئے اسکی پشت پر ہاتھ مارا۔

"کوئی نہیں بچی ضد تو نہیں کرتی نا، اب دیکھو اتنے کہنے پر بال بڑھوائے ہیں مگر پھر وہی پر کٹی بننے میں لگی ہے۔" صبوحی بیگم کو جیسے اسکی شکایتیں جمع کروانے کا موقع مل گیا تھا جبکہ وہ صدمے سے ماں کو دیکھ رہی تھی جنہوں نے اسکی لیئر کٹنگ کو کیا کہہ دیا تھا۔

"آنٹی پتہ نہیں کونسی مائیں ہوتی ہیں جو بیٹیوں کی تعریفوں میں قلابے ملاتی ہیں اور یہ میری جائز باتوں سے بھی چڑ جاتی ہیں۔" جھنجھلا کر جویریہ بیگم کو دیکھا جو ان دونوں ماں بیٹی کی لڑائی پر مسکرا رہی تھیں، صبوحی بیگم نے گھور کر اسے دیکھا۔

"صبوحی غلط بات ہے اسکی جائز باتیں تو مانو نا۔" اسے اپنے ساتھ لگاتیں ہنس کر بولیں۔

"نہیں آنٹی انہوں نے مجھے بال کٹوانے نہیں دینے جبکہ زید کو بھی مسئلہ نہیں، اسے بھی چھوٹے ہی پسند ہیں اسی لیے اب شادی کے بعد ہی ان کی قید سے آزاد ہونگی۔" افسوس سے سر ہلاتے بولی، اسکے انداز پر وہ دونوں ماں بیٹی اپنی ہنسی نہ روک سکی تھیں جبکہ وہ اسے گھور کر رہ گئیں، کچھ ہی دیر میں اسد اور ماہین بھی آگئے تھے بالاج اور وہ دیر رات تک باتوں میں لگے رہے تھے جبکہ باقی سب کل کی تیاریاں مکمل کروا رہے تھے، وہ کمرے میں چلی گئی تھی اور ان کے جانے تک دوبارہ لاؤنج میں قدم نہیں رکھا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

آج بارات تھی اسد دانین اور روادبہ کو پالر سے بینکوئیٹ لے کر پہنچ چکا تھا باقی کے انتظامات بالاج اور صارم نے سنبھال لیے تھے تمام مہمان پہنچ چکے تھے بس بارات کا ہی انتظار تھا رات کے ساڑھے دس ہو رہے تھے۔

"بیٹا معلوم تو کرو کب تک پہنچ رہے ہیں وہ لوگ بارات لے کر۔"صبوحی بیگم مہمانوں سے ملتیں اسد کے پاس آئیں جو کسی کو کال ملا رہا تھا۔

"ماما میں بھی انہی لوگوں سے کانٹیکٹ کرنے میں لگا ہوں مگر کوئی کال نہیں اٹھا رہا۔"وہ بھی پریشانی سے بولا آدھے گھنٹے سے کال کرنے کی کوشش کررہا تھا مگر کسی کی طرف سے جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔

"کیا بات ہے صبوحی پونے گیارہ ہو رہے ہیں کب آئیں گے دولہا والے۔"مدیحہ صاحبہ نے مشکوک انداز میں پوچھا جویریہ بیگم بھی قریب چلی آئی تھیں۔

"کیا بات ہے صبوحی۔۔"ان کی پریشان شکل دیکھ کر پوچھے بغیر نہ رہ سکیں۔

"کچھ نہیں اسد کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کرہاہے میں ذرا نینی کو دیکھ لوں۔"مختصر سا جواب دیتیں ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئیں جہاں وہ ڈیپ ریڈ شرارے میں دلہن کا حسین روپ لیے بیٹھی تھی لبوں پر دھیمی مسکان لیے رودابہ اور فارحہ سے باتوں میں مگن تھی صبوحی بیگم کی آنکھیں خودبخود نم ہونے لگیں۔

"یا اللہ میری بیٹی کو کسی دکھ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔"دل میں دعاگو ہوتیں آنکھ کا کنارہ صاف کرنے لگیں اچانک اسد ڈریسنگ روم میں داخل ہوا تھا اور اسکے پیچھے جویریہ بیگم۔

"اسد کیا ہوا کب پہنچیں گے وہ لوگ سب پوچھ رہے ہیں۔"ماہین نے قریب آکر

آہستہ سے پوچھا اسد نے ایک نظر اسے اور ماں کو دیکھا اور پھر اپنی سجی سنوری بہن کو جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"نہیں آرہے وہ لوگ۔۔۔۔ نہیں آرہی کوئی بارات۔"اس کے الفاظ تھے یہ پگھلا ہوا سیسہ جو ان سب کے کانوں میں گرا تھا سب ششدر سے اسے دیکھنے لگے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہے ہو اسد کیوں نہیں آئیں گے وہ لوگ؟"صبوحی بیگم حواس باختہ سی اسکے پاس آئیں۔

"زید کی ماما کی کال آئی تھی۔"اس نے ایک نظر ساکت بیٹھی دانین پر ڈالی اور کچھ توقف سے بولا۔

"کہہ رہی تھیں آپ لوگوں نے دھوکہ دیا ہے ہم۔۔۔۔ایک رات گھر سے غائب رہنے والی لڑکی سے اپنے بیٹے کی شادی نہیں کرسکتے"اسد غمزدہ لہجے میں ماں کو اپنے حصار میں لیے بتارہا تھا جبکہ دانین حسن اب تک بےیقین سی بیٹھی تھی جیسے کسی نے اسے پتھر کا کردیا ہو۔

"زید تو محبت کرتا تھا اس سے ایک بار بات تو کرتا۔"

دل و دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے آج اسکی ذات ایک تماشے سے زیادہ کچھ نہ تھی فارحہ نے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا مگر وہ جھٹکے سے اٹھی اور بغیر کسی کو دیکھے برابر والے روم میں چلی گئی جبکہ فارحہ نم آنکھیں لیے تیزی سے باہر نکل گئی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ سب کیا ہے صبوحی، دانین کہاں اور کیوں گئی تھی؟"ان کے ذہن میں بھی بہت سارے سوال تھے جن کے جواب جاننا چاہتی تھیں۔ صبوحی بیگم نے ایک نڈھال سی نگاہ ان پر ڈالی اور صوفے پر ڈھے سی گئیں۔

"مجھ سے کچھ مت پوچھو جویریہ۔۔۔۔جو پوچھنا ہے فارحہ سے جاکر پوچھو کیونکہ اس رات کی گواہ بس وہی ہے۔۔۔"ان کی بات پر جویریہ بیگم نے حیرانگی سے انہیں دیکھا وہ سمجھ نہ پائیں تھی کہ آخر یہ ہو کیا رہا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

"زید پلیز ایک بار کال، اٹھالو پلیز۔"دوسرے کمرے میں آکر مسلسل اس کا نمبر ٹرائی کررہی تھی مگر وہ نہیں اٹھا رہا تھا۔

"یااللہ۔۔۔۔کیا کروں میں۔"سسکتے ہوئے گلاب کی پتیوں کا تھال ٹیبل سے نیچے پھینکا، آج کے بعد صرف اس پر بدنامی کا داغ نہیں لگتا صرف وہ ہی رسوا نہیں ہوتی بلکہ اسکی فیملی، اسکی ماں، اسکا بھائی بھی کسی سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہتے۔۔۔تب ہی اس کا فون بج اٹھا۔

"ہی۔۔ہیلو۔ہیلو زید۔۔۔زید تم۔۔۔تم کیوں نہیں آرہے اے۔۔ایک بار پلیز سب کلیئر تو ہونے دو۔"کال رسیو کرتے ہی ایک بار پھر سسک اٹھی تھی۔

"دیکھو دانین۔۔۔جو بات مجھے پتہ چلی ہے وہ چھوٹی نہیں ہے۔۔۔تم نے مجھ سے

کیوں چھپائی اتنی بڑی بات۔"اس کا سپاٹ لہجہ دانین حسن کو سن کر گیا تھا، کیا یہ وہی شخص تھا جو اس سے کال پر ذرا سی دیر بات کرنے کے لیے تڑپتا تھا شادی کا پروپوزل لانے کے لیے بے تاب ہو رہا تھا؟ مگر اسے اس وقت اپنی نہیں اپنی فیملی کی پرواہ تھی۔

"ہاں میں مانتی ہوں بہت۔۔۔بہت غلط کیا تم سے چھپا کر مگر جو تم سوچ رہے ہو ایسا کچھ نہیں ہے زید تم ایک بار آجاؤ میں سب بتادوں گی۔"بس کسی بھی طرح اسے قائل کرنا چاہتی تھی۔

"دانین اس رات چاہے ایسا کچھ بھی نہ ہوا ہو تم اب بھی پاک دامن ہو۔۔۔مگر میں کس کس کو بتاتا پھروں گا۔۔۔میری فیملی کیا جواب دے گی سب کو جواب دو مجھے۔۔۔اور ویسے بھی ماما نہیں مان رہیں دانین۔۔آئی ایم سوری۔۔"اپنی بے بسی بیان کرتا کال کاٹ گیا تھا، دانین کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔کتنی بے توقیر ہوگئی تھی وہ آج۔۔۔

☆☆☆☆☆

"بولیں میجر بالاج اس میں دانین کا کیا قصور ہے، وہ کیوں بدنامی کی منزلیں طے کر رہی ہے۔۔۔جواب دیں۔"پارکنگ میں کھڑی فارحہ سرپہ سوال بنی کھڑی تھی۔

"اور وہ جو کرتی پھر رہی تھی اس عورت کے ساتھ ہاں۔۔۔یہاں ایک کی زندگی

تھی اور وہاں نجانے کتنی لڑکیوں کی زندگی داؤ پر لگی تھی کیا بھول گئیں تم کیپٹن فارحہ۔"وہ بھی گرج اٹھا۔

"واہ بہت زبردست ان لڑکیوں کی زندگی کی اہمیت ہے آپ کی نظر میں مگر جو دلہن بنی بیٹھی اپنی بارات کا انتظار کررہی ہے اسکی اور اسکی فیملی کی کوئی اہمیت نہیں۔"فارحہ نے تمسخر اڑاتے کہا وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"بالاج ہمیں زید کو بتانا ہوگا ہم اس طرح دانین کی زندگی خراب نہیں کرسکتے۔"صارم بھی چپ نہ رہ سکا تھا بالاج نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا گارنٹی ہے کہ وہ ہماری بات مان لیں گے اور اگر مان بھی لیں تو اس کو رخصت کرکے لے جائیں گے اور ان ساری آمشنز پر میں اپنا مشن برباد نہیں کرسکتا میجر صارم فاروق۔"اسکی سرد آواز دونوں کو ساکت کرگئی تھی جبکہ جویریہ بیگم جو کب سے سائڈ میں کھڑیں اسکی باتیں سن رہی تھیں، غصے سے سامنے آئیں۔

"میجر بالاج مشن تمہارا تھا دانین حسن کا نہیں، جو وہ قربانی دے گی۔"ان کی غصیلی آواز پر بالاج نے مڑ کر انہیں دیکھا جو آنکھوں میں غضب لیے اسکے پاس آکھڑی ہوئی تھیں۔

"تم نے اسے اغواء کیا اپنے مشن کے لیے اور بیچ رات میں واپس گھر بھیجا یہ سوچے بغیر کہ وہ دنیا والوں کی نظروں میں ایک پاک دامن لڑکی سے داغدار لڑکیوں میں

شامل ہوگئی۔۔۔بولو کیا جواب دوں اسکی فیملی کو جاکر کہ میرے بیٹے نے اپنے مشن کے لیے آپ کی بیٹی کو قربان کردیا۔۔"آج وہ ماں نہیں بلکہ ایک عورت بن کر کھڑی تھیں۔ فارحہ اور صارم خاموشی سے ان کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

"موم وہ عورت اس کے ذریعے بہت لڑکیوں کی زندگی برباد کروانے والی تھی اگر ہم یہ نہ کرتے تو آج وہ باحفاظت ہمارے پاس نہ ہوتیں۔"پیار سے انہیں اپنے ساتھ لگانا چاہا مگر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اس کا یہ اقدام روک دیا تھا۔

"اس لیے تم نے اسکی زندگی برباد کردی۔"

"میں ایسا نہیں چاہتا تھا۔" نظریں چرا کر آہستہ سے بولا۔

"تم ایسا کرچکے ہو میجر بالاج ذوالفقار۔"اس بار ان کی آواز قدرے اونچی تھی۔

"تو کیا چاہتی ہیں آپ میں کیا کروں اب۔۔"وہ زچ ہوگیا تھا۔

"نکاح.۔ "

"نکاح؟ "اس نے نا سمجھی سے ماں کو دیکھا۔

"ہاں نکاح کروگے تم دانین سے۔"ان کے الفاظ تھے یا بم وہ بےیقینی سے ماں کو تکتا چلا گیا۔

"یہ۔۔یہ کیسے ممکن ہے موم جبکہ آپ سب جانتی ہیں اسکے باوجود۔۔"اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اسکی ماں کیا کہہ چکی ہے۔

"کیوں۔۔۔کیوں ممکن نہیں ہے۔"

"آپ جانتی ہیں موم اگر مجھ پر کسی کا حق ہے تو وہ صرف عدن پشیر ہے جس نے محبت نہیں عشق کیا ہے بالاج ذوالفقار سے۔"وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا اس محبت سے گندھی لڑکی کو دھوکہ دینے کے بارے میں۔

"اور اس فیملی کا کیا قصور ہے جسے تم نے لوگوں کی کڑی نظروں کے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔"وہ عدن سے محبت کرتی تھیں مگر اس وقت کسی کی عزت کا سوال تھا۔

"میں۔۔۔میں زید کو سمجھانے کی کوشش کرلیتا ہوں۔۔۔۔مگر نکاح!! یہ ناممکن ہے۔"

"تو ٹھیک ہے لو فون اور بتاؤ اسے اپنے اور مشن کے بارے میں ایک ایک بات۔۔"ان کے اٹل انداز پر وہ بے بس ہو گیا تھا۔

"آپ سمجھ کیوں نہیں رہیں موم میں نہیں کرسکتا یہ، نہ ہی اجازت ہے مجھے کسی کو بتانے کی۔"وہ بے بس سا ہو گیا تھا۔

"واہ نہ حقیقت بتا سکتے ہو نہ اس سے نکاح کرسکتے ہو آخر چاہتے کیا ہو۔"

"موم عدن کا کیوں نہیں سوچ رہیں آپ، اس نے محبت کی ہے مجھ سے، میں بہت احترام کرتا ہوں اسکی فیلنگز کا، اس پر کیا گزرے گی۔"دل و دماغ میں چند دن پہلے کیے اس کے شکوے گونج رہے تھے۔

"مشن جب تمہارا ہے تو صرف دانین حسن کیوں قربانی دے.. تم اور عدن کیوں نہیں؟"ان کی دوٹوک بات نے اسے لاجواب کر دیا تھا وہ چند پل انہیں یونہی دیکھتا رہ گیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

"صبوحی مجھے تم سے اور اسد سے بات کرنی ہے۔"جویریہ بیگم واپس ڈریسنگ روم میں آئی تو وہ نڈھال سی بیٹھی تھیں اسد نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔

"اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو میں دانین کا نکاح بالاج سے کروانا چاہتی ہوں ابھی۔"ان کی بات پر صبوحی بیگم نے حیرت و بےیقینی سے انہیں دیکھا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو جویریہ تم۔"وہ سکتے سے نکل کر بولیں۔

"کیوں کیا میرا بیٹا پسند نہیں تمہیں؟"انہوں نے مسکرا کر پوچھا۔

"جویریہ تمہارا بیٹا بہترین ہے... اس جیسا شخص تو شاید میں ڈھونڈنے نکلوں تب بھی نہ ملے مگر وہ کیوں کرے گا اس سے نکاح۔"وہ نم لہجے میں بولیں اسد بھی بے یقینی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"کیا مطلب میری بیٹی بھی تو لاکھوں میں ایک ہے تم ایسے مت سوچو بس جا کر دانین کو راضی کرو۔" انہیں اپنے ساتھ لگاتیں حوصلہ مند انداز میں بولیں۔

"میں شاید زندگی بھر تمہارا یہ احسان نہ اتار سکوں جویریہ۔"روتے ہوئے گلے سے

لگ گئیں جبکہ رودابہ اور ماہین بھی حیران پریشان کونے میں کھڑی تھیں۔

"دانین... "دروازہ کھول کر اندر آئیں تو وہ ایک ہاتھ میں موبائل تھامے ساکت بیٹھی تھی۔

"میری بچی...."اسکے پاس بیٹھ کر اپنے سینے سے لگالیا۔

"ماما کیا میں پاک دامن نہیں ہوں؟"ان کی آنکھوں میں دیکھ کر بے بسی سے بولی وہ تڑپ ہی تو اٹھی تھیں۔

"نہیں میری جان میری بیٹی تم تو کسی بہتے چشمے کی طرح پاک اور اجلی ہو۔۔بھول جاؤ بس اس شخص کو وہ لائق نہیں تھا تمہارے۔۔"اسکے ماتھے پر پیار کرتے ساتھ لگا لیا۔

"مگر ماما آپ لوگوں کو کیا جواب دیں گی؟ بھائی کیسے فیس کریں گے سب کچھ۔"نم لہجے میں کہتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"اس کا بس ایک ہی حل ہے جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔"صبوحی بیگم کی بات پر دانین نے سر اٹھاکر ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔

"جویریہ نکاح کروانا چاہتی ہے تمہارا بالاج سے۔"دانین کو لگا جیسے کمرے کی چھت اس پر آگری ہو بے یقینی سے ماں کو دیکھتی دور ہوئی۔

"آآپ سوچ بھی کیسے سکتی ہیں ایسا ماما۔"صدمے سے آواز گھوٹ سی گئی تھی۔

"میرا بیٹا اب ہماری عزت تمہارے ہاتھوں میں ہے بس۔"اس کے قریب آکر منت سے بولیں۔

"ماما آپ جس سے چاہے میری شادی کروادیں مگر اس سے نہیں ماما یہ سب اسی کی وجہ سے ہوا ہے اسی نے مجھے اغواء کروایا تھا۔"سسکتے ہوئے ان کے قدموں میں بیٹھ گئی جبکہ وہ ساکت رہ گئی تھیں۔ ان کی بیٹی کی خوشیاں اجاڑنے والا بھی وہ ہی شخص تھا یہ کیسے ممکن تھا؟۔۔۔مگر.....اسکی نیت خراب نہ تھی ان کے دل نے اس بات کی گواہی دی تھی اور جو شخص اس مشکل میں اسکا ساتھ نبھارہا تھا وہ برا کیسے ہوسکتا تھا!

"نینی میرا بچہ اسکی نیت غلط نہ تھی یہ بات تو بھی جانتی ہے پھر کیوں کر رہی ہے یہ سب۔"انہوں نے بےبسی سے اسے سسکتے دیکھ سمجھانا چاہا۔

"نہیں کبھی نہیں آپ کسی بھی غنڈے موالی سے مجھے باندھ دیں مگر ان سے ہر گز نہیں۔"اپنے آنسو رگڑتے نفرت سے بولی۔

"ٹھیک ہے اگر آج تمہاری رخصتی نہ ہوئی تو کل تمہاری ماں کا جنازہ ضرور اٹھے گا۔"سفاکی سے کہتیں اسے ساکت کرگئی تھیں دانین نے دنگ نظروں سے انہیں دیکھا۔

"ما۔ماما آپ۔۔۔ایسے۔۔۔کیسے کہہ سکتی ہیں۔"گالوں پر آنسو لڑھک کر گرے

تھے صبوحی بیگم نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا مگر بولیں کچھ نہیں۔

"ایک آپ ہی تو ہیں میری سب کچھ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں بولیں ماما۔" ان کے کندھے سے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"بتاؤ مانو گی میری بات؟" اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر بولیں وہ بےبسی سے سر اثبات میں ہلا گئی۔ دانین کی راضامندی کے بعد آناً فاناً نکاح کا انتظام ہوا تھا فارحہ اور صارم اپنی جگہ بےیقین سے تھے یہ سب کیسے ہوتا چلا گیا کسی کی سمجھ نہ آیا تھا۔۔۔زیادہ تر مہمان جاچکے تھے چند ہی موجود تھے جنہوں نے نکاح میں شرکت کی تھی۔تمام ایجاب و قبول کی رسوم کے بعد دانین حسن دانین بالاج بنادی گئی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"میں جانتا ہوں تو نے صرف میری عزت بچانے کے لیے یہ اسٹینڈ لیا ہے مگر بالاج میں زندگی بھر تیرا قرضدار رہوں گا۔" کار میں بیٹھنے سے پہلے اسد نے بہت مشکور انداز میں اس سے کہا، بالاج کو لگا اسکا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

"اور تو مجھے کتنا ہرٹ کررہا ہے یہ سب کہہ کر وہ سوچا ہے" اس نے تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھا جو ایک لٹا ہوا شخص بنا کھڑا تھا، صبوحی بیگم اور جویریہ بیگم کے کہنے پر رخصتی بھی آج ہی کی جارہی تھی دانین بالکل بےجان مورت بنی پیچھے

گاڑی میں جویریہ بیگم کے ساتھ بیٹھی تھی رخصت ہوتے وقت بھی اسکی آنکھ سے ایک آنسو نہ گرا تھا آج وہ دلہن بن کر رخصت نہیں ہورہی تھی بلکہ ایک بوجھ ایک مجبوری کے طور پر ایک شخص کی زندگی میں شامل کی گئی تھی جو اسکی عزت کا جنازہ اپنے احسانوں کی بگی پر لے کر جارہا تھا۔

"نہیں بالاج مجھے بولنے دے یار تو محافظ ہے اور آج واقعی اس بات پر کھرا اترا ہے'میری بہن میری کل کائنات ہے وہ بہت معصوم ہے اس کا خیال رکھیو۔" لہجے میں بہت عاجزی و بے بسی تھی بالاج نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

"تو بےفکر ہوجا وہ اب میری زمہ داری ہے" اسکی پشت کو تھپک کر دلاسہ دیتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا دل و دماغ اس وقت بالکل خالی تھا نہ ادھر دانین حسن تھی نہ عدن بشیر یہاں تک کہ اسے یہ بھی یاد نہ تھا کہ وہ میجر بالاج ذوالفقار ہے آج صرف وہ ایک ماں کا بیٹا تھا جس کے کہنے پر ایک انجان لڑکی کے حقوق ہمیشہ کے لیے اپنے نام کروا آیا تھا مگر۔۔۔اب وہ کہاں انجان تھی اب صرف وہ تھی اور اسی نے رہنا تھا۔۔۔باقی سب تو بہت پیچھے رہ گیا تھا۔۔۔

بینکوئٹ سے اپارٹمنٹ کا راستہ بیس منٹ کا تھا اور ان بیس منٹ کے دوران گاڑی میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی، پارکنگ میں کار رکی تو جویریہ بیگم اور روادابہ اس ساکت وجود کو لے کر نیچے اتر گئیں جبکہ اس نے کار ٹرن کرتے واپس مین گیٹ کی

طرف موڑ لی تھی جویریہ بیگم چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کہہ سکی تھیں کیونکہ جانتی تھیں یہ وقت ان کے بیٹے کے لیے بہت مشکل تھا مگر جو حادثہ اس معصوم لڑکی کے ساتھ ہوا تھا اسے برداشت کرنا بھی آسان نہ تھا۔گھر میں داخل ہوئے تو فارحہ اور صارم پہلے ہی موجود تھے۔

"ویلکم ہوم دانین۔۔۔۔"فارحہ پرجوش انداز میں آگے بڑھی اور اسے گلے سے لگا لیا مگر وہ اپنے حواس میں ہی کب تھی بے تاثر نظروں سے اسے دیکھا اور نظریں جھکا گئی۔

"دانین مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا میں کراچی اپنی بھابھی لینے آئی تھی۔"ماحول کی سوگواریت ختم کرنے کے لیے رودابہ بھی چہک کر بولی۔

"چلو بچی کو کمرے میں لے جاؤ تھک گئی ہوگی۔"جویریہ بیگم نے اسکی خاموشی دیکھ کر پیار سے کہا۔

"ہاں صارم اور میں بھی کب سے تمہارے پھوہڑ میجر کا کمرا ہی سیٹ کرنے میں لگے تھے۔"فارحہ کھکھلا کر بولی رودابہ نے گھور کر اسے دیکھا۔

"کیوں پہلے ہی دن بھائی کا امپریشن خراب کرہی ہو میری بھابھی کے سامنے برائیاں کرکے۔"بالاج کے کمرے کی طرف لے جاتی غصے سے بولی ابھی دروازے تک ہی پہنچی تھیں کہ دانین کے قدم وہیں ٹھہر گئے ایک نظر فارحہ کو دیکھا اور ڈبڈبائی

نظروں سے سر نفی میں ہلا دیا ابھی اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ جس شخص نے اسکا سب کچھ اجاڑ دیا ہو اسی کی سیج سجائے۔

فارحہ نے ایک نظر جویریہ بیگم کو دیکھا جو ایک دکھی سانس بھر کر رہ گئی تھیں یہ وقت دانین کے لیے بھی مشکل تھا اسے بھی سب ایکسیپٹ کرنے کے لیے وقت چاہیے تھا اور پھر فارحہ اسے اپنے روم کی جانب لے کر بڑھ گئی ۔رودابہ نے ایک نظر ماں کو دیکھا جو خاموش رہنے کا اشارہ کرتیں اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔ وہ بھی انہی کے پیچھے ہولی تھی۔یہ چار کمروں اور ایک لاؤنج پر مشتمل جدید طرز کا اپارٹمنٹ تھا بالاج جب بھی کراچی آتا یہیں اسٹے کرتا تھا اسکا کونہ کونہ بالاج ذوالفقار کے اعلیٰ ذوق کی منہ بولتی تصویر تھا۔

"دانین یہ لو کپڑے، ماہین بھابھی کہہ رہی تھیں وہ صبح تمہارا سارا سامان بھجوادیں گی"اسے خاموشی سے صوفے پر بیٹھا دیکھ فارحہ نے مخاطب کیا تو وہ چونکی اور کپڑے لے کر واشروم کی جانب بڑھ گئی فارحہ نے فکرمندی سے اسے دیکھا جو کسی روبوٹ کی طرح ایکٹ کررہی تھی اسنے ایک نظر ٹیبل پر پڑے زیوزرات پر ڈالی جو اسی نے اتارے تھے سمیٹ کر ڈرار میں ڈال دیئے تقریباً بیس منٹ بعد سادہ سے لائٹ فروزی قمیض شلوار میں نہا کر باہر نکلی آنکھیں سرخ انگارہ ہورہی تھیں ۔

"مجھے جائے نماز دے دوگی؟"دوپٹہ اوڑھ کر اسے دیکھا فارحہ جو کب سے اسکی

حرکات وسکنات دیکھ رہی تھی چونک کر سر ہلایا اور سائیڈ ٹیبل سے جائے نماز اٹھا کر دے دی اور پھر خود بھی ایک گہری سانس بھرتی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

☆☆☆☆☆

ایک ویران قفس زدہ کمرے میں قید وہ زنجیروں میں جکڑی پڑی تھی گلا پیاس سے سوکھ رہا تھا۔آنکھوں کے گرد حلقے اسکے کئی راتوں سے جاگنے کی غمازی کر رہے تھے وہ غم سے نڈھال بالکل تنہا کسی قیدی کی طرح پڑی سسک رہی تھی مگر کوئی اس کی آہ و زاری سننے والا موجود نہ تھا اچانک اُسی کی آوازیں خوفناک آوازوں میں تبدیل ہونے لگیں۔۔۔

"یااللہ۔۔۔"وہ جھٹکے سے اٹھی اور سائیڈ لیمپ اون کیا پورا چہرہ پسینے سے تر ہو رہا تھا۔

"یہ کیسا خواب تھا اتنا عجیب۔"ماتھے سے پسینہ پوچھ کر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا رات کا ایک بج رہا تھا اسلام آباد میں لوگ عموماً دس بجے تک سوجاتے تھے لہٰذا اسکی بھی کافی نیند پوری ہو چکی تھی مگر اس بے مقصد خواب نے اسکے دل میں بے چینی سی پیدا کر دی تھی بیڈ سے اٹھ کر واشروم کی جانب بڑھ گئی، وضو کرکے تہجد پڑھنے کھڑی ہو گئی بالاج سے بات کیے ایک ہفتہ گزر چکا تھا اس نے

دوبارہ کوئی کانٹیکٹ نہیں کیا تھا مگر اس بار بے چینی کچھ عجیب سی تھی جو اسے ایک پل کے لیے بھی قرار لینے نہیں دے رہی تھی ورنہ تو وہ پورا پورا مہینہ بھی اسکے اولڈ میسیجز پڑھ کر گزار دیتی تھی لیکن اس بار یہ ایک ہفتہ بہت بھاری گزرا تھا۔

"کیا تمہاری یادیں مجھے کم پڑ گئیں جو ان خوفناک خوابوں نے تمہاری جگہ لینے کی جرات کرلی میجر بالاج؟" دعا کے لیے بیٹھے بہت بے چینی سے سوچا دو آنسو بہت خاموشی سے اسکے گال پر پھسلے تھے جنہیں جلدی سے پوچھتی سر جھٹک کر دعا میں مشغول ہوگئی رب سے اپنے لیے ڈھیر سارا سکون مانگنے لگی کیوں دلوں کو اطمینان بخشنے والی ذات تو بس وہی ہے..

☆☆☆☆☆

ساری رات سڑکیں ناپ کر صبح چار بجے کے قریب گھر لوٹا تھا کمرے کی جانب بڑھتے بہت سے خدشات دل و دماغ میں ہل چل مچا رہے تھے اور سب سے بڑا خدشہ وہ دلہن بنا وجود تھا۔۔۔ جتنا وہ اسے جانتا تھا وہ اتنی آسانی سے تو سب کچھ قبول کرنے والی نہ تھی۔۔۔ یعنی ایک نیا طوفان اسکے اعصاب سے ٹکرانے کے لیے منتظر تھا۔ آنکھیں بند کرکے ایک گہری سانس فضاء کے سپرد کی اور دروازے کا نوب گھما کر کمرے میں داخل ہوا تو بالکل اندھیرا تھا لائٹس آن کیں تو جہاں نئی دلہن کو اس کا منتظر ہونا چاہیے تھا وہاں خالی بیڈ تھا۔ چند پل وہ یوں ہی کھڑا رہا۔۔۔

"بہت شکریہ دانین حسن۔۔۔جو تم نے اس عذاب سے گزرنے سے مجھے بچالیا۔۔میں بھی تمہارے وجود کو اپنی نظروں کے سامنے برداشت کرنے کا قائل نہیں۔۔"سر جھٹکتا الماری سے کپڑے نکال کر واشروم کی جانب بڑھ گیا۔۔

☆☆☆☆☆

"نینی میری جان.."اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیر کراٹھانا چاہا وہ ہلکا سا کسمسائی اور مندی مندی آنکھوں سے اپنے برابر میں بیٹھی ماہین کو دیکھنے لگی جب سمجھ آیا تو ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"آپ یہاں۔"اپنی کنپٹی دباتے اسکے لبوں سے بس اتنا ہی نکلا تھا سر درد پھٹ رہا تھا۔

"تم بھول رہی ہو شاید دلہن کے گھر والے صبح ناشتہ لے کر آتے ہیں ہم بھی اسی لیے آئے تھے" مسکرا کر اسے اپنے ساتھ لگالیا دانین کے لبوں پر زہرخند مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیا میں آپ کو دلہن نظر آتی ہوں بھابھی؟"

"دانین بھول جاؤ سب کچھ آگے بڑھو اور ایکسیپٹ کرو۔۔۔بالاج بھائی بہت اچھے انسان...."

"نہیں۔۔۔نہیں سننا ایک لفظ بھی مجھے پلیز بس کریں۔"اسکی بات کاٹ کر چیختی اپنا

سر تھام گئی۔

"اچھا کچھ نہیں کہہ رہی میری جان پلیز کچھ کھالو ورنہ بیمار پڑ جاؤ گی" اسکی حالت دیکھ کر وہ فوراً بات بدل گئی۔

"ماما نہیں آئیں؟" سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"سب بتاؤں گی پہلے ناشتہ کرو شاباش" اسے کھڑا کر کے واش روم کی طرف بھیجا وہ بھی خاموشی سے منہ دھو کر باہر آئی تو جویریہ بیگم اور رودابہ بھی کمرے میں آچکی تھیں وہ بھی خاموشی سے صوفے پر انہی کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"چلو شاباش ناشتہ کرو بیٹا" اس کا ماتھا چوم کر شفقت سے بولیں۔

"میں نے سنا ہے دانین کو چائینز بہت اچھا بنانا آتا ہے۔" رودابہ نے اوملیٹ کی پلیٹ اسکے آگے رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں یہ تو ہے بڑا زبردست بناتی ہے مگر موڈ خوشگوار ہو تبھی ملتا تھا ہم غریبوں کو تو... اب دیکھو سسرال والوں کی کیسے خدمتیں کرتی ہے۔" ماہین اسے چھیڑتے ہوئے بولی مگر وہ سر جھکائے جوس کے چھوٹے چھوٹے سپ حلق میں اتار رہی تھی۔

"یہ فارحہ اور بالاج بھائی وغیرہ نظر نہیں آرہے۔" ماہین نے ان کی غیرموجودگی محسوس کرتے جویریہ بیگم سے پوچھا۔

"صبح فارم ہاؤس پر اٹیک ہوا تھا آٹھ بجے ہی نکل گئے تھے تینوں۔"کافی متفکر سی بیٹھی تھیں کیونکہ رات کے بعد بالاج سے بات بھی نہ ہو سکی تھی۔

"آنٹی میں بتا نہیں سکتی وہ عورت دیکھنے میں کتنی سوبر سی لگتی تھی مگر جو کام اس نے کئے ہیں ہم سب ہی حیران ہیں۔"ماہین تاسف سے میم عمارہ کے بارے میں بتارہی تھی۔

"بیٹا شکلیں دیکھ کر کسی کے کردار کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا،ویسے آپ بتاؤ کب کی فلائٹ ہے آپ لوگوں کی۔"ان کی بات پر دانین نے ناسمجھی سے انہیں پھر ماہین کو دیکھا۔

"کونسی فلائٹ؟"چونک کر بولی، ماہین نے ایک نظر جویریہ بیگم کو دیکھا جو سب بتانے کا اشارہ دے رہیں تھی۔

"دانین اسد ہمیں لے کر کینیڈا شفٹ ہورہے ہیں۔۔۔کل شام کی فلائٹ ہے ہماری۔"اسکے ہاتھ تھام کر بہت نرمی سے بولی تھی مگر دانین کو تو جیسے سکتہ طاری ہوگیا تھا بے یقینی سے اسے تکتی چلی گئی کتنی بڑی بات اس سے چھپائی گئی تھی اس کے اندر جیسے ایک بار پھر توڑ پھوڑ شروع ہوگئی تھی۔

"نینی۔۔۔"اسکی طویل خاموشی پر اس نے خود ہی متوجہ کیا۔

"ہاں۔۔۔اوکے اچھی۔۔بات ہے"لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لاکر خود کو نارمل

رکھنے کی ناکام کوشش کی تھی۔
"چلو تیار ہو جاؤ شاباش ہم صبوحی کے پاس چل رہے ہیں تاکہ کچھ ہیلپ کرادیں۔"
"ہاں میں تمہارا سامان بھی لے آئی تھی' یہ رکھا ہوا" ماہین کو اسکے اس ری ایکشن کی بالکل امید نہ تھی، وہ سر ہلاتی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔۔

☆☆☆☆☆

وہ اگلے دن تک ان لوگوں کے ساتھ خود کو نارمل ہی ظاہر کرتی رہی تھی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ ٹپکا تھا اور صبوحی بیگم اچھی طرح جانتی تھیں یہ اسکی سخت ناراضگی کا اعلان تھا،وہ تینوں اسی دن کی شام کو لڑکیوں کو ریسکیو کرواکر واپس آگئے تھے سنتو بائی کی اکیڈمی پر بھی چھاپا مارا جاچکا تھا مگر خفیہ ذرائع نے اسکے باہر ملک جانے کی تصدیق کردی تھی لہٰذا ان کا کراچی میں ٹھہرنا ممکن نہ تھا اگلے دن رات کو ان کی بھی اسلام آباد روانگی تھی۔بارات کی رات کے بعد بالاج کو وہ اب نظر آئی تھی مہرون کرتا پجامے پر شیفون کا ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے بالوں کی پونی ٹیل بنائی ہوئی عباد کا ہاتھ پکڑے کار سے اتر رہی تھی وہ لوگ اسد وغیرہ کو ایئرپورٹ چھوڑنے آئے تھے جبکہ بالاج اپنی کار کے پاس کھڑا انہی کا انتظار کر رہا تھا۔
"اس قدر خاموشی کے بعد تو مجھے لگ رہا ہے کوئی طوفان آئے گا۔" صارم بہت آہستہ سے بڑبڑایا تھا بالاج نے دانت پیستے ناگوری سے اسے دیکھا۔

"مذاق کررہا ہوں"اسکی نظروں سے فوراً سنبھلا اور اسکے ساتھ ائیرپورٹ کے اندر کی جانب بڑھ گیا،

"نینی ناراض ہو بہت؟"اسد اسے باقی سب سے تھوڑا دور لے آیا تھا کیونکہ وہ ٹکٹس اور پاسپورٹس کے چکر میں اتنا الجھا تھا کہ اس سے بات کرنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا تھا۔

"نہیں میں کیوں ناراض ہو نگی؟"وہ اسے دیکھنے کے بجائے اردگرد سے گزرتے لوگوں کو دیکھتے لب مسلسل کاٹ رہی تھی جیسے اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش میں ہو۔

"نینی۔۔۔"اسکا رخ اپنی جانب کرتے سینے سے لگالیا جانتا تھا اسکی چھوٹی سی گڑیا ان سب سے بہت خفا تھی۔۔۔

"آئی ایم سوری میرا بچہ۔"اسکے بالوں پر پیار کرتے محبت سے بولا اور دانین حسن کے تمام بندھ بھائی کی باہوں میں آکر ٹوٹ پڑے یکدم ہی سسک اٹھی تھی۔

"مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔۔۔بھائی میں... میں کیسے رہوں گی یہاں اکیلی۔"اسکے سینے میں منہ چھپائے معصوم بچے کی طرح بولی۔

"کیوں میری جان اکیلی کیوں ہوگئی آنٹی ہیں، رودابہ ہے، بالاج ہے، اتنے سارے اسکے اپنے بن گئے اب تو"اسکی پیٹھ سہلاتے بولا وہ اسی پل اس سے الگ ہوئی۔

"وہ میرے نہیں بلکہ آپ کے اور ماما کے اپنے ہیں تبھی تو ان کے پاس چھوڑ کر جارہے ہیں مجھے۔" ہتھیلی کی پشت سے آنسو رگڑتے غصے سے بولی اسد کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"میری بھولی بچی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ بیسٹ ہے تمہارے لیے،اب رونا بند کرو اب شاباش۔" اس کا ماتھا چوم کر خفا خفا سا چہرہ دیکھا۔

"اسد ریسیپشن پر تیرا نام کال ہوا ہے"کافی دیر سے کھڑے بالاج کو ان دونوں بہن بھائیوں کو ایک دوسرے میں مگن دیکھ کر مداخلت کرنی پڑی،دانین نے جھٹ اپنے آنسو صاف کیے۔

"ہاں آرہا ہوں'نینی ماما سے بات کرلو اوکے"اس کا گال تھپک کر بالاج کے ساتھ آگے بڑھ گیا جبکہ وہ بھی صبوحی بیگم کے پاس آگئی جو انہی دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"میری بیٹی ناراض ہے"اسکی ٹھوڑی پکڑ کر پیار سے بولیں تو وہ نفی میں سرہلاتی ان کے گلے سے لگ گئی۔

"آئی ول مس یو ماما"نم لہجے میں کہتی ان کی آنکھیں بھی بھگو گئی۔

"میری اچھی بچی ہے میری نینی تو اپنا خیال رکھے گی نا۔۔۔"محبت سے بولیں جسے چھوڑ کر بہت دور جارہیں تھی وہ نم آنکھوں سے سر ہلاتی ان کے کندھے پر سر

رکھ گئی۔۔۔پھر ان کی فلائٹ کا وقت ہوا تو دانین ایک بار پھر سب کے گلے لگ کرخوب روئی تھی انہیں رخصت کر کے واپسی پر وہ بالکل خاموشی سے دوڑتی بھاگتی گاڑیوں کو دیکھتی رہی کیونکہ ڈرائیونگ بالاج ذوالفقار کررہا تھا جو اسکے لیے دنیا کی سب سے قابلِ نفرت ہستی تھا، بالاج نے بس ایک نظر اسے دیکھا تھا پھر سر جھٹکتا ڈائیونگ کی طرف متوجہ ہوگیا۔

☆☆☆☆☆

آج وہ لوگ اسلام آباد پہنچے تھے مگر بالاج کو وزیرستان جانے کے اورڈرز مل گئے تھے اسی لیے وہ سیدھا ہیڈ کوارٹر سے ویزرستان روانہ ہوگیا تھا جبکہ دانین ان دونوں کے ساتھ "بالاج مینشن" آگئی تھی ابھی ان کی گاڑی پورچ میں رکی تھی جب ایک گارڈ نے آکر دروازہ کھولا۔

"سلام بیگم صاحب" بہادر خان نے جھٹ سلام کیا مگر گاڑی سے اترتی ایک نئی مہمان کو دیکھ کر خاموش سا ہوگیا۔

"وعلیکم سلام 'آؤ بیٹا" اسے جواب دے کر دانین کو اپنے ساتھ لگاتیں رودابہ کے ساتھ اندر لے آئیں وہ کچھ جھجھک بھی رہی تھی ان کے اتنے خلوص پر جبکہ اب تک اس نے ایک بار بھی ان سے صحیح طرح بات نہیں کی تھی یکدم ہی اسے شرمندگی نے آگھیرا گھر میں داخل ہوئیں تو دانین اس بات کا فیصلہ نہ کرسکی کہ وہ

گھر تھا یا محل پورے لاؤنج میں ہر چیز خوبصورت اور قیمتی تھی ابھی وہ لاؤنج کا جائزہ ہی لے رہی تھی جب کسی نے گھمبیر آواز میں سلام کیا گیا۔

"وعلیکم اسلام ذوالفقار آپ بھی حد کرتے ہیں بہو کراچی سے اسلام آباد آئی ہے اور آپ ائیرپورٹ بھی نہیں آئے" انہوں نے ناراضگی سے کہا، وہ شادی کی رات ہی انہیں تمام تفصیلات سے آگاہ کرچکی تھیں اور ان کے فیصلے پر ذوالفقار صاحب کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔

"بھئی بہت معذرت میری بیٹی کو میں لینے نہ آسکا" ان کے برابر میں کھڑی دانین کو دیکھ کر شفقت سے بولے۔

"یہاں آؤ میرے پاس" انہوں نے اپنے پاس بلایا تو وہ کچھ جھجھک کر ان کے قریب آگئی۔

"میرے بہترین دوست حسن کی نشانی ہو تم دانین اور اب میری بہو ہو اس لیے اسے اپنا ہی گھر سمجھنا بیٹا" اسے اپنے گلے سے لگا کر شفقت سے بولے تو اسکی آنکھیں خود بخود نم ہونے لگیں۔

"یار دانین زبان کراچی چھوڑ کر تو نہیں آگئیں کیونکہ تمہاری اتنی خاموشی مجھے ہضم نہیں رہو رہی" روادبہ چہک کر بولی جبکہ دانین جھینپ سی گئی تھی۔

"تو تھکی ہوئی ہے بچی تمہاری طرح آتے ہی شروع ہو جائے؟" جویریہ بیگم گھور کر

بولیں۔

"ہاں ریسٹ کرو بیٹا آپ ڈنر پر تفصیل سے بات ہو گی۔" ذوالفقار صاحب کے کہنے پر جویریہ بیگم نے اسے رودابہ کے ساتھ اوپر بھجوا دیا تھا۔

"یہ رہا تمہارا کمرا اس میں لیٹو بیٹھو سیٹنگ چینج کرو جو جی میں آئے کرو۔" ایک بڑے سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی جو بلیک اینڈ وائٹ تھیم سے ڈیکور کیا گیا تھا وہ دل ہی دل میں داد دیئے بغیر نہ رہ سکی تھی۔

"چلو میں بھی کمرے میں جا رہی ہوں بہت تھک گئی ہوں تم بھی ریسٹ کرو تمہارا سوٹ کیس پہلے ہی رکھوا دیا ہے موم نے یہاں اوکے۔" اسکے گال پر کس کرتی باہر نکل گئی۔

اس نے ایک گہری سانس بھر کر دروازہ بند کیا، سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر کرے تو کیا کرے وہ صرف ایک شخص کی وجہ سے ان پر خلوص لوگوں سے کبھی بھی بدسلوکی نہیں کر سکتی تھی لیکن کرے بھی تو کیا؟ کیا ایک فیملی ممبر کی طرح ساتھ رہے؟ مگر اس شخص کو تو قبول نہیں کیا تھا اس نے۔۔۔اور صرف اس نے کیا بالاج ذوالفقار بھی اسے کسی صورت قبول کرنے والا نہ تھا یہ بات تو وہ بھی اچھی طرح سے جانتی تھی، پورے کمرے کو خالی الذہنی سے دیکھ رہی تھی بلا ارادہ ہی الماری کھولی تو پوری جینٹس ڈریسز سے بھری تھی دل پوری شدت سے دھڑکا تھا۔

"اسکا مطلب یہ اس کا کمرا ہے۔" سرگوشی میں بولی اور دانت پیس کر کبڈ بند کی مگر بے بسی سی بے بسی تھی وہ چاہ کر بھی دوسرے کمرے کی فرمائش نہیں کر سکتی تھی۔ لب بھینچتے بیگ کھول کر کپڑے نکالے اور واشروم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

☆☆☆☆

"آنٹی میں اندر آجاؤں" ان کے کمرے کے دروازے پر کھڑے دستک دی

"ارے آؤ نا بیٹا" اپنے بیگ کی زپ بند کرتیں پیار سے بولیں

"آپ جارہی ہیں کہیں" انکی تیاری دیکھ کر بولی

"ہاں بہت دن ہوگئے کلب گئے آج سوچ رہی ہوں چکر لگا لوں' تم بھی ساتھ چلو بور ہوجاؤ گی گھر پر"

"نہیں تھینک یو آنٹی وہ۔۔۔مجھے بات کرنی تھی آپ سے" کچھ جھجھک کر بولی جو بات کہنے جارہی تھی اسکے لیے ڈھیر ساری ہمت بھی چاہیے تھی

"ہاں بولو بیٹا اور اتنا فورمل بی ہیو بالکل بھی مت کرو ماں ہوں میں بھی تمہاری" اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھاتیں ڈپٹ کر بولیں دانین کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی

"وہ۔۔میں اگر الگ روم میں رہوں..

"بالکل نہیں" اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ ٹوک گئیں تھی دانین نے

گھبرا کر انہیں دیکھا مگر چہرے پر پہلے جیسے نرم تاثرات ہی تھے

"میں ہر بات سے آگاہ ہوں دانین جو کچھ بالاج نے مشن کے چکر میں تمہارے ساتھ کیا۔۔۔۔"وہ ایک پل کے لیے رکی تھیں

"لیکن تم خود اپنے دل سے انصاف کرو کیا بالاج نے غلط کیا تھا؟"آج جواب دینے کی باری دانین حسن کی تھی وہ اپنا سر جھکا گئی

"مگر ان کا طریقہ غلط تھا اور میں نے تب بھی کہا تھا میں بے قصور ہوں"

"مگر سی ڈی آپ کے پاس سے ہی نکلی تھی نا"وہ پھر وہیں آگئیں دانین سختی سے اپنے لب بھینچ گئی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی تھی کیونکہ بس یہ ہی نکتہ تھا جہاں اسکی تمام دلیلیں رد ہو جاتی تھیں اور بالاج ذوالفقار صحیح ثابت ہو جاتا تھا اسی وجہ سے دن بدن اس کا غصہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"بیٹا میں جانتی ہوں بالاج کا طریقہ غلط تھا اسے بالکل تمہیں ایسے اغواء نہیں کرنا چاہیے تھا مگر سوچو اگر تم اللہ نہ کرے ان لوگوں کے بجائے اس گینگ کے ہاتھ لگ جاتیں تو کیا ہوتا تمہاری فیملی کا"ان کی بات پر اس نے تڑپ کر انہیں دیکھا

"آنٹی مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ عورت ایک گینگ چلا رہی ہے میں بالکل لاعلم تھی اس سب سے"آنکھوں سے خود بخود آنسو نکل پڑے تھے

"اللہ نے تمہیں صحیح وقت پر آگاہ کر دیا کیا یہ کافی نہیں ہے بیٹا"اسکے آنسو صاف

کرتیں شفقت سے بولیں

"میں جانتی ہوں تمہیں میرے بیٹے پر بہت غصہ ہے اور ہونا بھی چاہیے مگر اس غصے کی وجہ سے تمہیں تمہارے مقام سے ہٹنے کی اجازت بالکل نہیں دونگی۔۔تم بیوی ہو اب اسکی اور میری پیاری سی بہو اور تمہارا مقام بالاج کا کمرا ہی ہے سمجھ آئی" بہت پیار سے اسکے دماغ میں ایک ایک بات پرو رہی تھیں مگر وہ یہ کیسے کہتی کہ اگر آپ کا بیٹا ہی مجھے قبول نہ کرے تو کہاں جاؤں؟ مگر خاموشی سے سر ہلا گئی

"شاباش۔۔۔" اسکی فرمانبرداری پر وہ قربان ہوگئی تھیں

"چلو میں ایک ڈیڑھ گھنٹے تک آجاؤں گی تب تک رودابہ بھی انسٹیٹیوٹ سے واپس آجائے گی ٹھیک ہے" اس کا گال تھپک کر باہر نکل گئی تھیں اور اس لمحے وہ خود کو کافی ہلکا پھلکا محسوس کررہی تھی،ان کے جانے کے بعد وہ نیچے کچن میں آگئی ہر ٹائم کا کھانا جویریہ بیگم کی نگرانی میں شیف بناتا تھا اب بھی وہی شیف اور ایک ملازمہ رات کے کھانے کی تیاری کررہے تھے۔

"بی بی کچھ چاہیے آپ کو" اسے کچن میں داخل ہوتا دیکھ ملازمہ نے مودب انداز میں پوچھا دانین کو نجانے کیوں اس پل بہت ہنسی آئی تھی کیونکہ اپنے گھر میں جب بھی کچن میں جاتی تھی ہمیشہ صبوحی بیگم سے کسی نہ کسی کام کا اورڈر ہی ملاتا تھا۔

"ہاں مجھے الفریڈو پاستہ بنانا ہے اس کے انگریڈینس چاہیں" مسکرا کر بولی تو شیف زبیر

نے حیرت سے بانو کو دیکھا

"کیا ہوا نہیں ہیں انگریڈیئنس؟"ان کی ہونق شکلیں دیکھ کر وہ خود ہی بول پڑی وہ دونوں ہی گڑبڑا گئے

"میم آپ کیوں زحمت کررہی ہیں ہم بناکر دے دیتے ہیں آپ کو"زبیر مودبانہ انداز میں بولا اسے جویریہ بیگم سے ڈنڈے نہیں کھانے تھے اس نئ نویلی لڑکی سے کام کروا کر

"کیوں تم لوگوں کو شک ہے کہ میں اچھا نہیں بناؤں گی"مشکوک انداز میں دونوں کو گھورا بھلا ایسا کبھی ہوا تھا کہ وہ خود کچھ بنانے کو کہہ رہی تھی اور دوسری جانب سے نہ ہوجائے

"نہ۔۔نہیں میڈم بٹ جویریہ میڈم ہمیں ڈانٹیں گی کہ آپ سے کام کیوں کروایا"اس نے جھٹ صفائی پیش کی دانین کے ماتھے کے بل بھی خود ہی کم ہوگئے تھے

"ارے کچھ نہیں کہیں گی تم بس سامان دو مجھے"اپنے ٹوپ کی سلیوز اونچی کر کے ایپرن باندھنے لگی وہ دونوں بھی مسکرا کر کندھے اچکا تھے۔۔

☆☆☆☆☆

شاید ہی کبھی ایسا ہوا ہو کہ اس کا فون اون ہو اور اسکے کال کرنے کے باوجود وہ رسیو نہ کرے مگر اب ایسا کیا مختلف ہو گیا تھا یا اس سے ایسی کونسی غلطی سرزد ہوگئی تھی کہ وہ ستم گر ایسی چپ کی مار مار رہا تھا ہاتھ میں موبائل تھامے اس کا نمبر گھور رہی تھی کال جارہی تھی مگر وہ اٹھا نہیں رہا تھا جب ہی کمرے میں دستک ہوئی۔

"آجائیں" آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے بمشکل بولی۔

"بیٹا کیا بات ہے تم تو جویریہ کی طرف جانے کا کہہ رہی تھیں، گئی نہیں؟" فوزیہ بیگم نے اسے ایسے ہی بیٹھے دیکھ حیرت سے پوچھا۔

"جی چلیں آپ چل رہی ہیں" اٹھتے ہوئے ان سے پوچھا۔

"نہیں میری کلب میں ملاقات ہوگئی تھی تم جاؤ ویسے بھی تمہارے بابا ایک جگہ انوائیٹڈ ہیں جانا ہے وہاں" ان کے اسکیجوئل بتانے پر وہ بھی سر ہلاتی باہر نکل گئی پورچ میں پہنچی ہی تھی جب ڈاکٹر حماد کی کار آکر رکی، ذہنی طور پر اتنی ڈسٹرب تھی کہ انہیں دیکھنے کے باوجود بھی سلام نہ کرسکی اور اپنی کار کی جانب بڑھ گئی

"مجھے نہیں پتہ تھا میرے جانے کے بعد اتنی بےمروت ہوجائیں گی آپ کہ حال احوال دور کی بات سلام سے بھی جائیں گی" ان کے میٹھے سے طنز پر آنکھیں میچ کر کھولیں اور پلٹ کر انہیں دیکھا جو لبوں پر ہلکی مسکان لیے اسے ہی دیکھ رہے تھے

"آئی ایم سوری۔۔۔میں جلدی میں تھی دیکھ نہ سکی"

"حیرت ہے کیا آپ کو چھ فٹ کا انسان نظر نہیں آیا"مصنوعی حیرت سے اسے دیکھا لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی

"ہاں شاید گلاسز لگانے پڑیں گے آپ کی طرح اب" نفی میں سر ہلاتے بہت دکھ سے بولی سمجھ گئی تھی وہ بس تنگ کرر ہے ہیں

"کیا پوچھ سکتا ہوں کون خوش قسمت ہے جس کی سوچ اتنی زور آور ہے کہ باقی سب کچھ دھندلا گیا ہے"اس بار ان کا لہجہ مختلف تھا عدن نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"جس دن آپ اپنی ڈائری کے راز ڈسکلوز کردیں گے میں بھی اپنے سیکریٹس آپ سے شیئر کردوں گی"عدن کے پراسرار لہجے پر وہ شاکڈ رہ گئے تھے جیسے اس جواب کی توقع نہ تھی پھر بہت جاندار مسکراہٹ ان کے لبوں پر آئی تھی

"بہتر ہے تم اپنے کام سے جاؤ"ہنستے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئے جبکہ عدن کو اب اس ڈائری میں ان کی پوشیدہ محبوبہ کے رازوں کا پکا یقین ہوچکا تھا۔

☆☆☆☆

اس کی بنائی ہوئی ڈش سب کو بہت پسند آئی تھی اور اپنی بنائی گئی چیز کی تعریف سن کر وہ جیسے کھل اٹھی تھی اسکی معصومیت دیکھ کر جویریہ بیگم بس مسکرارہیں

تھی جس کا اتنی سی بات پر اسکی خاموشی اور افسردگی کا خول ٹوٹ گیا تھا اور اب رودابہ سے بالکل نارمل انداز میں بات کررہی تھی، وہ مسکراتے ہوئے کھانے کی جانب متوجہ ہوگئیں۔

"دانین میں تمھیں سینٹورس لے کر چلوں گی کیا زبردست ونٹر کلیکشن آیا ہے۔"رودابہ کب سے اسلام آباد کی جگہوں کے بارے میں اسے بتارہی تھی

"یہ سینٹورس بھی کوئی مال ہے یار شروع ہوتے ہی ختم وہاں ٹوٹل چار پانچ دکانیں ہی تو ہیں کیا چوز کرو گی"ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے بولی

"او ہیلو جو بھی ہے برینڈڈ ہے سمجھ آئی تمھارے کراچی کی طرح لوکل نہیں ملتا"وہ تو آستیں ہی چڑھا گئی تھی دانین کھکھلا کر ہنس پڑی ذوالفقار صاحب اور جویریہ بیگم اپنی مسکراہٹ ضبط کیے بس دونوں کی سن رہے تھے۔

"پاگل کراچی میں برینڈز چھوڑو مالز ہی اتنے ہیں پورا دن گزر جائے گا کاؤنٹنگ میں"اسے مزید سلگایا

"کوئی نہیں ٹریفک جیم میں ہی دن سے رات ہوتی ہوگی وہاں کا ٹرانسپورٹ سسٹم ٹھیک نہیں"ہنستے ہوئے پلیٹ میں پاستہ نکالا۔

"اوبوئیسلی منی پاکستان ہے عوام ہے وہاں اسلام آباد کی طرح تھوڑی پبلک پلیس پر بھی پبلک کو ڈھونڈنا پڑے۔"لب کا کونہ دبا کر کہتی بہت پیاری لگی تھی۔

"موم کل لے کر جاؤں گی اسے اور دیکھاؤں گی اپنا اسلام آباد" اسے گھورتے شان سے بولی وہ بھی مسکراتے ہوئے کھانے کی جانب متوجہ ہوگئی۔

"اسلام وعلیکم" سلام کی آواز پر چاروں نے چونک کر انٹرینس کی طرف دیکھا تھا۔

"ارے عدن آئی ہے بھئی" ذوالفقار صاحب خوشگوار لہجے میں بولے۔

"کیا بات ہے بھئی ڈنر ہورہا ہے" مسکراتی ہوئی وہیں آگئی۔

"ہاں آؤ بیٹا جوائن کرو ہمیں۔" جویریہ بیگم مسکرا کر بولیں ایک نظر دانین کو دیکھا جو نا سمجھی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی عدن کی نگاہ جب خود کو تکتی اس معصوم سی موٹی آنکھوں والی گڑیا پر پڑی تو اس نے چونک کر جویریہ بیگم کو دیکھا اور یہ لمحہ انہیں بہت مشکل لگا تھا۔

"عدن ان سے ملو یہ میری فرینڈ کی بیٹی دانین کراچی سے آئی ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر اسے بتایا جبکہ دانین اور دونوں باپ بیٹی نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا جو اسکی اصل پہچان چھپا گئیں تھی۔

"اوہ ہیلو نائس ٹو میٹ یو دانین۔" اپنا نازک سا ہاتھ اسکے سامنے کیا اس نے چونک کر اس دلکش لڑکی کو دیکھا اور ہاتھ تھام لیا۔

"سیم ٹو یو" آہستہ سے کہتی کھانے کی جانب متوجہ ہوگئی جویریہ بیگم جانتی تھیں کہ اس وقت دانین کیا سوچ رہی تھی مگر جو کام ان کے بیٹے کو کرنا تھا وہ خود نہیں

کرنا چاہتی تھیں۔

"اور آنٹی کیسا رہا آپ کا ٹور؟" وہ تفصیل پوچھنے لگی اب ٹیبل پر وہ اور جویریہ بیگم گفتگو کررہی تھیں رودابہ اور ذوالفقار صاحب بھی کچھ حصہ لے لیتے جبکہ وہ بس خاموشی سے سب کو سن رہی تھی یا کبھی کبھی ایک ہلکی سی اسمائل پاس کردیتی تھی، ذوالفقار صاحب اپنا فون سننے کے لیے ایکسکیوز کرتے اٹھ گئے تھے۔

"ایک فیملی ممبر کم ہے کیوں؟" پانی کا سپ لیتی عام سے لہجے میں بولی مگر اسکے لہجے میں چھپا اضطراب وہ جان گئی تھیں۔

"بیٹا نجانے کونسا کام تھا وزیرستان جا بیٹھے ہیں اب وہ۔" انہوں نے بھی عام سے انداز میں بتا دیا۔

"ہاں شاید وہاں سگنل کا مسئلہ ہوگا تبھی میری کال ریسیو نہیں کی۔" مسکرا کر جیسے خود کو تسلی دی جبکہ دانین اس کے ذکر پر اکتا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"بیٹا دانین تم نے کھایا کیا ہے" اسے اٹھتا دیکھ کر بولیں۔

"نہیں آنٹی آپ لوگ کھائیں میرا پیٹ بھر گیا ہے اینڈ عدن نائس ٹو میٹ یو" میٹھی سی مسکراہٹ اسے دے کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ عدن نے اسکے ہاتھ پاؤں کی مہندی کو کچھ چونک کر دیکھا تھا پھر سر جھٹکتی دوبارہ رودابہ اور جویریہ بیگم سے باتوں میں لگ گئی۔۔

☆☆☆☆☆

دو ہفتے ہو چکے تھے اسے یہاں آئے کچھ کام ایجنسی سے متعلق بھی تھا اور کچھ اسے اسلام آباد سے دور بھی رہنا تھا مگر یہ سلسلہ کب تک جاری رہنا تھا وہ کب تک حقیقت سے بھاگ سکتا تھا۔۔۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ زندگی اسے اس موڑ پر لے آئے گی کہ عدن بشیر کی کال ریسیو نہ کرے اس نے کبھی عدن سے کوئی وعدے وعید نہیں کیے تھے جو وہ اس سے کتراتا پھرتا مگر کچھ تھا ان کے درمیاں جو بغیر کہے سنے ہی طے ہو چکا تھا اور یہی بات بالاج ذوالفقار کو چین نہیں لینے دے رہی تھی، عدن نے اس سے محبت کی تھی اور یہ بات وہ شروع دن سے جانتا تھا اگر دانین حسن بیچ میں نہ آتی تو اس نے اسی سے شادی کرنی تھی مگر اب وہ لڑکی بیچ میں آچکی تھی۔۔۔اور وہ بھی زبردستی۔۔۔۔

"بدتمیز۔۔۔"دانین کے ساتھ ہوئے پچھلے تلخ واقعات ذہن میں آئے تو اسکے منہ سے بس اتنا ہی نکلا تھا وہ ایک پرسکون اور تہذیب آفتہ ماحول میں پرورش پانے والا شخص تھا جسے دانین کی بدتمیزیوں نے حد سے زیادہ نالا کر دیا تھا وہ چاہ کر بھی اس لڑکی کے بارے میں کوئی خوش کن خیال نہیں لاسکتا تھا، اپنی سوچوں میں الجھا ڈرائیونگ کر رہا تھا جب ہی اس کا فون بج اٹھا۔

"اسلام و علیکم بابا"لبوں پر ہلکی مسکراہٹ آئی تھی جو اسکی بڑھی ہوئی شیو پر کافی جچی تھی۔

"وعلیکم اسلام برخوردار آخر کب تک وادیوں میں گھومنے کا ارادہ ہے"

"کہیں ایک بار آج ہی چلا آؤں گا"مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

"ماں سے کب تک ناراض رہنا ہے بھئی"

"آپ جانتے ہیں میں ان سے ناراض نہیں رہ سکتا"

"تو پھر کیوں بھاگ رہے ہو اسٹینڈ لے ہی لیا ہے تو تھوڑی ہمت اور سہی"

"وہ تھوڑی ہمت اکھٹی کرنے ہی یہاں آیا تھا"

"تو بس واپس آؤ اب تمہاری ماں تمہارے ہجر میں دبلی ہورہی ہیں"وہ خشمگین لہجے میں بولے بالاج اپنا قہقہہ ضبط نہ کر سکا

"جلن ہورہی ہے آپ کو"

"ہاں بہت پوزیسو ہوں اس معاملے میں میں"

"چلیں ٹھیک ہے نکالتے ہیں اسکا بھی اللہ حافظ"گہری سانس بھر کر موبائل ڈیش بورڈ پر ڈالا اور گاڑی کی اسپیڈ بڑھادی تھی۔۔

☆☆☆☆

"میری تو سمجھ نہیں آرہا یہ امنحوس کھیل رہے ہیں یا رینگ رہے ہیں کرنٹ رن

ریٹ دیکھو کتنا کم ہے" ردا تپ کر بولی وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھی میچ دیکھ رہیں تھی جبکہ جویریہ بیگم اور ذوالفقار صاحب سونے جاچکے تھے، ان گزرے دو ہفتوں میں دانین کافی حد تک گھل مل گئی تھی جس میں زیادہ ہاتھ رودابہ کا ہی تھا فارحہ بھی ایک دو بار آچکی تھی مگر آج کل وہ اپنی شادی کی تیاریوں میں مگن تھی جو اگلے ماہ ہونے کو طے پائی تھی،جویریہ بیگم نے اس دن ڈائننگ ٹیبل والی بات کے بارے میں اس سے کچھ ڈسکس نہ کیا تھا اور نا ہی اس نے کوئی ذکر کرنے کی کوشش کی۔۔۔اسے ضرورت بھی کیا تھی بھلا!! صبوحی بیگم اور ماہین سے بھی اسکی تقریباً روز ہی بات ہوجاتی تھی۔وہ لوگ وہاں کافی حد تک اڈجسٹ ہوچکے تھے۔

"میری تو دعا ہے اللہ تعالیٰ بارش کرادے ورنہ ان سے تو کچھ نہیں ہونے والا" اپنی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے اکتا کر بولی بے بی پنک گھٹنوں تک آتے ٹاپ اور وائٹ پجامے میں چھوٹی سے گڑیا لگ رہی تھی

"میں تو کہہ رہی ہوں سونے چلتے ہیں صبح ایف بی پر اکھٹے گالیوں کے کومینٹس پڑھیں گے" کشن گود میں رکھ کر جمائی روکتی بولی، دانین وہیں صوفے پر نیم دراز ہوگئی رات کا ایک بج رہا تھا تمام نوکر بھی اینکسی میں جاچکے تھے۔

"یہ آفریدی کو پتہ نہیں کیا پڑی تھی اتنی جلدی ریٹائرمنٹ لینے کی اِیٹلیسٹ کچھ ہوپ تو رہتی تھی"

"ڈک پر آؤٹ ہونے کی" رودابہ کھکھلا کر بولی جبکہ وہ بس گھور کر رہ گئی تھی.

☆☆☆☆

رات دو بجے کے قریب گھر میں داخل ہوا تو پورے گھر میں خاموشی کا راج تھا دروازہ بند کر کے لاؤنج میں آیا تو ایل ای ڈی کی لائٹ پورے لاؤنج کو روشن کر رہی تھی جس پر کرکٹ ایکسپرٹس بیٹھے تبصرے کر رہے تھے اس نے حیرت سے اسکرین دیکھی کیونکہ رات کے دو بج رہے تھے اور اتنا خبطی گھر میں کوئی نہ تھا کہ جاگ کر میچ دیکھتا ایل ای ڈی اوف کرنے قریب آیا تو اس خبطی وجود پر بھی نظر پڑی جس کا ایک ہاتھ صوفے سے نیچے لٹک رہا تھا اور دوسرا پیٹ پر تھا جبکہ دوپٹہ صوفے کی بیک پر ڈالے مست نیند سو رہی تھی، بالاج نے سختی سے اپنے لب بھینچے ایک خیال تو آیا کہ لعنت بھیجے مگر صبح تک اسکا اس حال میں سونا قطعاً منظور نہ تھا کیونکہ نوکر سات بجے سے ہی کام پر لگ جاتے تھے۔

"اٹھو روم میں جاؤ اپنے" اس کا کندھا ہلا کر اٹھانا چاہا مگر وہ کسمسا کر پیٹ پر رکھا ہاتھ منہ پر رکھ گئی

"اٹھو مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ" اس بار قدرے جھک کر اس بازو زور سے ہلایا جو دانین حسن کو بالکل پسند نا آیا تھا۔

"کیا ماما۔۔۔ نہیں اٹھ رہی ابھی" رخ موڑتے جھنجھلا کر بولی ہاتھ بالاج ذوالفقار کی

ناک کی تواضع کر گیا تھا۔

"بس بہت ہوگئی"تپ کر اپنی ناک کو سہلایا اور اسے جھنجھوڑ کر ڈائریکٹ کھڑا کر دیا وہ ایکدم ہڑبڑا گئی

"اے۔۔کون ہے۔"نیند سے سرخ ہوتی آنکھوں سے ماحول سمجھنے کی کوشش کی تو سامنے اسکی نند کا بھائی کھڑا تھا جس کی سرخ پڑتی آنکھیں اور سختی سے بھینچے جبڑے ایل ای ڈی لائٹ میں واضح نظر آرہے تھے۔

"تم۔۔۔"دانین کے تاثرات بھی سیکنڈز میں بگڑے تھے۔

"آپ۔۔۔۔ سمجھ آئی۔۔۔ تمیز سے بات کرو اور یہ کونسی جگہ ہے سونے کی۔"کڑے تیوروں سے گھورتے سخت لہجے میں بولا جو پورے لاؤنج میں اپنی نند صاحبہ کو ڈھونڈ رہی تھی۔

"تم کون ہوتے ہو مجھے تمیز سکھانے والے اپنے کام سے کام رکھو سمجھ آئی اور میرا جہاں دل چاہے سوؤں۔"اپنا بازو سہلاتے تپ کر اسے دیکھا اور اپنا دوپٹہ اٹھانے کے لیے پلٹی ہی تھی جب بالاج نے اسکی کلائی کمر سے لگا دی۔

"اہ۔۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

"تمہاری کھال مصالحہ مانگ رہی ہے تو ابھی بتادو بہت آسانی سے تم جیسوں کو سیدھا کرنا جانتا ہوں" سرد آواز میں اسکے کان میں سرگوشی کی دانین کو لگا اسکا پورا وجود

جھلس گیا ہو زور سے اپنی دوسری کہنی اسکے پیٹ پر مارنی چاہی جیسے باآسانی اسکی پشت پر لگا گیا۔

"چھوڑو مجھے میں بتاتی ہوں تم جیسے کو کیسے ٹھیک کیا جاتا ہے خود کو کوئی توپ چیز سمجھتے ہو اونہہ"اس کے شکنجے سے آزاد ہونے کی کوشش کرتی دھمکیوں سے نواز رہی تھی بالاج نے حیرت و ناگواری سے اسکی ہمت کو دیکھا۔

"حد میں رہنا اپنی نہیں تو وہ حال کرونگا پناہ مانگتی پھرو گی"زور سے اسے صوفے پر دھکا دیتا تیزی سے وہاں سے نکلا تھا جبکہ وہ کراہ کر رہ گئی تھی۔

"خود ہاتھ پکڑا تھا میں نے کیا کیا تھا"نم آنکھوں سے اپنی دونوں کلائیوں کو ہلکے ہلکے موو کرنے لگی

"انشاءاللہ اللہ پوچھے گا تم سے منحوس۔"اپنا دوپٹہ اٹھا کر رودابہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی کیونکہ اپنے روم میں جانے کی ہمت نہ تھی۔۔

☆☆☆☆☆

"گڈ مارننگ"جویریہ بیگم اور ذوالفقار صاحب کو دیکھتا ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا دونوں نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"کب آئے واپس۔۔۔؟"اس کے آگے جوس کا جگ رکھتیں مسکرا کر بولیں۔

"دو بجے پہنچا تھا آپ سب سو چکے تھے"سینڈوچ کی بائٹ لیتا بے تاثر لہجے میں بولا۔

"رات کو ہی بتادیتے تمہاری موم کو کچھ اطمینان ہوجاتا"ذوالفقار صاحب چھیڑتے ہوئے بولے دونوں ماں بیٹے کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

"اور مشن کی کیا اپڈیٹس ہیں؟"

"بس اس عورت کی ایک حماقت کا انتظار ہے۔"پرسوچ انداز میں کہتا انہیں مشن کی اپڈیٹس دینے لگا تینوں ہلکی پھلکی باتوں کے ساتھ ناشتہ کررہے تھے جب وہ دونوں بھی چلی آئیں۔

"اوہو کیا بات ہے آپ کب تشریف لے آئے۔"روادبہ نے سامنے بیٹھتے حیرت سے بھائی کو دیکھا جبکہ وہ خاموشی سے اسکے برابر میں بیٹھ گئی تھی۔

"رات کو آیا تھا جب تم کرکٹ ایکسپرٹس کو سنتے سنتے سوگئی تھیں۔"طنزیہ نگاہ خاموشی سے ناشتہ کرتی دانین پر ڈالی۔

"اوہ۔۔ہاں دانین تم نے بتایا نہیں کون جیتا؟بھائی میں آپ کو بتا نہیں سکتی کل کتنا برا پرفوم کیا تھا ہمارے پلیئرز نے"وہ تاسف سے اسے کل کے میچ کی تفصیلات بتانے لگی۔

"کس گدھے نے کہا تھا سیریز میچز دیکھو ایسے ہی خوار ہونا ہوتا ہے"اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو دانین نے ایک ترش نظر اس پر ڈالی مگر وہ اس کی جانب متوجہ نہ تھا۔

"آج فارحہ کی طرف چل رہی ہو نا دانین اس نے خاص طور پر تمہیں بلایا ہے"جویریہ بیگم نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی سر اثبات میں ہلاتی مسکرادی، اسکی شادی کے دن قریب آرہے تھے اور ان لوگوں کو اپنی شاپنگ دیکھانے کے لیے بلایا تھا۔ناشتے کے بعد وہ ٹیبل سے اٹھ رہی تھی جب جویریہ بیگم نے اسے روک لیا باقی سب بھی اٹھ چکے تھے۔

"دانین روودابہ کے کمرے میں سوئیں تھی تم کل؟"ان کی بات پر وہ گڑبڑا سی گئی اب بھلا کیا بتاتی

"میں۔۔میں خود نہیں گئی تھی وہ ایکچوئلی۔۔۔انہوں نے روم لاک کردیا تھا میں جاہی نہیں سکی جبکہ میں نے ناک بھی کیا تھا مگر۔۔۔"معصومیت سے کہہ کر سر جھکا گئی

"اچھا بیٹا آپ جاکر تیار ہو ہم تھوڑی شاپنگ کرآتے ہیں پھر چلیں گے فارحہ کی طرف"اس کا گال تھپک کر پیار سے بولیتں، وہ نظریں چراتی فوراً اوپر کی جانب بڑھ گئی۔جویریہ بیگم نے پرسوچ نظروں سے اسے جاتا دیکھا اور خود بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں

"تمہیں تو میں بتاتا ہوں دانین حسن"دانت پیستا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔وہ ٹیبل سے اپنی کیز اٹھانے آیا تھا مگر ان دونوں کی گفتگو سن کر رک گیا تھا۔رات کو جب اپنے

کمرے میں ایک عدد فرد کا اضافہ دیکھا تھا تو سمجھ گیا تھا وہ اس کے روم میں شفٹ ہوچکی ہے جس پر اس نے خاموشی بھی اختیار کر لی تھی مگر دانین کے جھوٹ نے اس کا دماغ گھومادیا تھا.روم میں آیا تو وہ کاہی کلر کی گھٹنو تک آتی فراک میں تیار کھڑی اپنے لمبے بالوں میں الجھی تھی بالاج نے دروازہ لاک کیا تو دانین نے چونک کر ڈریسنگ مرر میں اسے دیکھا اور جھٹکے سے پلٹی تھی ایک نظر دروازے کو دیکھا جو لاکڈ تھا پھر اسے نظرانداز کر کے بیڈ کی دوسری سائیڈ سے دوپٹہ اٹھانا چاہا مگر بالاج نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے سامنے کیا تھا

"کہاں جارہی ہو شوہر کی خدمت نہیں کرو گی اتنے دن بعد آیا ہے"اسکی کلائی پر گرفت مضبوط کر کے پیار لٹاتی نظروں سے اسکے دنگ چہرے کو دیکھا

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی"شدید غصے کے الم میں اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا تبھی بالاج نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود سے قریب کرلیا

"کیوں تم نے ہی تو ابھی موم سے کہا ہے کہ تم ناک کرتی رہیں اور میں نے دروازہ نہیں کھولا"اسکے حیران پریشان نقوش کو بہت قریب سے تکتے کھوئے کھوئے لہجے میں بولا دانین کو اپنا سانس اٹکتا محسوس ہوا

"چھوڑو مجھے۔۔میں۔۔میں کیوں کہوں گی اے۔ایسا اب یہ۔۔۔یہ کمرا میرا بھی ہے تم سے اجازت کی قطعاً ضرورت نہیں مجھے"اپنی پوری جان لگا کر اسے دھکا دیا مگر

بالاج نے اسے ایک بار پھر کھینچا تھا دانین کی ہلکی سے چیخ نکلی تھی اسکے بال بالاج کے کندھے پر بکھر گئے

"اچھاااااا۔۔۔پھر تو تم بھی میری ہوئیں مسز دانین بالاج ذوالفقار"تمسخرانہ لہجے میں بولا،دانین کو اپنا گلا سوکھتا محسوس ہوا وہ تو سمجھ رہی تھی وہ اسے قبول نہیں کرے گا

"تمہیں میں جان سے مار دونگی سمجھ آئی اگر ایسی کوئی بکواس کی تو"دبے دبے لہجے میں چیخی بالاج اپنا قہقہہ نہ روک سکا

"اچھا یہ بکواس ہے!! تو تم کیا کرو گی موم کے پاس جاؤ گی میری شکایت لے کر"اسکی گردن کے خم کو انگلی سے ٹریس کرتا اطمینان سے بولا

"دانین موم پوچھ رہی ہیں چل رہی ہو یا نہیں"باہر سے دروازہ پیٹتی روادبہ نے پوچھا۔۔۔دانین چیخنے ہی والی تھی جب بالاج اسکے منہ پر سختی سے ہاتھ جما گیا

"اتنی آسانی سے کیسے بیگم صاحبہ ابھی اپنے ہبی کو تو ٹائم دیں کچھ"طنزیہ مسکراتا بولا تو دانین نے اپنے دانت اسکے ہاتھ پر جمع دیئے مگر بالاج نے روادبہ کے جانے تک ہاتھ نہیں ہٹایا تھا

"بدتمیز جاہل لڑکی"روادبہ کے جاتے ہی اسے بیڈ پر پھینک کر اپنی ہتھیلی کو دیکھا جہاں اسکے چھوڑے سے دانتوں کے نشان جمے تھے دانین نے نم ہوتی آنکھوں سے

اسے دیکھا

"خود ہو جاہل کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا ہاں بولو"روتے ہوئے اسکے قریب آکر گریبان پکڑ لیا بالاج نے حیرت سے اسکے بدلتے روپ کو دیکھا

"کیوں میری زندگی حرام کی کیوں اغواء کیا۔۔۔۔صرف تمہاری وجہ سے۔۔۔تمہاری وجہ سے میری شادی ٹوٹی کیوں کیا تم نے"اس کا گریبان جھنجھوڑتی چیخ اٹھی

"میں نے تمہاری شادی نہیں ٹٹوائی سمجھ آئی وہ تمہارا منگیتر خود چھوڑ کر گیا ہے تمہیں"وہ تو اس الزام پر تنک ہی گیا تھا دانین نے حیرت سے اسکی دیدہ دلیری دیکھی مطلب اسکی نظر میں یہ کوئی بات ہی نہیں تھی

"تمہاری وجہ سے چھوڑ کر گیا ہے وہ، کوئی کرسکتا ہے ایک اغواء شدہ لڑکی سے شادی بولو جواب دو"بولتے بولتے آواز رندھ گئی تھی بالاج نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ لیے تھے

"سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے ہر چیز کے تم قصور وار ہو۔"اس کے سینے پر اپنی انگشت شہادت رکھ کر بولی اور رخ موڑ کر واشروم کی جانب بڑھنے لگی مگر بالاج سامنے آگیا۔

"اچھا اگر میرے بجائے وہ عورت اٹھوالیتی جس کے کام کرتی پھر رہی تھیں تو آج جانتی ہو کہاں ہوتیں دانین حسن۔"اسکے الزامات پر کب سے یکتا لاوا یکدم ہی پھٹا

تھا، اسکے دونوں کندھے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالے تھے۔

"میں۔۔۔میں اسکے لیے کام نہیں کرتی تھی۔"اس الزام پر آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر گرے تھے بالاج نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کیں جیسے اپنا غصہ پینے کی کوشش کر رہا ہو۔

"مگر اپنی کم عقلی سے اس کے کام تو آگئیں نا اگر فارحہ نہ بتاتی کہ اس عورت نے تمہیں بلایا ہے اینویلپ دینے تو کبھی سوچا ہے کیا ہوتا۔"اسے سختی سے تھام کر قریب کرتا دھاڑ اٹھا تھا وہ یکدم ہی ہچکیوں سے رونے لگی۔

"چھوڑو مجھ۔۔مجھے درد ہو رہا ہے"اپنی آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھا کر بے بسی سے بولی، بالاج اسکی بھیگی پلکوں سے بھرے کٹورے نین میں ایک پل کے لیے جیسے کھو سا گیا تھا

"پلیز۔۔۔چھوڑو"اس بار اسکی نظروں کے ارتکاز پر دل بہت تیزی سے دھڑکا تھا وہ یکدم گھبرا کر بولی، بالاج جیسے ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا اور اسے چھوڑتا فوراً کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ وہ اپنی بدلتی کیفیت پر حیران پریشان سی واشروم کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆☆

اپنی سوچوں میں گم کار ڈرائیو کر رہا تھا جبھی عدن کالنگ نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا مال کی پارکنگ میں کار روکتے کال ریسو کی۔

"ہیلو"

"ہیلو۔۔۔بالاج کیسے ہو" دوسری جانب بے قراری سے پوچھا گیا وہ ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا

"ٹھیک ہوں تم سناؤ کیا حال ہیں" عام سے لہجے میں کہتا مال کے اندر داخل ہو گیا صارم نے اسے اپنی شاپنگ کے لیے بلایا تھا۔

"میں۔۔میں بھی ٹھیک ہوں" اسکے بے تاثر جواب پر اس کی آواز بھی بجھ سی گئی تھی جسے بالاج نے شدت سے محسوس کیا تھا مگر اسے کوئی سرا تھما کر مزید بے چین نہیں کر سکتا تھا۔

"اور انکل آنٹی کیسے ہیں جاب کیسی چل رہی ہے تمہاری"

"وہ بھی ٹھیک ہیں" لہجہ ہنوز وہ ہی تھا جیسے اسکے روکھے پھیکے سوالوں میں اسے کوئی دلچسپی نہ تھی

"واپس کب آئے" اسے فارحہ سے اسکی آمد کا پتہ چل چکا تھا۔

"کل رات آیا مگر مجھے نہیں پتہ تھا کہ مس عدن کے اتنے برے موڈ کا سامنا کرنا پڑے گا" اسکے شکوے پر وہ ایکدم کھل اٹھی۔

"تو تم نے کونسی خوشگوار بات کہی اب تک کہ میرا لہجہ بدل جاتا" ایک بار پھر روٹھے ہوئے لہجے میں بولی۔

"ایسی خفا کرنے والی بات بھی نہیں کی" اپنے لیے کافی اورڈر کرتے ایک ٹیبل منتخب کرکے بیٹھ گیا

"میں خفا نہیں ہوں" وہ زور دے کر بولی

"ہونا بھی مت ایک تم ہی تو عقل مند ہو میری فرینڈ لسٹ میں" عدن اس تعریف پر کھکھلا کر ہنسی تھی

"بہت شکریہ اس عزت افزائی کا"

"عدن۔۔۔"

"ہاں" اسکے اس طرح پکارنے پر دھڑکتے دل سے بمشکل اتنا ہی بول سکی

"مجھے بات کرنی ہے تم سے" بالاج کا لہجہ بدلا تھا

"ککیسی بات"

"مل کر بات ہوگی ایسے فاصلے سے بیٹھ کر سنو گی تو میری شکل بھی نہیں دیکھو گی آئندہ" اس بار لہجہ بہت تلخ تھا وہ چونک اٹھی

"ایسی کیا بات ہے" اپنی ہی آواز بہت انجان لگی تھی

"ایسی کوئی خاص بات نہیں تم وقت نکالو بس"

"ٹھیک تو گھر آجاؤ'اوہ ہاں تمہاری ایک گیسٹ بھی تو آئی ہوئی ہے میں ٹھیک سے مل بھی نہ سکی اس سے"اپنے سر پر چپت لگاتے بولی کیونکہ اس دن اپنی ہی الجھنوں میں تھی۔

"گیسٹ... "وہ بہت ہلکا سے بڑبڑایا تھا آنکھوں کے سامنے پھر وہ دو آنسو بھرے نین آگئے، کیسے نین تھے وہ اپنے سحر میں جکڑ لینے والے اپنا قیدی بنا لینے والے!!!اسے لگا آہستہ آہستہ وہ دو نین اسکے گرد ایک جال بُننا شروع ہوگئے ہیں جس میں سے وہ چاہ کر بھی آزاد نہ ہوسکے گا۔۔۔

اس کی آنکھیں بتاؤ کیسی ہیں
جھیل سیف الملوک جیسی ہیں

نجانے کیا ہوا تھا اسے ایکدم چونک کرحال میں آیا دوسری جانب اسکی طویل خاموشی کی وجہ سے رابطہ منقطع ہوچکا تھا۔موبائل ٹیبل پر ڈال کر کافی کے بھاپ اڑاتے مگ کو گھورنے لگا، آج جو حرکت وہ دانین حسن کے ساتھ کرکے آیا تھا اپنی پوری زندگی میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا چاہے مقصد صرف اسے اسکے جھوٹ کی

سزا دینا تھا مگر یہ طریقہ کار اس نے کیوں کر اختیار کیا تھا اس کا جواب خود بالاج ذوالفقار کے پاس بھی نہ تھا۔

"کیا بات ہے ایسے اسٹیچو بن کر کیوں بیٹھا ہے"صارم نے سامنے چیئر پر بیٹھتے حیرت سے کہا بالاج نے ایک ناگوار نگاہ اس پر ڈالی

"جس عذاب سے میں دوچار ہوں نا صارم فاروق اگر ایک پرسنٹ بھی تو محسوس کرلے تو اٹھ کر بھاگ جائے"دوبارہ مگ پر نگاہیں جماتا زہر خند لہجے میں بولا صارم اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ چکا تھا

"بالاج تو جو کرچکا ہے اسکے بارے میں مجھ جیسا کمزور دل سوچ بھی نہیں سکتا یہ بات تو اچھی طرح جانتا ہے"اس نے برملہ اظہار کیا تھا اس کے لبوں پر تمسخرانہ ہنسی بکھر گئی جیسے اپنا ہی مزاق اڑا رہا ہو

"بھاڑ میں گیا یہ جگرا ہم بھی کمزور دل ہی ہوتے تو یہ بکھیڑے ہی نہ ہوتے"

"پھر کیا چاہ رہا ہے اب"اس نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا

"آر یا پار ہی کرنا ہے بس۔۔۔قربان بھی ہو پھر گالیاں بھی سنو اتنا بھی جگرا نہیں ہے بالاج ذوالفقار میں"کھردرے لہجے میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا تھا صارم نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"کہاں؟"

"شاپنگ کروانے بلوایا تھا یا اپنے عقیقے کا کھانا کھلانے اٹھ "اسے گریبان سے پکڑتا کیفیٹیریا سے باہر نکل گیا جبکہ صارم کا زبردست قہقہہ گونجا تھا۔۔

☆☆☆☆

"کیا میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے "ایک خوش شکل لڑکے نے اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتے پوچھا

"نہیں۔۔"مختصر جواب دیتی دوبارہ موبائل کی طرف متوجہ ہوگئی وہ دوپہر سے طوبا کے گھر آئی ہوئی تھی ابھی وہ اسکی چیزیں سمٹواکر گارڈن میں آبیٹھی تھی، طوبا ریفریشمینٹس لینے گئی تھی۔

"لیکن مجھے لگتا ہے کہ آپ دیکھی دیکھی سی ہیں"وہ مصر ہوا دانین نے ایک اکتاہٹ بھری نگاہ اس پر ڈالی

"اچھا تو کیا کروں اگر آپ نے دیکھا ہے تو"

"تو مطلب ہم جان پہچان کے بندے ہوئے نا"آنکھوں میں شرارت لیے معصومیت سے بولا

"میں نے تو بل گیٹس کو عمران خان کو اور زکربرگ کو بھی دیکھا ہے کیا ان سب سے میری جان پہچان ہوگئی۔۔ عجیب پاگل آدمی ہو"تنک کر بولی

"ارے آپ تو ناراض ہوگئیں اب میرا تو کوئی قصور نہیں نا کہ یہ تینوں بکار لوگ

آپ کو نہیں جانتے" مسکرا کر اسکی تپی ہوئی شکل دیکھی جو اسے نظر انداز کر کے دوبارہ موبائل میں لگ گئی۔

"فائز کیوں دماغ کھا رہے ہو میری فرینڈ کا" قریب آتی فارحہ نے گھور کر اسے دیکھا

"اوہ تو یہ تمہاری دوست ہے میں ریڈ رائڈنگ ہڈ سمجھنے والا تھا انہیں" اپنی کم عقلی پہ سر نفی میں ہلاتا بولا، دانین نے حیرت سے اسے دیکھا تھا جبکہ فارحہ اپنی ہنسی نہ روک سکی کیونکہ اس وقت دانین ریڈ فراک اور چوڑی دار پجامے میں ریڈ رائیڈنگ ہی لگ رہی تھی اور ٹیبل پر فرٹ باسکٹ رکھی تھی جس میں ڈھیر سارے سیب بھرے تھے۔

"آپ ایسا کریں یہ باسکٹ لے کر کھڑی ہو جائیں اور ساتھ چلتے ہیں تاکہ کوئی وولف بھی نہ چھیڑے۔" باسکٹ اسکے آگے کھسکاتا آنکھ مار کر بولا۔

"فارحہ چپ کراؤ اسے نہیں تو یہ پوری باسکٹ اس پر الٹ دوں گی" غرا کر بولی۔۔۔فارحہ نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکے کندھے پر ہاتھ مارا۔

"میں شکایت کر دوں گی ماما سے اب، جاؤ یہاں سے چلو" اسکو مسکراتی نظروں سے تکتے فائز کو دھمکی دی۔

"اچھا نا انٹرو تو کروا دو ہمارا۔۔۔بھگانے میں لگی ہو۔" ڈپٹ کر بولا دانین نے حیرت سے اسے دیکھا

"اوہ۔۔دانین یہ میرا پھپو کا بیٹا فائز ہے حال ہی میں اسٹریلیا سے ایم بی کر کے لوٹا ہے"ہنستے ہوئے اسکی تفصیل بتائی۔

"بھاڑ میں جائے"بہت ہلکے سے بڑبڑائی تھی۔

"میں سن چکا ہوں" خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تو سن لو میں ڈرتی نہیں ہوں"ناگواری سے کہتی فارحہ کو گھورنے لگی۔

"میں نے منع کیا تھا کافی کے لیے سخت زہر لگتی ہے مجھے یہ۔"غصے سے بولی فارحہ اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئی۔

"آئی ایم سو سوری صارم اور میجر بالاج کو کافی پلانے کی اتنی عادت ہوگئی کہ کیا بتاؤں۔" جھنجھلا کر بولی

"یہ تلخ چیزیں تم جیسے سخت لوگوں کو ہی سوٹ کرتی ہیں ہم جیسے نرم لوگ چائے ہی پیتے ہیں کیوں دانین۔"فائز کا لہجہ اس قدر دوستانہ تھا جیسے بہت پرانی شناسائی ہو ان کے قریب آتے بالاج نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے۔

جویریہ بیگم نے اسے دانین کو پک کرنے بھیجا تھا،دانین اسکی بکواس نظرانداز کر گئی مگر فارحہ اسکے چپت لگاتے مگ واپس ٹرے میں رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے میجر بالاج آپ..."فارحہ کی بات پر دانین نے سر اٹھا کر دیکھا وہ اسی کے سامنے کھڑا تھا

"ہیلو میجر کیسے ہیں آپ"فائز بھی ایکدم کھڑا ہوا تھا وہ شروع سے اسے جانتا تھا

"ائی ایم فائن تم واپس کب آئے"دانین پر ایک نظر ڈالتا وہیں چیئر پر بیٹھ گیا۔

"بس ابھی لوٹا ہوں تو پتہ چلا اتنے سارے سرپرائزز منتظر ہیں میرے"مسکرا کہتے ایک نظر دانین کو دیکھا جو اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی اور اس کی یہ ایک نظر بھی بالاج ذوالفقار سے پوشیدہ نہ رہ سکی

"دیکھیں میجر بالاج آپ کی قسمت میں تھی یہ کافی ان دونوں بیوقوفوں کو چائے پسند ہے میں لے کر آتی ہوں"

"نہیں ٹائم نہیں ہے میرے پاس موم نے انہیں پک کرنے کے لیے کہا تھا اسی وجہ سے آنا پڑا"اپنا کافی کا مگ اٹھاتا سپاٹ لہجے میں بولا دانین نے بس ایک نظر اٹھاکر اسے دیکھا تھا جو اسے ہی گھور رہا تھا۔

"تو یہ آپ لوگوں کے گھر رہتی ہیں؟"فائز کے سوال پر فارحہ نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا

"ہاں یہ کراچی سے ابھی کچھ دن پہلے ہی اسلام آباد آئی ہے"فائز نے کھل کر فارحہ کو دیکھا

" تبھی کہوں آپ کو چائے کیوں پسند ہے ویسے اگر آپ اسلام آباد گھومنا چاہتی ہیں تو میں بہت اچھا گائڈ ثابت ہونگا"جھک کر اسے دیکھا۔

"جی تھینک یو سو مچ"مروتاً مسکراتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلیں؟"سوالیہ نظروں سے بالاج کو دیکھا وہ بھی جبڑے سختی سے آپس میں پیوست کرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"چائے ادھار رہی مس دانین،کیوں فارحہ"فائز نے گہری نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھتے فارحہ کو بھی متوجہ کیا

"ہاں بالکل"وہ بھی مسکرادی تھی جبکہ بالاج تیز قدموں سے پورچ کی جانب بڑھا تو دانین بھی فارحہ کو خدا حافظ کرتی اسکے پیچھے ہو لی، نجانے دو دن میں ایسا کیا ہوا تھا کہ اس شخص پر بھرا سارا غصہ یکدم ہی اڑن چھو ہوگیا تھا اب وہ خود اس سے کترارہی تھی۔ دل کی بدلتی دھڑکنوں سے ڈر رہی تھی کیونکہ اگر یہ حادثہ صرف دانین حسن کے دل پر ہوا تھا تو اس میں صرف اور صرف خسارہ تھا جس کا ذکر وہ خود سے بھی کرنے کی قائل نہ تھی۔گاڑی میں بیٹھ کر ایک نظر اسے دیکھا مگر وہ نجانے کس بات پر پتھریلے تاثرات لیے بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا۔۔؟"اس نے گڑبڑا کر پوچھا۔

"تم۔۔۔"کچھ کہنا چاہا مگر پھر سختی سے لب بھینچ کر کار اسٹارٹ کردی۔

"ضرور آنٹی نے زبردستی بھیجا ہے۔"اسے ترش نظروں سے گھور کر اپنی سوچوں کو جھٹکتی رخ ونڈو کی جانب کرگئی۔

☆☆☆☆

"آخر کہاں چلی گئی وہ *** ڈھونڈو اسے آسمان نگل گیا یا زمین کھا گئی۔"وہ کسی زخمی ناگن کی طرح پھنکاری تھی جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ دانین اپنی فیملی سمیت کراچی سے غائب ہے وہ پاگل ہو اٹھی تھی اس کے بندے کتے کی طرح اسے سونگھتے پھر رہے تھے۔

"بائی منور نے خبر بھیجی ہے اسلام آباد میں ہے لونڈی یا ملک سے باہر جاچکی ہے۔"اس کے بندے نے اطلاع دی۔

"تو معلوم کر جب اس لونڈی کے منگیتر کو سب پتا چل چکا تھا تو کون اڑا کر لے گیا پھر اسے۔" دھاڑتی ہوئی بولی دوسری جانب سنتا اسکا غلام کانپ اٹھا تھا۔اس وقت وہ دبئ میں تھی جب منور نے اسے دانین کی ایجنسی کے ہتھے چڑھنے کی بات کنفرم کی تھی اور اسے اسی بات کا ڈر تھا کہ ڈیٹا ان کے ہاتھ نہ لگا ہو مگر دانین سے اس کی نارمل گفتگو نے اسے پرسکون کر دیا تھا کہ اسکی سنتو بائی والی حقیقت دانین حسن پر ابھی افشاں نہ ہوئی یعنی ڈیٹا دانین کے پاس ہی تھا اور اسکی شادی سے وہ اپنا بنا بنایا کھیل خراب نہیں کرسکتی تھی اسی لیے زید کی فیملی تک اسکے اغوا کی خبر پہنچا دی تھی۔

"میں بات کر کے بتا کرتا ہوں۔"

"رہنے دے میں خود پاکستان آرہی ہوں بہت تماشے دیکھ لیے تم لوگوں کے۔" اپنی بات کہہ کر کال منقطع کرچکی تھی۔

☆☆☆☆

تُو نے دیوانہ بنایا تو میں دیوانہ بنا

اب مجھے ہوش کی دنیا میں تماشا نہ بنا

وہ تھکا تھکا اپنی شرٹ کی سلیوز فولڈ کرتا لاؤنج میں داخل ہوا تو عابدہ پروین کی درد بھری آواز نے اسکا ویلکم کیا تھا آواز کچن سے آرہی تھی وہ حیران سا تجسس کے مارے اسی جانب بڑھ گیا،ڈارک بلو گھٹنوں تک آتی شرٹ اور پجامے میں گیلے بال پشت پر بکھرائے دانین حسن آئی پیڈ کا فل والیم اون کیے خود بھی ساتھ ساتھ گنگنارہی تھی اور باول تھامے کچھ مکس کررہی تھی۔

یوسفِ مصرِ تمنا تیرے جلوؤں کے نثار

میری بیداریوں کو خوابِ زلیخا نہ بنا

وہ بے اختیار ہی آگے بڑھا تھا دانین کی اسکی جانب پشت تھی اسکے گھنے بالوں کو غور سے دیکھنے لگا۔

ذوقِ بربادی دل کو بھی نہ کر تُو برباد

دل کی اُجڑی ہوئی بگڑی ہوئی دنیا نہ بنا

اور اچانک ہی اسکے بال اپنے ایک ہاتھ سے سمیٹے تھے دانین چونک کر پلٹی اور اپنے بال اسکے ہاتھوں میں دیکھ کر دنگ ہی تو رہ گئی تھی۔۔۔

عشق میں دیدہ و دل شیشہ و پیمانہ بنا

جُھوم کر بیٹھ گئے ہم وہیں میخانہ بنا

اسکے حسین کچھ سہما ہوا تاثر لیے نین میں جھانک کر بالاج ذوالفقار کو اپنا گلیشیئر جما دل قطرہ قطرہ پگھلتا محسوس ہوا۔۔۔

یہ تمنا ہے کہ آزادِ تمنا ہی رہوں

دلِ مایوس کو مانوسِ تمنا نہ بنا

"کیا ہوا۔۔۔"اس نے ہمیشہ کی طرح پریشانی سے پوچھا مگر وہ کب اسکی سن رہا تھا وہ تو غزل اور اسکے بولتے نین کی سرگوشیاں سن رہا تھا، اسکے سارے بال ایک کندھے پر ڈال دیئے۔ دانین کا دل بہت تیزی سے دھڑکا تھا اسکے ہاتھ کو بالوں سے ہٹانا چاہا جب بالاج نے اسے خود سے قریب کرلیا۔دانین کو اپنا سانس اٹکتا محسوس ہوا یہ وہ شخص تو نہ تھا جسے اس نے آج تک دیکھا تھا۔۔۔

نگاہِ ناز سے پوچھیں گے کسی دن یہ ذہین

تُو نے کیا کیا نہ بنایا کوئی کیا کیا نہ بنا

اسکے کان کے قریب جھک کر گھمبیر لہجے میں بولتا اپنا لمس اسکے کان کی لو پر چھوڑ

گیا دانین کو لگا وہ پتھر کی ہوچکی ہے۔

"ایک انچ بھی اگر میری جاگیر میں سے کٹوائی تو دانین حسن سچ کہہ رہا ہوں ہر لحاظ اور خود پر باندھے بندھ سب بھول جاؤں گا۔" اسکے نم بالوں میں انگلیاں الجھاتا بہت پر سکون لہجے میں بولا اور اسے چھوڑتا کچن سے باہر نکل گیا، دانین نے سلیپ پکڑ کر بہت مشکل سے خود کو سنبھالا تھا۔ وجود میں ہلکی سی کپکپی طاری ہوگئی تھی۔

ذہن میں دوپہر والی بات آئی تو لبوں پر خود بخود ہی مسکان بکھرتی چلی گئی۔

"زیادہ شارٹ مت کرانا دانین ورنہ مجھے بھی غصہ آجانا ہے آنٹی کی طرح۔" اس کے بال کٹوانے کی خواہش پر رودابہ نے وارن کیا وہ لوگ اس وقت کے بالاج کے روم میں بیٹھی تھیں، وہ زیادہ تر اپنے کاموں میں مصروف رہتا تھا یا اسٹڈی میں ہی پایا جاتا تھا اپنے کمرے میں صرف ڈریس چینج کرنے ہی آتا تھا۔

"چلو نکلو یہاں سے اب تو دیکھنا بینگز کرواؤں گی تھک چکی ہوں، اتنے بڑے بال سنبھال سنبھال کر۔" اپنی گھنی پونی ٹیل کمر کے پیچھے ڈالتی اکتا کر بولی تھی۔

"مرو تم تو دیکھنا صبوحی آنٹی سیدھا کریں گی۔" اسکی کمر پر ہاتھ مار کر بیڈ سے اتری۔

"میں آنٹی سے کہہ چکی ہوں انہوں نے کل کا اپائنٹمنٹ فکس کروا دیا ہے۔" اطمینان سے کہتی دوپٹہ سائیڈ پر ڈالتی سیدھی ہوکر لیٹ گئی تبھی بالاج کمرے میں داخل ہوا تھا اس پر نظر پڑتے ہی گڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔

"بھائی مبارک ہو آپ کی بیوی پرکٹی ہونے والی ہے۔"ہنس کر کہتی باہر نکل گئی بالاج نے ایک نظر اسے دیکھا جو عجلت میں سلیپرز پہنتی اسی کے پیچھے نکل گئی تھی۔

☆☆☆☆

آج فارحہ اور صارم کی مایوں تھی لیمن کلر کی شیفون کی فراک پر بال ہلکا سا کرل کیے آنکھوں میں بس کاجل لگایا تھا۔ مرر میں اپنا جائزہ لیتی جویریہ بیگم کے کمرے کی جانب بڑھ گئی رودابہ اور ذوالفقار صاحب نیچے انہی لوگوں کا انتظار کررہے تھے۔

"میں آپ سے ناراض نہیں ہوں موم آپ جانتی ہیں۔"اندر سے آتی بالاج کی آواز پر وہ ٹھہر گئی تھی دروازہ آدھے سے زیادہ کھولا تھا مگر دونوں ماں بیٹے کی اسکی جانب پشت تھی۔

"تو اتنے کٹے کٹے کیوں نظر آرہے ہو پھر"اسے دیکھ کر نم لہجے میں بولیں۔

"پلیز موم آپ جانتی ہیں میں صرف عدن کی وجہ سے پریشان ہوں۔"ان کا ہاتھ تھام کر بے بسی سے بولا تھا۔

"تم کب بتاؤ گے ساری حقیقت اسے؟"

"وہی تو سمجھ نہیں آرہا کہ کیسے بتاؤں اسے کہ مشن کی آڑ میں نکاح کرکے بیٹھ چکا ہوں۔۔۔"

"وہ کیسے برداشت کرے گی موم، وہ ٹوٹ جائے گی اور عدن بشیر کو میں ٹوٹتا ہوا

نہیں دیکھ سکتا۔" اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام گیا سوچ سوچ کر دماغ پھوڑا ہو چکا تھا وہ لڑکی جو نجانے کب سے اس شخص سے عشق کے مرض میں مبتلا تھی وہ اسے دکھ کے سوا کچھ نہ دے سکا تھا۔

"میری عدن بہت پیارے دل کی مالک ہے جب اسے پتہ چلے گا کہ تم نے صرف اپنے مشن اور ایک لڑکی کی عزت کے لیے یہ قربانی دی ہے وہ کبھی تم سے بدل نہیں ہوگی۔" اسکے گھنے بالوں میں محبت سے ہاتھ پھیرتے بولیں تھی جبکہ دروازے پر کھڑی دانین حسن کا وجود کئے حصوں میں تقسیم ہوچکا تھا وہ کیوں تھی یہاں؟ کیا اوقات تھی اسکی؟ اور عدن! وہ یہاں نہ ہوتے ہوئے بھی سب کچھ تھی ہر جگہ تھی، اندر کچھ بہت زور سے ٹوٹا تھا نمی کو پیچھے دھکیلتے بہت ضبط سے دروازہ ناک کیا دونوں ماں بیٹے نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔

"آنٹی انکل اور رودی نیچے ویٹ کررہے ہیں میں بلانے آئی تھی آپ کو۔" بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے بمشکل جملہ مکمل کیا تھا جویریہ بیگم نے اسکا چہرہ دیکھ کر کچھ اخذ کرنا چاہا مگر وہ بالکل بے تاثر تھا۔

"ہاں آپ چلو ہم آرہے ہیں۔" ایک نظر بالاج پر ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا ان کے کہنے پر وہ دروازے سے ہی مڑ گئی تھی۔

"اس نے سب کچھ سن لیا شاید۔" اس جگہ کو دیکھتے بولا جہاں کچھ دیر پہلے وہ کھڑی

تھی۔

"نہیں میرا نہیں خیال اگر سن لیتی تو اتنا نارمل بی ہیو نہ کرتی۔" اسے اور خود کو مطمئن کرنے کی چھوٹی سی کوشش کی تھی بالاج نے ایک نظر ماں کو دیکھا اور گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"چلو نیچے آؤ اب،وہ لوگ انتظار کر رہے ہونگے۔" اپنی ساڑھی کا پلو اٹھاتی بولیں تو وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔نیچے آئے تو وہ تینوں لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے۔

"یہ تم ماں بیٹے کی تیاری ہی مکمل نہیں ہو رہی تھی حد ہے بھئی۔" وائٹ کرتا شلوار میں قریب آتے اپنے خوبرو بیٹے اور بیوی کو دیکھتے جھنجھلا کر بولے۔

"ہم لڑکیاں ایویں بدنام ہیں بھائی آپ بھی کم وقت نہیں لیتے تیار ہونے میں۔" گرین ایمروئیڈڈ اورگینزہ کے کرتا پجامے میں بالوں کو اسٹریٹ کیے ردا تپی بیٹھی تھی۔

"اب آپ لوگ خود ہی دیر کر رہے ہیں مجھے باتوں میں لگا کر۔" ایک نظر خاموش بیٹھی دانین ہر ڈال کر گھڑی دیکھی جو پونے نو بجا رہی تھی۔

"ہاں چلیں اب۔" جویریہ بیگم کے کہنے پر سب ساتھ ہی باہر کی جانب بڑھے تھے۔ بالاج، وہ اور روادابہ ایک کار میں تھے، جویریہ بیگم اور ذوالفقار صاحب دوسری کار میں آرہے تھے۔وہ گاڑی میں سارا وقت خاموش بیٹھی تھی جبکہ روادابہ مسلسل بالاج

سے باتوں میں لگی تھی اس نے ایک دوبار اسکا چہرہ دیکھنا چاہا تھا مگر اس کا رخ ونڈو کی جانب تھا۔۔

"میں کیوں افسردہ ہورہی ہوں، صحیح تو کہہ رہی تھیں آنٹی، بالاج نے میری عزت بچانے کے لیے نکاح کیا تھا، مجھے تو احسان مند ہونا چاہیئے ان سب کا، جو ہمیں مشکل وقت میں سہارا دے دیا۔"غیر محسوس انداز میں اپنی آنکھ کا کنارہ صاف کرتے باہر دوڑتی بھاگتی گاڑیوں کو گھور رہی تھی۔

☆☆☆☆

اسٹیج پر فارحہ اور صارم کی رسم چل رہی تھی ایک شور سا برپہ تھا ان کے تمام کزنز بیٹھے انہیں تنگ کررہے تھے جن میں رودابہ بھی پیش پیش تھی بالاج کے تمام دوست اور کلیز بھی جمع تھے۔ جویریہ بیگم اور ذوالفقار صاحب بھی ابھی اٹھ کر ایک پرانے فرینڈ کے پاس چلے گئے تھے۔وہ پوری ٹیبل پر تنہا بیٹھی ہر چیز سے بیگانہ اپنی ہتھیلیوں کو گھور رہی تھی اس بھری محفل میں بھی کتنی اکیلی تھی کتنی انجان تھی اس دنیا سے۔۔۔۔لوگوں کے ہنستے مسکراتے چہروں پر ایک خالی نظر ڈالی جبھی اس منموہنی سی لڑکی پر نظر پڑی تھی اورنج گھٹنوں تک آتی شرٹ اور کیپری پر ہمرنگ ٹشو کا دوپٹہ اوڑھے اپنے کندھے تک آتے بالوں کو پشت پر بکھرے قریب آرہی تھی، دانین نے غور سے اسکے حسن کو دیکھا کتنی مکمل تھی وہ لڑکی کسی بھی دل کو

پل بھر میں اپنا گرویدہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی اور وہ!ایک عام سی لڑکی۔۔۔عدن مسکراتے ہوئے وہیں آگئی

"ہیلو..!"وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب اسکی آواز پر چونکی

"ہائے۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ سکی

"کیسی ہو آپ میں اس دن بھی آپ سے بات نہ کر سکی اسی لیے آج سوچ کر آئی تھی"مسکرا کر اسے دیکھا جو اسکی بات پر حیرانگی سے دیکھتے بالکل چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی

"کیسی بات... "

"یہی کہ اسلام آباد کیسا لگا"ہنستے ہوئے بولی۔

"اچھا۔۔۔پرسکون۔"

"اور یہاں کے لوگ؟"

"خاموش۔۔۔بے حس"اسکی بات پر عدن نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"مزاق کررہی ہوں بس یہ جگہ یہ شہر اجنبی ہے اور مجھے راس بھی نہیں آیا۔"ٹیبل کو گھورتے مسکرا کر بولی۔

"دل لگانے کی بات ہے ورنہ چین تو کہیں بھی نہیں دانین۔"اسکی بات پر وہ سر ہلا گئی۔

" صحیح بات ہے میرا دل نہیں لگا یہاں اس لیے سوچا ہے اپنی فیملی کے پاس چلی جاؤں۔" لہجے میں ایک کانچ کی سی چھبن تھی جسے عدن بشیر نہیں سمجھ پائی تھی۔

"اور فیملی کہاں ہے؟" دانین نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کینیڈا ابھی کچھ دن پہلے ہی شفٹ ہوئے ہیں بھائی۔" اپنی فیملی کے ذکر پر لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔

"اور آپ کے گھر میں کون کون ہے؟" اس نے بھی اخلاق نبھایا آخر کب سے وہ ہی سوال کر رہی تھی۔

"میری فیملی میں بس ماما اور بابا ہیں جو آج نہیں آسکے۔" ہنستے ہوئے بولی۔

"تم دلہن کو جانتی ہو؟ "

"ہاں تھوڑا بہت۔۔۔"

"چلو میں ذرا مل لوں دلہن سے، ورنہ شکوے ہی کرتی رہے گی۔" اسکا ہاتھ پیار سے تھپک کر اٹھتی اسٹیج کی جانب بڑھ گئی تھی جہاں رش کافی کم ہو چکا تھا سارے کزنز کے بعد کلیز اور دوست رسم کر رہے تھے اور وہ اپنی مقناطیسی شخصیت لیے صارم کے برابر میں بیٹھا کسی بات پر مسکرا رہا تھا وہ فوراً نظریں پھیر گئی۔

"کیا تم وہی لڑکی ہو جسے میں نے ریڈ رائیڈنگ ہڈ کا خطاب دیا تھا۔" براؤن کرتا شلوار میں بال سلیقے سے بنائے فائز حیرت زدہ آواز میں بولا۔اس نے ضبط سے

آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔

"پلیز ایکسکیوز می۔" اس نے اٹھنا چاہا مگر فائز اس کا پرس تھام گیا۔ دانین نے دنگ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"پلیز آپ تو ایسے بھاگ رہی ہیں جیسے اللہ نہ کرے مجھے کوئی موذی مرض لاحق ہو۔" ناراضگی سے بولا۔

"استغفراللہ۔۔۔" اپنا پرس جھپٹ کر بادل نخواستہ بیٹھی اور اردگرد دیکھنے لگی رودابہ نجانے کہاں تھی دور بیٹھے شخص نے یہ منظر واضح دیکھا تھا۔

"یہ آپ ہمیشہ اکیلی ہی کیوں پائی جاتی ہیں؟" اسے ادھر ادھر دیکھتے دیکھ کر پوچھا۔

"تو آپ سے کس نے کہا ہے کہ تنہائی کا فائدہ اٹھا کر چلے آئیں۔" وہ تپ کر بولی ویسے ہی موڈ خراب تھا اور کچھ اسکی آمد کا بھی اثر تھا۔

"او ہیلو ایک تو کمپنی دینے آیا ہوں کب سے اکیلی بیٹھی ہو فارحہ نے بھیجا تھا مجھے کہ تمہیں بلا کر لاؤں۔" گھور کر اسے دیکھا جبکہ دانین بس نظریں گھما کر رہ گئی تھی۔

"شکریہ آپ کا بہت بہت میں یہیں ٹھیک ہوں۔" مصنوعی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولی۔

"مست مست دونین کھڑی ہو نہیں تو چار بندے بلوا لوں گا اٹھوانے کے

لیے۔"ٹیبل پر ہاتھ مار کر بولا تو دانین نے حیرت سے اسکی دھمکی اور حرکت کو دیکھا تھا تبھی رودابہ اور جویریہ بیگم بھی وہیں چلی آئیں تھیں۔

"ہیلو آنٹی کیسی ہیں آپ؟"مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا۔

"شکر فائز بھائی آپ کمپنی دے رہے تھے اسے ورنہ میں پریشان تھی یہ اتنی دیر سے کس سے باتیں کررہی ہوگی۔"ہنستے ہوئے جویریہ بیگم کے ساتھ ہی بیٹھ گئی فائز نے کالر ہلکا سا کھڑا کر کہ دانین کو دیکھا جو ان دونوں کو گھور رہی تھی۔

"بیٹا فارحہ سے ملیں تم؟"انہوں نے پیار سے پوچھا۔

"نہیں میں جاتے وقت مل لوں گی اس وقت کافی رش ہے۔"مسکرا کر ٹال گئی تھی پھر فائز نے بھی زیادہ اصرار نہ کیا اور تھوڑی بہت باتیں کرکے اٹھ گیا تھا۔۔۔

☆☆☆☆

"کل ٹائم پر آجائیو یہ نہ ہو میں کلز کرتے کرتے پاگل ہوجاؤں"وہ لوگ باہر نکل رہے تھے جب صارم نے یادہانی کروائی تھی۔

"اوکے باس۔۔۔"مسکراکر کہتا ان دونوں کو لے کر باہر نکل گیا جویریہ بیگم اور ذوالفقار صاحب پہلے ہی نکل چکے تھے فارحہ کی وجہ سے اسے اتنی دیر رکنا پڑا تھا پارکنگ میں پہنچے تو عدن پریشان سی اپنے ڈرائیور کے ساتھ کھڑی تھی۔

"کیا بات ہے ایسے کیوں کھڑی ہو"وہ لوگ بھی وہیں چلے آئے۔

"وہ کار میں کچھ مسئلہ ہو گیا ہے بس وہی چیک کر رہا ہے ڈرائیور" اسے مطمئن کرنا چاہا۔

"چلو آؤ میں چھوڑ دوں اس طرح کب تک ویٹ کرو گی۔" اسکی بات پر دانین نے بس ایک نظر ان دونوں پر ڈالی تھی پھر اگلے ہی لمحے خود پر لاتعلقی کا خول چڑھا گئی۔

"نہیں پرابلم ہو گئی تم لوگوں کو خوامخواہ میں ڈاکٹر حماد کو بلوا لیتی ہوں۔" اس نے منع کرنا چاہا۔

"کیا ہوا عدن آپی ہمارے ساتھ ہی چلیں ہم آپ کو گھر چھوڑ دیں گے۔" رودابہ بھی چپ نہ رہ سکی بالاج نے مسکرا کر عدن کو دیکھا جو کندھے اچکاتی راضی ہو گئی تھی۔ دانین نے آتے وقت کی طرح خود ہی اپنے لیے پیچھے کی جگہ منتخب کی تھی عدن بھی اسی کے ساتھ بیٹھ گئی جبکہ رودابہ آگے بیٹھی تھی۔ کار اسٹارٹ کرنے سے پہلے بالاج کی بیک ویو مرر میں ایک غیر ارادی نگاہ اس پر اٹھی تھی جو پورے ماحول سے بالکل لاتعلق نظر آئی تھی۔ لب بھینچتا کار اسٹارٹ کر گیا۔ پورے راستے عدن اور رودابہ باتوں میں لگی رہی تھیں جبکہ وہ سر درد کا بہانہ کر کے خاموش بیٹھی تھی۔

"ویسے بہت غلط بات ہے دانین کراچی سے آئی ہے تم لوگوں کو اسے اسلام آباد تو گھمانا چاہیئے تھا تبھی تو اسکا دل بھر گیا اس شہر سے۔" عدن نے گھور کر دونوں بہن

بھائی کو دیکھا رودابہ زور سے ہنسی تھی جبکہ وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔

"یہ کراچی کی لڑکی ہے عدن آپی اسے جگہ جگہ درجن بھر لوگ پسند ہیں، یہ پرسکون شہر اسی لیے پسند نہیں آیا۔" دانین کو گھورتے پھر ہنس پڑی تھی۔

"دانین اگر یہ بات ہے تو کینیڈا بھی آبادی کے لحاظ سے اتنا بڑا نہیں جو تم وہاں جانے کا سوچ رہی ہو۔" وہ مسکرا کر بولی تبھی کار کے ٹائرز چرچرا کر رکے تھے دانین کا دل دھک سے رہ گیا تھا بس ایک نظر بیک ویو مرر میں ڈالی تھی مگر بالاج کی نظریں ونڈ اسکرین پر تھیں۔

"کیا ہوا اچانک؟" عدن فکرمندی سے بولی۔

"نتھنگ۔۔" اسٹیئرنگ پر گرفت مضبوط کرتا دوبارہ کار اسٹارٹ کرگیا جبھی دو جیپیں مخالف سمت سے آکر کار کا راستہ روک گئیں بالاج ایکدم الرٹ ہوا تھا کار ریورس کرنی چاہی مگر پیچھے بھی ایک جیپ کھڑی تھی۔

"بھائی کون ہیں یہ لوگ؟" رودابہ نے جیپ سے اترتے اسلحہ سے لیس آدمیوں کو دیکھ کر پوچھا۔

"کون ہیں یہ لوگ بالاج ہمارا راستہ کیوں روکا ہے انہوں نے؟" عدن کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی جبکہ دانین بالکل زرد پڑ چکی تھی۔ ذہن میں چند گھنٹے پہلے آئی سنتو بائی کی کال پر کی گئیں باتیں گونج رہی تھیں۔

"ہیلو۔۔۔"

"کیوں فون کیا ہے مجھے؟" گانوں کے شور سے نکل کر پر سکون گوشے میں آگئی تھی۔

"کیا مطلب بیٹا میں کال نہیں کرسکتی آپ کو۔" لہجے میں مٹھاس گھول کر بولی۔

"تم جیسی گھٹیا عورت کی ایک ایک بات جان گئی ہوں میں سمجھ آئی۔" چیخ کر بولی

دوسری جانب چند پل خاموشی رہی پھر ایک بیہودہ قہقہہ گونجا تھا۔

"چل کمینی تو جان ہی گئی میرے بارے میں۔"

"نفرت ہے مجھے تجھ جیسی مکروہ عورت سے جو عورت کے نام پر دھبہ ہو۔" دانین کا بس نہیں چل رہا تھا اسکا ریشہ ریشہ الگ کردے۔

"بند کر اپنی بکواس اور وہ ڈیٹا میرے حوالے کر دے نہیں تو حشر بگاڑ دونگی تیرا۔" اس کی بات پر دھاڑ اٹھی۔

"اونہہ۔۔۔اس ڈیٹا کو تو میں کب کا ڈسٹروائے کرچکی ڈھونڈ سکتی ہے تو ڈھونڈ لے۔" طنزیہ لہجے میں کہتی سنتو بائی کو پاگل کر گئی تھی۔

"میں جان سے ماردونگی کمینی تجھے۔۔۔دیکھ اب تیری ویڈیو بنے گی ان لونڈیوں کے بدلے ٭٭٭" اسے فحاش گالیاں بک رہی تھی مگر دانین کال کاٹ کر موبائل آف کرگئی، اس فاحشہ کو سننے کی ہمت نہ تھی اس میں مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ

کس عذاب کو اپنے سر پر مسلط کرچکی ہے۔

"دانین۔۔۔"بالاج کی گرجدار آواز پر وہ ایکدم حال میں لوٹی۔

"تمہاری بات ہوئی تھی اس عورت سے؟"سخت لہجے میں پوچھا کیونکہ ہیڈکوارٹر سے ستنوبائی کی پاکستان آمد کی خبر مل چکی تھی، دانین نے سہم کر اسے دیکھا اور سر اثبات میں ہلادیا۔

"ڈیم اٹ۔۔۔"زور سے اسٹیئرنگ پر ہاتھ مار کر کسی کو میسج کررہا تھا جبکہ عدن ناسمجھی سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔

"کیا کہا تھا اس نے؟"اسکے زرد پڑتے چہرے کو دیکھا۔

"وہ۔۔وہ ڈیٹا کا پو۔۔۔پوچھ رہی تھی۔میں نے... کہا۔۔۔وہ ڈس۔۔ڈسٹروائے کردیا ہے میں نے۔"سہم کر بولی دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا بالاج کتنے ہی پل بےیقینی سے اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

"بہت جینئس ہیں آپ دانین حسن۔"طنز کرتا گن لوڈ کرنے لگا۔

وہ تینوں خوف سے کار کے چاروں طرف گن تانے آدمیوں کو دیکھ رہی تھیں جب ایک نے بالاج کی طرف کا شیشہ بجایا۔

"نہیں بھائی پلیز مت کھولیں۔"اسے شیشہ کھولتے دیکھ رودابہ اس کا ہاتھ تھام گئی مگر اس نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر تسلی دی اور شیشہ کھول دیا۔

"کیا مسئلہ ہے؟ ہمارا راستہ کیوں روکا ہے؟" ناگواری سے بولا جب تک یہ تینوں ساتھ تھیں وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

"دیکھ ہمیں بس یہ پیچھے بیٹھی لونڈیا چاہیئے شرافت سے اسے ہمارے حوالے کردے۔" اسلحہ بردار کی بات پر عدن اور رودابہ نے بے یقینی سے اسے پھر دانین کے لٹھے کی طرح سفید چہرے کو دیکھا جو بس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے بالاج کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا بکواس کررہا ہے ہاں۔۔۔ ہو کون تم لوگ؟" وہ دھاڑ اٹھا۔

"اوے۔۔۔زیادہ ہیرو بنا ناہیں ساری گولیاں تجھ میں اتاردیں گے اور پھر ایک کے بجائے تین لے کر جائیں گے۔" اسکے سینے پر گن رکھ کر تینوں پر نظر ڈالی ان تینوں کی چیخیں نکل گئیں تھیں۔۔

"ٹھیک ہے....."

"تم اس کو لے جاؤ اور ہمیں جانے دو۔" چند لمحے بعد بالاج کی آواز کار میں گونجی تھی ۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہے تم پاگل ہوگئے ہو۔" عدن ایکدم ہوش میں آئی تھی۔

"بھائی یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہے ہیں آآپ۔۔۔۔" وہ دونوں ہی سکتے کی کیفیت میں تھیں جب ہی اس نے دانین کی سائیڈ کا لاک کھول کر ایک نظر اسے دیکھا جو

پتھرائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، کیا کچھ نہ تھا ان دو نین میں وہ فوراً نظریں پھیر گیا۔ایک اسلحہ بردار نے قہقہہ لگاتے جھٹکے سے کار کا دروازہ کھول کر اسے باہر کھینچا تھا۔ وہ دونوں چیخ پڑی تھیں مگر دانین کے منہ سے ایک لفظ نہ نکلا تھا بس ایک آنسو ٹوٹ کر دوپٹے کے ساتھ زمین پر گرا تھا۔وہ اس آدمی کے ساتھ گھسیٹتی چلی جارہی تھی بالاج نے اپنی سرخ پڑتی آنکھوں کے ساتھ یہ منظر دیکھا تھا۔

"میں۔۔۔میں ایسا نہیں ہونے دوں گی آآپ ایسا کیسے کرسکتے ہیں بھائی..... بیوی ہے وہ آپ کی...." رودابہ دروازہ کھولنے کے لیے پاگل ہوتی نم آنکھوں سے چیخ اٹھی تھی جبکہ پیچھے بیٹھی عدن جو پہلے ہی ساکت تھی اسکی بات پر پتھرائی نظروں سے اسے دیکھا۔

"بیوی... "بہت ہلکے سے اس کے لب ہلے تھے اور ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسل گیا، تبھی اس نے گاڑی اسٹارٹ کرکے ریوس کی پیچھے سے اب جیپ ہٹ چکی تھی۔

"شش....رودی غور سے سنو میری بات، میں گاڑی سے جیسے ہی نکلوں تم نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنی ہے اور بغیر رکے فل اسپیڈ میں فوراً اس ایریا سے کار نکالنی ہے... سمجھ آئی۔"ڈیش بورڈ سے موبائل اٹھا کر اسکی حواس باختہ شکل دیکھ کر بولا ۔ایک نظر ساکت بیٹھی عدن پر ڈالی اور چلتی کار سے جمپ لگادی جسکی وجہ سے

لڑھک کر دور روڈ پر گرا تھا وہ جیپیں ایک ایک کر کے نکل رہیں تھیں جب ہی بالاج نے دانین والی جیپ کے مضبوط ٹائر پر فائر کھول دی جبکہ دوسری جانب سے بھی فائر کھل چکی تھی وہ فوراً روڈ کے اطراف بنے درختوں میں چھپ کر تیزی سے آگے بڑھتا فائر کررہا تھا۔

"اس کتے نے ڈبل گیم کھیلا ہے ہمارے ساتھ پکڑو سالے کو اور ان دونوں لونڈیوں کو بھی اٹھالو" فائرنگ سے بچتا وہ آدمی فون پر اپنے ساتھی سے مخاطب تھا اسکی بات پر سن بیٹھی دانین نے چونک کر اسے دیکھا جو ونڈو کی سائیڈ سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ فائرنگ کررہا تھا۔

"تم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔"دل کی دنیا میں ایک خوش کن احساس سرایت کرگیا۔۔۔جیپ کے باہر نظر دوڑائی سڑک کے دونوں اطراف گھنا جنگل تھا اور اسکی رکھوالی کے لیے ایک آدمی کو کھڑا کیا ہوا تھا جیپ میں ادھر ادھر نظر دوڑائی جب اسکی نظر ٹول باکس پر پڑی اسے کھول کر چھوٹا سا ہتھوڑا نکالا اور مڑ کر اسے دیکھا۔

"یا اللہ پلیز میری مدد کر"اپنے نم گال رگڑ کر تھوڑا آگے جھکی اور پوری قوت سے وہ ہتھوڑا اس کے سر پر دے مارا وہ ایکدم درد سے کراہ کر چیخا تھا اس نے مڑ کر دیکھا دو آدمی اس جانب دوڑتے ہوئے آرہے تھے بس اسی وقت دانین حسن جیپ

سے کودی اور اندھا دھند جنگل کی طرف بھاگنے لگی

"باس لڑکی ماجد کو زخمی کرکے جنگل کی طرف بھاگ گئی ہے۔"ایک ساتھی چیخ کر بولا تھا جس کی آواز بالاج نے بھی بخوبی سنی تھی۔

"شاباش میری شیرنی۔"لبوں پر ایک ہلکی مسکراہٹ آئی تھی اب آدھے بندے بالاج کے جبکہ باقی دانین کے پیچھے تھے۔دونوں گنز میں گولیاں چیک کیں اور لوڈ کر کے سڑک پر نکلتا دوبارہ فائر شروع کرچکا تھا۔

☆☆☆☆☆

"بابا۔۔۔دانین کو۔۔۔دانین کو وہ لوگ لے گئے بھائی۔۔۔بھی ادھر ہیں۔"رودابہ باپ کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔وہ دونوں ابھی گھر پہنچی تھیں صارم اپنی ٹیم کے ساتھ بالاج کے میسج پر ہی روانہ ہوچکا تھا۔

"بس میرا بیٹا آپ کا بھائی انشاءاللہ اسے صحیح سلامت گھر لے آئے گا۔"اس کے بالوں میں بوسہ دیتے محبت سے بولے عدن کونے میں خاموش بیٹھی تھی وہ تو بس اپنا وجود یہاں تک گھسیٹ کر لائی تھی اسکی روح تو اسی سڑک پر کھینچ لی گئی تھی کتنا مشکل تھا اپنی موت کا غم دوسروں سے چھپانا وہ کس طرح اپنی ذات کو اکھٹا کرے بیٹھی تھی یہ وہ یا اسکا رب جانتا تھا بس۔۔۔

"عدن بیٹا پانی پی لو پلیز۔"جویریہ بیگم اسکی زرد پڑھتی شکل دیکھ کر بولیں اس نے

چونک کر سر اٹھایا

"نہیں۔۔مجھے گھر جانا ہے۔"لرزتی آواز میں بس اتنا ہی کہہ سکی انہوں نے فکرمندی سے اسے دیکھا وہ فوزیہ کو کال کرکے بلوا چکی تھیں۔

"ہاں بیٹا میں نے بلوا لیا ہے تم ریلیکس ہو جاؤ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"اس کا ہاتھ تھپک کر بولیں وہ خاموشی سے سر جھکا گئی تھی تبھی حماد اور فوزیہ بیگم چلے آئے۔

"عدن۔۔۔ٹھیک ہو نا میری بیٹی۔"دوڑتی ہوئی اسکے پاس آئیں اور اپنے سینے سے لگا گئیں آخر کو ان کی اکلوتی اولاد تھی۔

"ماما مجھے گھر لے چلیں۔"نم آنکھوں سے انہیں دیکھا ڈاکٹر حماد بھی ساتھ ہی کھڑے تھے۔

"کچھ اپڈیٹس آئیں وہاں سے انکل؟"

"نہیں بیٹا بالاج سے بھی رابطہ نہیں ہو پارہا ابھی تک، جس روڈ پر یہ حادثہ پیش آیا تھا وہاں سے ابھی بس چند غنڈوں کی لاشیں ملی ہیں جبکہ دانین اور اسکا کچھ پتہ نہیں۔"وہ تفصیلاً اسے بتا رہے تھے۔

"ٹھیک ہے انکل پلیز انفارم کرتے رہیے گا، مامی آپ عدن کو لے کر باہر آجائیں۔"ڈاکٹر حماد نے اسکی زرد پڑھتی شکل کو دیکھ کر بات مختصر کردی تھی، پورا راستہ خاموشی سے کٹا تھا اور گھر آتے ہی بغیر کسی کی جانب دیکھے سیدھا اپنے کمرے

میں چلی گئی تھی اس وقت وہ بس تنہائی چاہتی تھی جس میں صرف وہ ہو اور اسکا اجڑا ہوا دل۔۔۔

☆☆☆☆☆

وہ اندھیرے گھنے جنگل میں بھاگتے بھاگتے ہانپتی ہوئی ایک گھنے درخت کی آڑ میں ڈھیر ہوگئی ۔پاؤں میں درد کی ایک تیز لہر اٹھی تھی۔ بھاگتے ہوئے نجانے کہاں سے ٹکرایا تھا اب انگوٹھے سے خون رس رہا تھا تین سے چار آدمی کتوں کی طرح اسکو سونگھتے پھر رہے تھے۔

"ڈھونڈ اس کمینی کو نہیں تو کچا کھاجائے گی سنتو بائی ہمیں۔"آواز قریب سے ہی آئی تھی اس نے ذرا سا سر نکال کر دیکھا دو آدمی اسی درخت کے پیچھے کھڑے تھے وہ جلدی سے کھسک کر سائیڈ میں ہوئی مگر زخمی پاؤں پتھر سے ٹکرا گیا۔

"آہ۔۔۔"اپنے میں منہ پر سختی سے ہاتھ جما کر اپنی سسکی روکی تکلیف سے آنسو نکل پڑے تھے۔

"او دیکھ اس درخت کے پیچھے سے آواز آئی ہے کوئی ہے وہاں۔"وہ لوگ فوراً اس طرف متوجہ ہوئے تھے دانین کی وہیں سانس اٹک گئی۔

"یا اللہ مدد کر"شدت سے اپنے رب سے دعا مانگی تھی ان کے قدموں کی آہٹ بہت قریب سے آرہی تھی اسکی آنکھوں سے آنسو تیزی سے گرنے لگے۔

"یا اللہ بالاج کو بھیج دے۔"

"اوے۔۔۔وہاں کیا کررہے ہو حرام خوروں ادھر آؤ لونڈی کی جوتی ملی ہے بھائی کو۔"ایک ساتھی بھاگتا ہوا آیا تھا ان دونوں کے قدم وہیں ٹھہر گئے۔

"چلو یہاں سے باس بلا رہے ہیں۔"اس آدمی کی آواز کے بعد ان کے قدم دور جاتے محسوس ہوئے تو اس نے ہلکا سا جھانک کر دیکھا وہ لوگ اب وہاں نہیں تھے سکون کا سانس خارج کرتی درخت سے ٹیک لگا گئی پاؤں کی تکلیف سے اب پوری ٹانگ سن ہونے لگی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

"کہاں ڈھونڈوں اس لڑکی کو اب؟"گھنے جنگل کی چاروں طرف نظر دوڑاتا اپنا سر تھام گیا کافی دیر سے اسے ڈھونڈ رہا تھا۔

"دانین... "غنڈوں کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر وہ دھاڑ اٹھا تھا۔

"دانین.... کہاں ہو؟"تیز تیز چلتا اردگرد اس کا وجود تلاش رہا تھا مگر ہر طرف درخت اور جھاڑیاں تھیں، دانین کو اپنے نام کی پکار محسوس ہوئی تو ایکدم چونک کر اٹھ بیٹھی اسے لگا شاید اسکا وہم ہو

"دانین... "مگر اب کی بار غور سے سنا آواز کافی دور سے آرہی تھی وہ ایکدم خوشی سے اٹھنے مگر پاؤں کی تکلیف نے اسے وہیں بیٹھا دیا۔

"آہ۔۔۔میں۔۔۔میں یہاں ہوں۔" پاؤں پکڑ کر زور سے چیخی۔

"بل۔۔۔بالاج میں یہاں ہوں۔" روتے ہوئے پوری جان لگا کر پکارا تبھی کسی نے اسکے بالوں کو پیچھے سے دبوچ لیا۔

"اوہو تو بلبل یہاں چھپی بیٹھی ہے۔" الٹے ہاتھ کا تھپڑ مار کر اسے کھڑا کیا، اسکی چیخ نکل گئی، بالاج اسکی آواز پر فوراً متوجہ ہوا تھا۔

"دانین... "تیزی سے آواز کی سمت بھاگا۔

"چھوڑو مجھے... "وہ لوگ تڑپتی ہوئی دانین کو گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے جب اچانک ہی کوئی جمپ لگا کر سامنے آیا تھا اور اپنا سر پوری طاقت سے ایک آدمی کے منہ پر دے مارا وہ تڑپ کر دور ہوا

"بالاج۔۔۔" دانین کے لبوں سے بس اتنا ہی نکلا تھا آنکھوں میں تشکر کے آنسو بھر گئے۔

"کمینے تو مرا نہیں اب تک۔" دوسرے آدمی نے دانین کو پھینک کر اس پر اٹیک کیا جسے اس نے بڑی آسانی سے ناکام بنادیا اور چند ہی لمحوں میں دونوں کو مار مار کر ادھ موا کر چکا تھا آستین جھٹک کر دانین کے پاس آیا جو آنکھوں میں آنسو لیے بیٹھی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟" پیار سے اسکے گال پر ہاتھ رکھا مگر وہ روتے نفی میں سر ہلا گئی۔

"کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے۔"چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے کیے ہونٹ سے خون رس رہا تھا بالاج نے سختی سے لب بھینچ لیے۔

"میں۔۔میرا پاؤں..پاؤں میں درد ہو رہا ہے۔"روتے ہوئے پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔بالاج نے فوراً اسکا پاؤں دیکھا جس کا انگھوٹا خون میں تر ہو رہا تھا۔

"اوہ نو کیا کیا یہ تم نے؟"پاؤں پکڑ کر اسکا جائزہ لے رہا تھا۔

"میں نے نہیں کیا جب۔۔جب تم چلے گئے تھے مجھے چھوڑ کر مجھے خود ہی بھاگنا پڑا اسی لیے لگی ہے۔"نم آنکھوں میں غصہ لیے اسے دیکھ کر بولی۔

"میں نہیں گیا تھا سمجھ آئی۔"جیب سے رومال نکال کر پہلے اسکے ہونٹ کا خون صاف کیا پھر اسی سے اسکا انگوٹھا باندھنے لگا۔

"کیا کر رہے ہو تکلیف ہو رہی ہے۔"خفگی سے پاؤں دور کرنا چاہا۔

"بس تھوڑا سا درد ہو گا دانین تنگ مت کرو۔"گھور کر اسکا پاؤں پکڑا اور رومال لپیٹ دیا۔

"ہم کیسے نکلیں گے یہاں سے۔"اسکے رومال لپیٹتے ہی اپنا پاؤں گھسیٹ لیا۔

"اس وقت تو ناممکن ہے صبح ہی کچھ ہو سکتا ہے۔"ایک گہری سانس بھر کر کھڑا ہو گیا دانین نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"اٹھو یہاں نہیں بیٹھ سکتے کسی محفوظ مقام پر جانا ہو گا۔"اسکے آگے اپنا مضبوط ہاتھ

پھیلایا دانین نے ایک نظر اسکے ہاتھ پر ڈالی مگر نظر انداز کر کے خود کھڑی ہونے لگی بالاج نے بازو لپیٹ کر اسکی جدوجہد دیکھی جو درخت کا سہارا لے کر کھڑی ہو رہی تھی۔

"اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس اور نہ ہی کسی جنگلی جانور کی غذا بننے کا کوئی شوق ہے۔" اس کے قریب آکر کمر میں ہاتھ ڈالا اور اس کا ایک بازو اپنی گردن میں ڈال دیا۔

"میں خود چل سکتی ہوں سمجھ آئی۔" اسکے ساتھ ساتھ چلتے تپ کر بولی۔

"ہاں میں جانتا ہوں۔" جواب دیتے کوئی ڈھنگ کی جگہ دیکھ رہا تھا پھر ایک گھنے درخت کے نیچے لے آیا اسکو احتیاط سے بیٹھا کر جگہ کا جائزہ لیتا خود بھی بیٹھ گیا وہ فوراً فاصلے پر ہوئی تھی۔

"کیا ہوا؟" بالاج نے اسکے کھسکنے پر حیرت سے دیکھا وہ فوراً نفی میں سر ہلا گئی۔

"کیوں بچایا مجھے جبکہ۔۔۔جبکہ خود حوالے کیا تھا تم نے رودابہ اور عدن کو بچانے کے لیے۔" چند پل کی خاموشی کے بعد سوکھے پتوں کو ایڑھی کے نیچے مسلتے بہت تلخ لہجے میں بولی تھی بالاج نے ایک نظر اسے دیکھا وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔

"بیوقوف لڑکی جو کام تم کرچکی تھیں اسے کسی طرح تو سدھارنا تھا نا۔" اسکی بے یقینی پر تپ اٹھا۔

"اور تمہیں کیا لگتا ہے میں چھوڑ دیتا تمہیں ان لوگوں کے پاس۔" اسکا چہرہ اپنی جانب کر کے اسکے نین کٹوروں میں جھانکنے لگا جو اسے کسی اور ہی دنیا میں لے جاتے تھے وہ بغیر کسی پس و پیش کے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"ہاں کیونکہ میں مصیبت ہوں تمہارے لیے بس ایک۔" نم لہجے میں کہتی اپنے گرد بازو لپیٹتے رخ موڑ گئی خوف ختم ہوا تو اب سردی کا احساس بھی ہونے لگا تھا۔

بالاج نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے یہ وقت اس بیوقوف لڑکی کو سمجھانے کا نہیں تھا ایک گھوری سے نوازتا موبائل چیک کرنے لگا یہاں سگنلز بھی نہیں آرہے تھے کہ وہ کسی سے کانٹیکٹ کرلیتا اوپر سے جگہ بھی خطرے سے خالی نہ تھی اچانک ہی جنگلی کتوں کے بھونکنے کی آوازوں سے دانین نے چونک کر اسے دیکھا۔

"یہ۔۔یہ کیسی آوازیں ہیں۔" سہم کر اسکے تھوڑا قریب ہوئی۔

"پارٹی کررہے ہیں اب تمہاری آمد کی وجہ سے کینسل تو نہیں کریں گے نا۔" تمسخرانہ لہجے میں بولتا سر درخت سے ٹکا کر آنکھیں بند کرگیا دانین نے دانت پیس کر اسے دیکھا تبھی دوبارہ کتوں کے بھونکنے کی آواز آئی تھی اور اس بار کافی قریب سے آئی تھی وہ بالکل بالاج کے بازو سے چپک گئی۔

"دیکھو وہ قریب آرہے ہیں۔" اسے ہلا کر متوجہ کیا بالاج نے نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"بھائی آؤ اسے لے جاؤ اسے ویسے بھی مجھ پر یقین نہیں۔" تھوڑا زور سے بولا دانین نے نم آنکھیں لیے زور سے اسکے کندھے پر ہاتھ مارا۔

"ہاں تم تو چاہتے ہی یہی ہو کہ میں مر جاؤں اور تمہارا راستہ صاف ہو جائے کسی کو کوئی صفائی بھی دینی نہیں پڑے گی۔" درخت پکڑ کر کھڑی ہونے لگی نمی گالوں پر آگئی تھی بالاج نے ہاتھ پکڑ کر قریب بیٹھایا اور اسکے گرد حصار باندھ گیا۔

"خاموشی سے بیٹھ جاؤ دانین نہیں تو جنگل کا بھی خیال نہیں کروں گا۔" اسکے بالوں میں منہ چھپاتے گھمبیر لہجے میں بولا وہ یکدم مزاحمت ترک کرتی ساکت ہو گئی۔

"چھچھوڑو مجھے۔۔۔" یکدم گھبرا کر دھڑکتے دل کے ساتھ اسکا حصار توڑنا چاہا۔

"شش۔۔۔ صبح ہونے میں دو گھنٹے ہیں ابھی سو جاؤ۔" اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ کر لبوں پر انگلی رکھ گیا وہ دنگ سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"آنکھیں بند کرو۔" ڈپٹ کر بولا وہ فوراً آنکھیں بند کر گئی دل خوف اور اس شخص کی قربت پر اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آجائے گا، بالاج بھی ٹیک لگاتا اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھنے لگا جو صرف اسکی دھمکی پر بند تھیں اسکے ایک ایک نقش کو ازبر کر رہا تھا درد کی وجہ سے وہ تھوڑی ہی دیر میں نیند میں چلی گئی تھی جبکہ وہ ایک گہری سانس بھرتا صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا کیونکہ اسکا سونا ناممکن تھا اب۔۔۔

☆☆☆☆☆

"کہاں ہے وہ کمینی جواب دے۔" ایک زوردار تھپڑ مار کر اسے گریبان سے پکڑا۔

"بائی وہ۔۔وہ جنگل میں بھاگی تھی میرے بندے اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔" نظریں نیچی کیے جواب دیا۔

"ایک....ایک لڑکی تم لوگوں سے سنبھالی نہیں گئی کمینوں" وہ غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔

"بائی وہ اکیلی نہیں تھی ایک لڑکا بھی ساتھ ہے اب اسکے جس نے ہمیں اپنے میں لگایا تھا اسکے پاس گن بھی تھی۔" دوسرا بندہ جلدی سے بولا۔

"تو ہجڑوں تمہارے پاس بھی تو گن تھی کیوں ختم نہیں کیا اسے۔" شراب سے بھرا گلاس دیوار پر دے مارا دانین حسن اسکے لیے ایک کانٹا بن چکی تھی جو کسی طور نہیں نکل رہی تھی۔

"میڈم وہ کوئی عام بندہ نہیں میجر بالاج ذوالفقار ہے کراچی سے نکاح کر کے لایا ہے اسے یہاں۔" جمشید کے تمسخرانہ لہجے پر وہ جھٹکے سے پلٹی تھی۔

"اوہ۔۔۔تو سالی کی تبھی اتنی زبان چل رہی تھی۔" دانت پیستی ہال سے نکل گئی اسے جلد از جلد پاکستان سے واپس جانا تھا کیونکہ آرمی میں موجود اسکے مخبروں کو میجر بالاج مشن کے بارے میں بھنک بھی پڑھنے نہیں دے رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

"دانین....اٹھو" بالاج نے اُس کا گال تھپتھپا کر اٹھانا چاہا مگر وہ بری طرح بخار میں جل رہی تھی اس کا صارم سے رابطہ ہوچکا تھا وہ اپنی ٹیم سمیت اسی کا ویٹ کررہے تھے

"او نو۔۔۔دانین آنکھیں کھولو۔"بال پیچھے کرکے دھوپ کی تیز روشنی میں اسکے منموہنے چہرے کو دیکھنے لگا جو بخار کی وجہ سے ہلکاہلکہ سرخ ہورہا تھا وہ ذرا سا کسمسائی اور واپس اسکے کندھے میں سر دے دیا جس طرح پچھلی پوری رات سوئی تھی بالاج کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی پھر اسے باہوں میں اٹھاتا اٹھ کھڑا ہوا اسے فوراً اس جنگل کو پار کرنا تھا کیونکہ سنتو بائی اپنے مزید بندے یہاں بھیج سکتی تھی تیزی سے قدم بڑھاتا جنگل سے باہر آیا تو صارم دوڑتا ہوا اسکے پاس آگیا باقی ساتھی بھی وہیں کھڑے تھے۔

"کیا ہوا دانین کو خیریت"صارم نے پریشانی سے اسے دیکھا وہ سر ہلاتا کار کی جانب بڑھ گیا۔

"بس ہلکی سی چوٹ ہے جس کی وجہ سے بخار چڑھ گیا ہے۔"کار کی پچھلی سیٹ پر احتیاط سے بیٹھا کر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا۔

"اور باقی غنڈوں کا کیا بنا؟"اسے اس طرح بالاج کا دانین کی فکر کرنا اچھا لگا تھا۔

"انہیں ٹھکانے لگا دیا ہے اب ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل کر آگے کا پلان سیٹ کرنا ہے۔"صارم اسکی بات پر سر ہلاتا اپنی ٹیم کی جانب بڑھ گیا جبکہ بالاج واپس کار میں بیٹھ گیا دانین کا سر لڑھک کر کندھے پر آچکا تھا اس نے اسے قریب کرکے اپنے حصار میں لے لیا اتنے میں صارم بھی گاڑی میں آکر بیٹھ چکا تھا پچھلی سیٹ کے منظر پر ایک خوشگوار حیرت کا جھٹکا لگا تھا مگر اسکے آثار چہرے پر آنے نہیں دیئے تھے۔

"ہوسپٹل چلیں پہلے دانین کو لے کر؟"کار اسٹارٹ کرکے بیک ویو مرر میں دیکھتے اس سے پوچھا

"نہیں گھر چل میں کردوں گا گھر پر۔"اسکے نقوش کو تکتے انکار کرگیا تھا پھر وہ بھی کار آگے بڑھا گیا۔ابھی آدھا راستہ بھی نہ ہوا تھا جب دانین بیدار ہونے لگی نیم وا آنکھوں سے اپنے اوپر جھکے شخص کو دیکھا دو تین بار آنکھیں کھول بند کرکے منظر سمجھنا چاہا پھر اچانک ہی دماغ بیدار ہوا اور خود کو کسی چلتی چیز میں محسوس کرکے اٹھ بیٹھی۔

"ہم۔۔۔ہم نکل گئے جنگل سے۔"حیرت زدہ آواز میں بولی جبکہ اب تک بالاج کے حصار میں ہی تھی

"ہاں نکل گئے لیکن میں بری طرح پھنس گیا ہوں۔"اسکی موٹی موٹی خوشی سے

چمکتی آنکھوں میں دیکھ کر دوسرا جملہ اسکے کان میں بولا دانین نے ناسمجھی سے اسے دیکھا جب ہی بالاج نے اسکے گرد اپنے حصار کو ہلکا سا تنگ کیا دانین نے ایک نظر بظاہر ڈرائیونگ میں مگن صارم کو دیکھا اور پھر اسے جو گہری نظروں سے اسکا جائزہ لے رہا تھا اور چند ہی لمحوں میں پورے جسم کا خون چہرے پر آگیا اس کا حصار توڑتی دور ہوئی اور ونڈو کی جانب رخ کرلیا بال کانوں کے پیچھے اڑستی شرم سے لب مسلسل کاٹ رہی تھی

"تمہیں بخار ہے ایزی ہوکر بیٹھو۔"سخت لہجے میں بولا کیونکہ کب سے سر جھکائے بیٹھی تھی دانین نے مڑ کر ایک ترش نظر اس پر ڈالی اور واپس کھڑکی کی طرف رخ کرلیا۔پورا بدن بخار میں جل رہا تھا مگر ابھی وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کہہ سکتی تھی، گھر آچکا تھا ایک آرمی کی وین گھر سے باہر کھڑی تھی ان کی کار دیکھ کر چوکیدار نے جلدی سے مین گیٹ کھولا پورچ میں گاڑی رکتے ہی تیزی سے لاک کھول کر اترنے لگی۔

"دانین... "بالاج کی سخت آواز میں تنبیہہ پر لب کاٹتے کار سے اترنا چاہا مگر ایسا لگا پوری ٹانگ سن ہوچکی ہو، بالاج گھوم کر اسکی طرف آیا اور اسکا بازو اپنی گردن کے گرد ڈال کر چلنے لگا دانین نے ایک نظر اسے دیکھا پھر فوراً نظر جھکا گئی صارم بھی انہی کے ساتھ گھر میں داخل ہوا تھا۔

"بالاج... دانین"وہ تینوں لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے انہیں دیکھ کر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔

بالاج نے لا کر اسے صوفے پر بیٹھا دیا۔

"میری بچی"جویریہ بیگم اسے گلے سے لگا کر رو پڑیں۔

"میری جان تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں کیا جواب دیتی صبوحی کو۔"اس کا ماتھا چوم کر شرمندگی سے بولیں۔

"پلیز آنٹی آپ مت روئیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔"ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

"یہ پاؤں پر کیا ہوا"پاؤں پر لپٹا کپڑا دیکھ کر بولیں۔

"کچھ نہیں آنٹی بس چھوٹی سی چوٹ ہے۔"ان کی فکرمندی پر مسکرادی تھی بالاج نے بس ایک نظر اس پر ڈالی تھی۔

"نہیں بیٹا بخار ہورہا ہے چلو روم میں آرام کرو اب۔"

"نینی تم نے تو جان ہی نکال دی تھی کل میری۔"اسکے گلے لگ کر نم لہجے میں بولی۔

"بالاج آخر کب تک وہ عورت دندناتی پھرے گی۔"ذوالفقار صاحب کو رہ رہ کر غصہ آرہا تھا اُس عورت کے اس عمل پر۔

"بابا یہ آخری چال تھی اسکی اب ہماری باری ہے،صارم ہیڈ کوارٹر پر میٹنگ ارینج کروا آج ہی"بابا سے کہتا صارم سے مخاطب ہوا۔

" صحیح ہے تو ریسٹ کر ابھی۔"سر ہلاتا باہر نکل گیا ذوالفقار صاحب بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے کیونکہ وہ لوگ بھی پوری رات کے جاگے ہوئے تھے۔

"آؤ بیٹا روم میں چلتے ہیں۔"جویریہ بیگم نے اسے کھڑا کرنا چاہا مگر بالاج آگے آگیا۔

"رہنے دیں موم اسے جنگل سے یہاں تک میں ہی لایا ہوں۔"سر جھٹکتا قریب آیا اور ایک ہی جھٹکے میں اٹھا گیا دونوں ماں بیٹی نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"نیچے اتارو میں جان سے ماردوں گی تمہیں۔"سرخ پڑتے دبی آواز میں غرا کر بولی کیونکہ وہ دونوں بھی ساتھ ہی اوپر چڑھ رہی تھیں مگر وہ اطمینان سے اوپر چڑھتا اسکے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"جاؤ رودابہ کچن سے کچھ کھانے کے لیے لاؤ تاکہ دانین پھر میڈیسن لے سکے۔"بالاج نے روم میں لاکر بیڈ پر لٹایا تو جویریہ بیگم رودابہ سے بولیں جو منہ کھولے اپنے بھائی کے بدلتے روپ دیکھ رہی تھی۔

"رودی۔۔۔"

"جی موم"ہڑبڑا کر ماں کو دیکھا۔

"اف اچھا آؤ میرے ساتھ۔"جھنجھلا کر اسے دیکھتیں باہر نکل گئیں رودابہ بھی انہی

کے پیچھے ہولی۔

"پاؤں آگے کرو۔"اسے کسی سوچ میں گم پاؤں پکڑے دیکھ اپنی جانب متوجہ کیا۔

"آخر مسئلہ کیا ہے ہاں"اسکے بدلے رویئے پر اسے آگ ہی لگ گئی تھی وہ تمام حقیقت جانتی تھی لیکن اسکا ڈرامہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"کیسا مسئلہ ؟"اسکے پاؤں کو رومال کھولتے ایک آئی برو اچکا کر اسے دیکھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں کچھ جانتی نہیں سب سن چکی ہوں میں تمہاری اور آنٹی کی باتیں اس لیے یہ ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں آئی سمجھ"تپ کر اپنا پاؤں گھسیٹنا چاہا بالاج کے جبڑے سختی سے آپس میں جڑ گئے پیر پر گرفت بھی مضبوط ہوئی تھی۔

"تمہیں کیا..."

"چلو دانین جلدی سے ناشتہ کرو پھر میڈیسن لینی ہے"جویریہ بیگم ناشتے کی ٹرے لے کر کمرے میں داخل ہوئیں تو بالاج نے ایک تیز نظر دانین پر ڈالی اور لب بھینچ کر اسکے پاؤں کی ڈریسنگ کرنے لگا

"بالاج بیٹا آپ بھی جلدی سے فریش ہو جائیں"اپنے کڑیل جوان بیٹے کو دیکھتیں مسکرا کر بولیں جو کچھ بدلا بدلا لگ رہا تھا۔

"موم اسے اینٹی سیپٹک ٹیبلیٹ بھی دے دیجئے گا ورنہ بخار تیز ہو جائے گا۔"ایک نظر اسکے بخار اور غصے سے سرخ پڑتے چہرے پر ڈالی اور الماری سے کپڑے نکال

کر واشروم کی جانب بڑھ گیا،جویریہ بیگم نے ایک نظر دانین کو دیکھا جو سپاٹ چہرہ لیے ناشتے کی طرف متوجہ تھی مگر دونوں کے درمیان خاموشی وہ اچھی طرح محسوس کرچکی تھیں۔

☆☆☆☆☆

"عدن بیٹا بس اٹھ جاؤ میری جان کچھ کھالو کل سے ایسے ہی بھوکی ہو۔"فوزیہ بیگم اسکے کمرے میں آئیں تو وہ بیڈ پر اوندھی پڑی سو رہی تھی پردے ونڈو سے ہٹاتیں قریب ہی بیٹھ گئیں۔

"عدن اٹھو شاباش"اسکے ریشم جیسے بال پیچھے کیے۔

"عدن... "اسکا گال تھپکا مگر وہ بے سدھ پڑی تھی۔

"کیا ہوگیا میری بچی تمہیں۔"رخ موڑ کر سیدھا کیا مگر گردن اسکی گردن ایک جانب لڑھک چکی تھی وہ ایک گھبرا کر روتی ہوئی بشیر صاحب کے پاس بھاگی تھیں اور آناً فاناً اسے ہوسپیل شفٹ کردیا گیا، دو گھنٹے ہوچکے تھے آئی سی یو کا دروازہ بند ہوئے مگر اب تک کوئی خبر نہیں آئی تھی ڈاکٹر حماد بھی اندر ہی موجود تھے۔ایسا کیا ہوگیا تھا اچانک وہ زندہ دل خوش باش رہنے والی پھولوں جیسی لڑکی مشینوں کے ذریعے سانس لے رہی تھی؟

"جویریہ..."فون پر فوزیہ بیگم کی نم آواز سن کر وہ پریشان سی ہو گئیں

"کیا بات ہے فوزیہ سب خیریت تو ہے نا"وہ ابھی دانین کو دوائی کھلا کر نیچے آئی تھیں

"نہیں جویریہ کچھ خیریت نہیں ہے عدن آئی سی یو میں ہے نجانے کیا ہوگیا ہے اسے۔"وہ سسکتے ہوئے بولیں جویریہ بیگم کو یقین نہ آیا۔

"یہ۔۔کیا کہہ رہی ہو فوزیہ رات تک تو ٹھیک تھی عدن۔"حیران پریشان سی بولیں کیونکہ رات کو وہ بالکل صحیح تھی۔

"میں نہیں جانتی کہ کیا ہوا اسے اچانک"صدمے سے نڈھال ہورہی تھیں

"اچھا تم پریشان نہ ہو ہم آرہے ہیں انشاءاللہ سب بہتر کرے گا۔"انہیں تسلی دے کر اوپر بالاج کے روم میں آئیں وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔

"بالاج۔۔۔"وہ پریشان چہرہ لیے اسکے پاس آئیں دانین ڈریسنگ روم سے ابھی کپڑے چینج کرکے نکلی تھی

"کیا ہوا موم؟ "انکی نم آنکھیں دیکھ کر وہ بھی بے چین ہوگیا تھا

"عدن۔۔۔عدن کو نجانے کیا ہوگیا ہے آئی سی یو میں ہے وہ ابھی فوزیہ کی کال آئی ہے"جویریہ بیگم کی بات پر دانین حسن اور بالاج ذولفقار دونوں اپنی جگہ ساکت رہ گئے تھے بالاج کو لگا کسی نے اسکے پیروں تلے زمین گھسیٹ لی ہو۔

"کیا۔۔۔"بس اسکے سن ہوتے وجود سے اتنا ہی نکلا تھا جبکہ بالاج ذوالفقار کے ساکت

وجود نے دانین کے خدشے پر یقین کی مہر لگادی تھی۔
"جلدی چلو بالاج ہمیں فوراً ہوسپٹل پہنچنا ہے"اسے کہتیں باہر نکل گئی تھیں بالاج بھی ان کے پیچھے ہی نکلا تھا اور دانین دروازے کو خالی خالی نگاہوں سے گھورنے لگی جبھی وہ واپس کمرے میں آیا تھا اور عین اسکے مقابل آکھڑا ہوا دانین نے نظر جھکا کر سائیڈ سے نکلنا چاہا مگر وہ روک گیا تھا۔
"دماغ میں کسی بھی غلط سوچ کو جگہ مت دینا دانین بالاج سمجھ آئی"اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر بہت لگاؤ سے بولا تھا۔
"آنٹی ویٹ کررہی ہیں جاؤ پلیز۔۔۔میں دعا کروں گی اسکے لیے"بہت ضبط سے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کرتی بولی بالاج نے ایک نظر اسکو دیکھا۔
"ریسٹ کرو...اللہ حافظ"اسکے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑتا باہر نکل گیا دانین نے سختی سے آنکھیں بند کرتے نمی اپنے اندر اتاری تھی وہ کوئی پتھر دل یا بے حس نہ تھی جو اپنی دو دن کی یک طرفہ محبت پر اس معصوم آئی سی یو میں پڑی لڑکی کے لیے کچھ غلط سوچتی۔۔۔۔

☆☆☆☆☆

پورے چھ گھنٹے کے تھکا دینے والے انتظار کے بعد آئی سی یو کا دروازہ کھلا تھا اسکی حالت اب خطرے سے باہر تھی مگر ابھی اوبزرویشن میں رکھا گیا تھا بالاج فارحہ اور

صارم سمیت جویریہ بیگم بھی ان کے ساتھ ہی تھیں۔سب کے لبوں پر ایک سوال تھا مگر پھر بھی چپ تھے کسی کو نہیں معلوم تھا کہ عدن بشیر نے اچانک کس بات کا صدمہ لیا تھا جس سے وہ پیرالائز ہوتے ہوتے بچی تھی۔

"مجھے معاف کردینا عدن..میں کچھ نہ دے سکا تمہیں۔"آئی سی یو کے دروازے کو تکتے بہت کرب سے سوچتا اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ ابھی اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فرض تھے جنہیں پورا کرنا تھا۔

"صارم ہمیں ہیڈ کوارٹر میٹنگ میں پہنچنا ہے۔"گھڑی دیکھتا اسکے پاس آکر بولا تو فارحہ اور صارم نے پہلے ایک دوسرے کو پھر اسے دیکھا۔

"ہم کل صبح تک ڈیلے کرواسکتے ہیں۔"صارم سنبھل کر بولا۔

"میجر صارم تمہیں کیا لگتا ہے وہ لوگ تمہارے انتظار میں بیٹھے ہونگے اگر ہم نے ذرا بھی وقت ضائع کیا تو مشن فیل ہوسکتا ہے اس بات کا اندازہ ہے تمہیں۔"اسکا لہجہ کسی بھی رعایت سے عاری تھی وہ فوراً اٹینشن ہوگیا تھا۔

"اوکے چلو"

"اور فارحہ تم یہیں ہونا؟"اسکی جانب دیکھا۔

"یس میجر میں عدن کے پاس ہی رکوں گی۔"

"ٹھیک ہے تو کوئی بھی بات ہو ہم سے شیئر کردینا۔"اسے ہدایت دیتا صارم کے

ساتھ باہر کی جانب بڑھ گیا تھا جویریہ بیگم فوزیہ کے ساتھ ڈاکٹر کے روم میں تھیں جس کی وجہ سے ان سے نہ مل سکا تھا۔

"تجھے کیا لگتا ہے عدن کو اچانک کیا ہوا ہے۔"ڈرائیونگ کرتے صارم نے اس سے پوچھا جو سگریٹ سلگا رہا تھا وہ بس کبھی کبھی اپنی فرسٹریشن دور کرنے کے لیے پیتا تھا، ایک لمحے کے لیے اسکا لائٹر جلاتا ہاتھ ساکت ہوا تھا مگر پھر اگلے ہی لمحے نارمل انداز میں کندھے اچکا گیا۔

"میں نہیں جانتا شاید کل والے حادثے کا صدمہ لیا ہو۔"اپنی جانب سے بہت مضبوط پوائنٹ اٹھایا تھا صارم نے چہرہ اسکی جانب کرتے غور سے اسکو دیکھا۔

"ہاں ہوسکتا ہے ویسے بھی تیرا غم تو پالنے سے رہی۔"سر جھٹکتا ونڈ اسکرین کو دیکھنے لگا بالاج نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"کیوں میں کوئی وعدہ توڑ کر بھاگا ہوں اس سے جو میرا غم پالے گی اگر ایسا کرے گی تو سراسر حماقت ہوگی۔"اپنے اندر ایک لاوا پکتا محسوس کررہا تھا۔

"میں جانتا ہوں بالاج اس میں تیرا کوئی قصور نہیں مگر یہ عورت ذات بہت بھولی اور ناسمجھ ہوتی ہے ہر چیز میں شدت پسند پائی جاتی ہیں۔"وہ خاموشی سے سگریٹ پیتا رہ۔

"اب دیکھ فارحہ ہماری شادی کینسل ہونے پر کیا ہنگامہ کرے؟"اس نے جان کر

بات گھمادی بالاج نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی۔
"اس سے تو نہیں مگر تجھ جیسے گھامڑ سے یہ توقع کی جاسکتی ہے۔"اسکی بات پر صارم نے گھور کر اسے دیکھا اور توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کرلی کیونکہ اس سے کسی کام میں جیتنا ناممکن تھا خواہ وہ باتیں ہی کیوں نہ ہوں۔

☆☆☆☆

اک بوند برس ،

اک اشک چھلک ،

خاموش نظر !

کوئی بات تو کر ،

دل دکھتا ہے ،

تو میرے دل پر ہاتھ تو رکھ ،

میں تیرے ہاتھ پہ دل رکھ دوں ،

دل درد بھرا ،

جو اس کو چھوئے ،

یہ اس سے ملے ،

اک لفظ محبت بول ذرا ،

میں سارے لفظ تجھے دے دوں ،

دل درد سراب کو آب سے بھر ،

تو میرے خواب پہ آنکھ تو دھر ،

میں تیری آنکھ میں خواب بھروں ،

خاموش محبت !

بات تو کر ،

دل دکھتا ہے۔۔۔!!!

رات کے بارہ بج رہے تھے پورا شہر اندھیرے اور خاموشی کی لپیٹ میں تھا وہ ٹھنڈی ہواؤں سے لڑتی تیز بخار کے باوجود بالکنی میں کھڑی تھی ایک گھنٹے پہلے عدن کو ہوش آگیا تھا یہ خبر بھی اسے رودابہ نے دی تھی۔

"یا اللہ تو نے میرے دل میں اس شخص کی محبت ڈالی ہی کیوں جب پہلے ہی کوئی اسے دل میں بیٹھائے بیٹھا ہے۔۔۔لیکن میں جان کر تو اسکی زندگی میں نہیں آئی... اور اگر بالاج ذوالفقار کے دل میں عدن بشیر موجود ہے تو دانین حسن کہاں ہے؟اور یہاں اسکے گھر میں کیوں موجود ہے؟"یہ سوال صبح سے نجانے کتنی بار خود سے کرچکی تھی مگر جب ماتھے پر اس شخص کا لمس محسوس کرتی تو نئے سرے سے الجھ جاتی۔

"کیا وہ ترس تھا جو وہ اپنے لمس کی صورت اسکی جھولی میں ڈال گیا تھا؟ کیا اتنی ادنیٰ تھی وہ کہ ایک سہارے کے لیے کسی کے درد پر پڑی رہتی؟" آنکھوں سے گرم سیال نکلنے لگا جبھی ٹیبل پر پڑا اسکا فون بج اٹھا تھا مڑ کر دیکھا "بھابھی کالنگ" لکھا آرہا تھا اسے لگا کسی نے اسکے جلتے دل پر پھایہ سا لگا دیا ہو۔

"ہیلو۔۔۔اسلام و علیکم" ہاتھ کی پشت سے آنسو رگڑتی مسکرا کر بولی۔

"وعلیکم سلام میری جان کیسی ہو۔" چہک کر بولی۔

"بہت خوش بہت اچھی بہت پرسکون..." کہتے کہتے آواز خود ہی مدھم پڑ گئی۔

"ماشاءاللہ خوش رہو مگر یہ آواز اتنی بھاری کیوں ہورہی ہے آئسکریم کھائی ہے نا۔" وہ خشمگین لہجے میں بولی۔

"یہاں کا موسم آئسکریم جمانے والا ہو رہا ہے بس اسی لیے بیٹھ گئی شاید۔" اب اسے واقعی ٹھنڈ لگنے لگی تھی شال کو اپنے گرد لپیٹتی جھولے میں آکر بیٹھ گئی۔

"کیا کر رہیں تھی؟"

"کچھ بھی نہیں فارغ بیٹھی ہوں۔" جھولے کی پشت سے سر ٹکا گئی۔

"ویسے نینی ماما پوچھ رہی تھیں کہ بال تو کٹوا چکی ہو گی تم؟" ہنستے ہوئے بولی وہ ایک گہری سانس بھر کر رہ گئی اب انہیں کیا بتاتی کہ اسے بھی اب اپنے لمبے بال اچھے لگنے لگے تھے۔

"نہیں آج کل انہیں بھی سر چڑھایا ہوا ہے موقع نہیں ملا کٹنگ کروانے کا۔"موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا بالاج کی کال آرہی تھی۔

"بھابھی میں بعد میں بات کرتی ہوں دوسری کال آرہی ہے۔"عجلت میں بولی۔

"چلو ٹھیک ہے خیال رکھنا اپنا اللہ حافظ۔"اسے خدا حافظ کر کے کال کٹ کی اور ایک سانس کھینچ کر خود کو نارمل کرنے لگی۔

"ہیلو"سپاٹ لہجے میں بولی۔

"کس سے بات کررہی تھیں کچھ احساس ہے کب سے کال کر رہا ہوں۔"وہ صحیح معنوں میں تپ اٹھا تھا ابھی میٹنگ سے فارغ ہوا تھا۔

"بھابھی سے بات کررہی تھی مجھے نہیں پتا تھا کہ تم کال کررہے ہو۔"لہجہ ہنوز وہی تھا وہ ایک گہری سانس بھرکر رہ گیا۔

"ہم مشن پر نکل رہے ہیں ماما کو بتا دینا۔"اس کا لہجہ بھی اکھڑا اکھڑا ہوگیا تھا۔

"مگ۔۔مگر تمہیں مل کر جانا چاہیئے تھا ان سے۔"اسکا دل یکدم بے چین ہوگیا ساری لاتعلقی کہیں جاسوئی تھی۔

"نہیں ارجنٹ نکلنا ہے بس ان سے کہنا دعا کریں۔"

"جب سب انہی سے کہنا تھا تو مجھے کال کرنے کی زحمت کیوں کی۔"

" ان کا فون نہیں لگ رہا تھا۔"

"اوہ۔۔ٹھیک میں کہہ دوں گی.. اللہ حافظ۔"

"نہیں رکو!"

"کیوں مزید کوئی پیغام دینے ہیں؟"

"ہاں کسی سے کہنا اتنی ٹھنڈ میں کھلی ہوا میں نہ بیٹھے مزید بیمار ہوجائے گی۔"

دانین کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔

"میں نہیں کہوں گی نوکر نہیں ہوں تمہاری۔"

"کوئی بات نہیں میں واپس آکر سارے حساب برابر کرلوں گا۔"

"اونہہ حساب کتاب میں پکے ہوتے تو کسی کا اتنا سخت امتحان نہ لیتے۔"عدن کی کیفیت ذہن میں آئی تو یکدم ہی بہت تلخ ہوگئی۔

"بہت طنز کرنے لگی ہو صحیح کی بیوی بنتی جارہی ہو۔"

"غصہ مت دلاؤ سمجھ آئی۔"

"اوکے نہیں دلاتا۔۔۔چلتا ہوں انشاءاللہ اگر زندگی رہی تو روبرو بیٹھ کر شکوے سنوں گا۔"اسکے گھمبیر لہجے پر دانین کو اپنی آنکھیں نم ہوتی محسوس ہوئیں، چند لمحے اسی طرح خاموشی کی نظر ہوگئے۔

"اللہ حافظ۔۔۔"رندھی ہوئی آواز میں کہتی کال منقطع کرکے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

☆☆☆☆

جون! تمہیں یہ دور مبارک، دُور غمِ ایاّم سے ہو
اک پاگل لڑکی کو بھُلا کر اب تو بڑے آرام سے ہو
ایک ادھوری انگڑائی کے مستقبل کا خون کیا
تُم نے اس کا دل رکھا یا اس کے دل کا خون کیا

اسے ہوش آئے کافی دیر ہوچکی تھی ماما بابا اور جویریہ بیگم تھوڑی دیر اسکے پاس بیٹھ کر باہر چلے گئے تھے مگر وہ بس خالی خالی نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے اندر سے سب خالی ہوچکا ہے ایک ایسا ویران صحرا جس کے دور دور تک پانی کے ایک قطرے کی امید نہ ہو۔اس نے زندگی میں بس ایک شخص کو چاہا تھا شاید یہ پہلی نظر کی محبت تھی جس پر خاموش عشق وارد ہوچکا تھا اس شخص کے عشق میں اتنا کھو گئی کہ یہ خوف بھی بھول گئی کہ وہ اس کی منزل ہے بھی یا نہیں اسے وصل نصیب بھی ہوگا یا نہیں۔۔اور آج وہ تہی دست تہی داماں تھی اس کا عشق نامراد ٹھہرا تھا اور۔۔۔

اور وہ چھوٹی سی لڑکی۔۔۔

دانین حسن بغیر کسی جدوجہد بغیر کسی لگن کے فاتح ٹھہری تھی۔۔۔

کتنی خوش قسمت تھی وہ۔۔۔کچھ لوگ اللہ کے کتنے پسندیدہ ہوتے ہیں۔۔۔ جنہیں وہ بغیر مانگے نواز دیتا ہے

دانین حسن کا شمار بھی انہی خوش قسمت لوگوں میں ہوتا تھا۔۔اور عدن بشیر ؟وہ اللہ کے کیسے بندوں کی فہرست میں تھی؟ خود سے سوال کرتی سختی سے آنکھیں بند کر گئی دو آنسو چپکے سے اسکی کنپٹیوں میں جذب ہوئے تھے۔

"عدن۔۔۔"ایک گھمبیر آواز اسکے بہت قریب سے ابھری تھی آنکھیں کھول کر دیکھا تو ڈاکٹر حماد اپنی شاندار شخصیت لیے اس کے قریب ہی کھڑے تھے

"کیسا فیل کررہی ہو اب"چیئر کھسکا کر اسکے قریب ہی بیٹھ گئے

"ٹھیک ہوں"مختصر جواب دیتی دوبارہ آنکھیں بند کر گئی

"بھئی تم نے تو ہم سب کی جان ہی نکال دی تھی۔۔۔"اسکی فائل چیک کرتے بولے مگر وہ خاموش رہی

"میں تو تمہیں کافی اسٹرونگ سمجھتا تھا"مسکرا کر کہتے اسکی نبض چیک کرنے لگے۔

"مجھے بھی یہی غلط فہمی لاحق تھی اپنے بارے میں۔"ایک تلخ مسکراہٹ اسکے لبوں پر آئی تھی ڈاکٹر حماد نے بہت غور سے اسے دیکھا۔

"میں جس عدن کو جانتا ہو وہ اتنے کمزور آعصاب کی مالک بالکل نہیں کہ اتنے سے حادثے پر ہوسپٹل پہنچ جائے"

"اتنا سا حادثہ۔۔"اس نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا مگر وہ سن چکے تھے

"عدن۔۔۔ کیا بات ہے؟تم مجھ سے شیئر کرسکتی ہو"اس کو بہت گہری نظروں سے دیکھ رہے تھے بات کچھ اور تھی جو اب تک پسِ آئینہ تھی

"ڈاکٹر حماد آئی نیڈ سم اسپیس... پلیز۔۔۔پلیز لیو می آلون"بہت منت سے بولی تھی وہ چند لمحے اسکی آنکھوں میں موجود کرب کو دیکھتے رہے پھر لب بھینچ کر اٹھ کھڑے ہوئے

"اوکے۔۔۔ ریسٹ کرو تم"ایک نظر اس پر ڈال کر کمرے سے نکل گئے عدن نے ایک نظر دروازے کو دیکھا پھر نڈھال سی ہوکر آنکھیں بند کرگئی۔۔

******

یہ اسلام آباد کی پہاڑیوں کے ویرانے میں قائم ایک عالیشان کوٹھی تھی جس کے سیکنڈ فلور پر وہ سیٹھ مدثر کے ساتھ بیٹھی شراب اور شباب سے لطف اندوز ہورہی تھی۔

"کچھ بھی کہہ تو سنتو مگر اس چیونٹی نے تجھے تگنی کا ناچ نچا دیا ہے"قہقہہ لگا کر بولا جس سے اسکا پورا بد ڈھول وجود بھی ساتھ ہلا تھا سنتو بائی نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی۔

"جب منہ کھولیو بکواس ہی کریو تجھے کیا لگتا ہے ایک چیونٹی کی میرے سامنے کوئی

اوقات ہے چھپتی پھر رہی ہے" تنفر سے کہتی سامنے رقص کرتی لڑکیوں کو دیکھنے لگی۔

"کہاں چھپی وہ میجر اسے کراچی سے یہاں لے آیا تیرا مال تجھ سے چھین لیا اب تو تو یہ نہیں کہہ سکتی"وہ بھی مزہ لے رہا تھا اسے آگ لگا کر۔

"تو کیا سمجھتا ہے وہ مال چلا گیا تو کیا ہوا اس شہر میں تتلیوں کی کمی تھوڑی ہے"اپنی ہی سوچ میں گم بولی۔

"کیا مطلب؟"وہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"جاکر دیکھ بیسمینٹ۔۔۔میلا لگا ہے جسے آج اپنے ساتھ قطر لے کر جارہی ہوں وہاں کے شیخ تو انکی تصویروں پر ہی مر مٹے ہیں"بیہودگی سے قہقہہ لگاتی چکن ونگز سے انصاف کرنے لگی۔آج رات وہ اغواء شدہ لڑکیوں کو لے کر قطر روانہ ہورہی تھی۔

"تو نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی؟ پہلے اس لونڈی کا لارا دیتی رہی جو میجر کی جھولی میں گر گئی اور اب انہیں بھی لے کر جارہی ہے"سیٹھ کا منہ ہی بن گیا۔

"اس کمینی کا تو وہ حال کروں گی پناہ مانگے گی مجھ سے۔"زہریلے لہجے بولی دانین حسن کی وجہ سے اس نے بہت نقصان اٹھایا تھا جسے وہ ایسے ہی جانے نہیں دے سکتی تھی۔تبھی ایک آدمی ہال میں تیزی سے داخل ہوا۔

"بائی... ایک۔۔۔ایک بری خبر ہے۔"ہانپتا ہوا قریب آیا اس نے ایک قہر برساتی نگاہ اس پر ڈالی۔

"کیسی خبر؟"

"وہ۔۔وہ آرمی... آرمی کے بندوں نے گھیراؤ کر لیا ہے پوری کوٹھی کا۔"تھوک نگلتے بولا سنتو بائی کو لگا کسی نے پیروں تلے زمین کھینچ لی ہو ایسا ہی کچھ حال سیٹھ مدثر کا بھی ہوا تھا۔

"کمینوں۔۔۔یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔۔اتنی خفیہ جگہ کی کیسے خبر ہوسکتی ہے ان لوگوں کو۔"دھاڑتی ہوئی اس کا گریبان پکڑ گئی۔

"بتا مجھے کیسے پتا چلا ان لوگوں کو؟"

"بائی مجھے۔۔مجھے نہیں پتہ"اس درندی کے جنون سے کانپتا ہوا بولا۔

"جمشید کو بھیج۔"اسے دھکا دیتی کنپٹیاں مسلنے لگی وہ تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔

"سنتو کیا کریں گے اب ہم؟"سیٹھ مدثر خوف سے بولا۔

"یس میڈم آپ نے بلایا۔"وہ فوراً حاضر ہوا تھا۔

"جمشید کیسے پتہ چلا ان کتوں کو اس ٹھکانے کا؟"کسی ناگن کی طرح پھنکاری تھی۔

"میڈم ابھی اس بات کو چھوڑیں اور جان بچائیں اپنی کوئی دوسرا راستہ ہے تو نکلنے کی کریں۔"وہ فکرمندی سے بولا کیونکہ صرف سنتو بائی یا اس کے خاص آدمیوں کو ہی

اس کوٹھی کے خفیہ راستوں کے بارے میں معلوم تھا۔

"ہاں جمشید صحیح کہہ رہا ہے چل سنتو۔"سیٹھ مدثر نے بھی اسکی تائید کی، پھر وہ تینوں تیزی سے ہال سے نکل کر سنتو بائی کے کمرے کی جانب بڑھے تھے جمشید اور سیٹھ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا باہر سے مسلسل گولیاں چلنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

"یہ ٹیبل ہٹاؤ تم دونوں۔"دروازہ بند کرکے کونے میں رکھی ٹیبل کی جانب اشارہ کیا ان دونوں نے فوراََ اس پر عمل کیا اور کارپیٹ ہٹایا تو ایک چوکور سا ڈھکنا دیکھ کر سنتو بائی سمیت دونوں کے لبوں پر ایک کمینی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"بائی آپ دونوں نکلو اتنے میں ان کتوں کو یہاں آنے سے روکتا ہوں۔"جمشید کی بات پر اسکے لبوں پر ایک متاثر کن مسکراہٹ آئی تھی۔

"یہ چابیاں پکڑ اور لڑکیوں کو نکال کر پچھلی طرف کھڑی کالج وینز میں سوار کروادے۔"اسے دوسرے بیسمنٹ کی چابیاں تھماتی نیچے تہخانے کی طرف جاتی سیڑھیاں اتر گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

"دیکھ بائی میں صرف اپنے شوق پورے کرنے آتا تھا ادھر اتنی سی بات کی اتنی بڑی سزا نہیں بھگتنا چاہتا"سیٹھ مدثر اندھیرے راستے میں اسکے ساتھ چلتا ہانپتا ہوا

بولا۔

"تو تجھے کیا لگ رہا ہے مجھے شوق ہے ان کے ہتھے چڑھنے کا،ایک بار نکل جانے دے یہاں سے پھر دیکھ یہاں کی مخبری کرنے والے کا کیا حال کرتی ہوں۔"غراتے ہوئے بولی اور ایک مضبوط لوہے کا دروازہ کھولا سامنے ایک بڑا سا کمرا تھا جس کے کونے میں ایک اور لوہے کا دروازے لگا تھا۔

"یہ راستہ میں نے ایسے ہی خطروں کے پیشِ نظر بنوایا تھا۔"مسکرا کر سیٹھ کی بدحواس شکل دیکھی جو اب گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

"اور اگر خطرہ خود ہی اس راستے سے آجائے تو کیا کرے گی سنتو بائی۔"ایک گرجدار آواز بیسمنٹ میں گونجی تھی سنتو بائی نے مڑ کر دیکھا کسی لمبا چوڑے شخص کا سایہ نظر آیا تھا۔

"کون ہے بے سامنے آ..."فوراً خود کو سنبھالتی زور سے دھاڑی۔

"ٹھیک ہے مرنے سے پہلے تیری یہ خواہش بھی پوری کردینی چاہیئے۔"اس شخص کی آواز پر چھت میں لگا سو والٹ کا بلب روشن ہوا تھا اور سنتو کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔

"تیمور۔۔۔"

"آہاں وہ تو فرضی کریکٹر تھا میم عمارہ کی طرح۔"تمسخرانہ انداز میں کہتا قریب آیا۔

"کون ہے تو اور چاہتا کیا ہے؟"بس نہیں چل رہا تھا اسے ابھی اپنے ہاتھوں سے ختم کر دے۔

"گڈ کوئسچن۔۔۔میجر بالاج ذوالفقار کا نام تو سن چکی ہو گی اب تک۔۔۔بس تیری جان چاہتا ہوں" سائیڈ میں پڑی چیئر پر بیٹھتا اطمینان سے بولا،چار گن مین اسکے ارد گرد کھڑے تھے باقی ممبرز لڑکیوں کو ڈھونڈ رہے تھے۔

"اوہ تو تو اس **** کو اپنے پروں میں چھپائے بیٹھا ہے۔"بیہودہ قہقہہ لگاتی بولی بالاج کی آنکھوں میں خون اترنے لگا۔

"قسم ہے مجھے اسکی اور باقی معصوم لڑکیوں کی عزت کی تیری قبر اسی بیسمنٹ میں بناؤں گا۔"اسکی سرد آواز پر سنتو بائی کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑتی محسوس ہوئی تھی جبکہ سیٹھ دم سادھے کھڑا تھا۔

"تو نے اگر مجھے ہاتھ بھی لگایا اور یہاں سے نکلنے نہ دیا تو وہ ساری لڑکیاں ماری جائیں گی مگر تو ان کی لاشوں تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔"اس نے بھی اپنا آخری پتہ پھینکا مگر بالاج کے چہرے پر اطمینان ہنوز قائم تھا۔

"ٹھیک ہے اس کا بھی ابھی پتہ چل جائے گا'کیپٹن جنید..."اسکی پکار پر کیپٹن جنید کمرے میں داخل ہوا تو سیٹھ اور سنتو بائی کو جیسے پورا کمرا گھومتا محسوس ہوا۔

"غدار کمینے۔۔۔"وہ سامنے کھڑے جمشید کو دیکھ کر پاگل ہو اٹھی تھی اور کسی زخمی

ناگن کی طرح اس پر حملہ کرنا چاہا مگر اسکے ایک زوردار طمانچے نے اسے زمیں بوس کردیا۔

"سر اس جیسے عورت کے نام پر دھبے کو عبرت کا نشان بنادیں آج،میجر صارم اور ممبرز لڑکیوں کو خفیہ مقام سے نکال رہے ہیں۔" نفرت سے اس ناگن کو دیکھتا بالاج سے مخاطب ہوا۔

"میجر اگر مجھے کچھ ہوا تو اچھا نہیں ہوگا۔"

"اس سیٹھ کو تو ذرا لے کر جاؤ۔" اس نے دو کمانڈوز کو آرڈر دیا جبھی سنتو بائی نے سیٹھ کی جیب سے گن نکال کر جمشید پر چلانی چاہی مگر بالاج نے ایک زوردار لات اسکے ہاتھ پر ماری جس سے وہ گولی کیپٹن جنید کے بجائے سیٹھ مدثر کے پیٹ پر جالگی وہ وہیں گر کر تڑپنے لگا تھا۔وہ ایکدم لڑکھڑا کر پیچھے گری اور گن دوسری جانب گری تھی۔

"کتے تیری رکھیل کو نا میں نے کوٹھے پر بیٹھایا ہو تو میرا نام بھی سنتو بائی نہیں۔۔۔۔۔۔۔" وہ پاگلوں کی طرح چیختی اسکی جانب بڑھی۔۔۔

بالاج کو لگا کسی نے اسکے وجود میں شعلے بھر دیئے ہوں جنید کی بیلٹ سے گن نکالتا اس کی طرف مڑا تھا اور تڑ تڑ گولیاں اسکے وجود میں داغتا چلا گیا پورا بیسمنٹ اسکی دلخراش چیخوں سے گونج رہا تھا مگر بالاج ذوالفقار کے ذہن میں اسکے پلید جملے شور

مچارہے تھے پورا میگزین اس پر خالی کرنے کے بعد اپنی خون آلود آنکھوں سے اسکا چھلنی وجود دیکھا جو دیوار سے لگی ٹیڑھی گردن لیے اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی، ایک گہری سانس خارج کی اور جنید کو گن تھمادی۔

"سر میجر صارم نیڈ آر ہیلپ۔"جنید کے فون پر کمانڈو کے میسج نے ان دونوں کو چونکا دیا۔

"ہمیں فوراً نکلنا ہو گا یہاں سے۔"وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھے تھے۔۔

☆☆☆☆☆

"کیسا فیل کر رہی ہو اب۔۔"صبح ہوچکی تھی فارحہ اس سے ملنے آئی تھی کیونکہ رات کو اسکی طبیعت کی وجہ سے وہ بغیر ملے چلی گئی تھی۔عدن خاموش ہی رہی۔

"کیا بات ہے تم اتنی چپ چپ سی کیوں ہو؟"محبت سے اسکا ہاتھ تھاما مگر وہ فوراً چھڑا گئی۔

"ایک سوال کا جواب دو مجھے۔"لب بھینچتے بمشکل اٹھ کر بیٹھی فارحہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا؟"

"کیا تمہیں بھی بالاج ذوالفقار کے نکاح کا علم تھا؟"اسکی بات پر فارحہ ایک لمحے کے لیے چپ رہ گئی اسی لمحے ڈاکٹر حماد اسکی فائل لے کر روم میں داخل ہوئے تھے،

"دیکھو عدن۔۔۔"

"ہاں یا نہیں، بتاؤ مجھے۔"فارحہ نے ڈاکٹر حماد کو دیکھ لیا تھا۔

"دیکھو عدن پلیز خود کو سنبھالو میں سب کچھ تمہیں بتادوں گی۔"اس نے حماد کی موجودگی کی وجہ سے اسے چپ کروانا چاہا مگر وہ جیسے سب کچھ بھلا بیٹھی تھی۔

"مطلب تمہیں سب پتا تھا.... تم بھی.... اس شخص کی طرح دھوکے میں رکھے ہوئی تھیں مجھے.... کیوں فارحہ کیوں؟"سسکتے ہوئے بولی جبکہ ڈاکٹر حماد لب بھینچتے الٹے قدموں روم سے باہر نکل گئے۔

"چلی جاؤ نہیں کرنی مجھے تم سے کوئی بات، تم بھی جھوٹی ہو دغا باز ہو۔"وہ بپھر اٹھی اندر کا پکتا لاوا باہر آنے لگا تھا۔

"ہوش میں آؤ عدن۔۔"اسکے بازو پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔

"میں صرف ڈاکٹر حماد کی وجہ سے چپ تھی جو ابھی یہاں سے نکلے ہیں۔"اسکی بات پر عدن نے زہر خند انداز میں اسکے ہاتھ جھٹکے۔

"مجھے کسی کی پرواہ نہیں فارحہ جاؤ یہاں سے۔"اپنے آنسو رگڑتے ہوئے بولی۔

"عدن تم کچھ نہیں جانتیں۔۔۔ تمہیں نہیں معلوم کہ میجر بالاج نے کتنی بڑی قربانی دی ہے۔"رنجیدگی سے کہتی اسکے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی اس کے لبوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم جانتی ہو دانین پوری ایک رات گھر سے غائب رہی تھی، جس کی وجہ سے اسکی بارات واپس لوٹ گئی تھی۔"اس نے چونک کر فارحہ کو دیکھا۔

"تو بالاج کا کیا تعلق تھا اس بات سے..."اپنی بے بسی پر اسکی آنکھیں پھر نم ہونے لگیں۔

"کیونکہ اس معصوم کو ہم لوگوں نے ہی اپنے مشن کے لیے اغواء کیا تھا۔"اپنے لب کاٹتے تاسف سے بولی جبکہ عدن دنگ سی رہ گئی تھی۔

"یہ۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو فارحہ۔"

"ہاں عدن! دانین کی پروفیسر اسے مس یوز کررہی تھی اور میجر بالاج کو دانین پر بھی شک تھا، اسی لیے اسے اغواء کیا تھا مگر دانین کے سسرال والوں کو بارات والے دن اس بات کی خبر ہوگئی اور انہوں نے بارات لانے سے منع کردیا تھا۔ ہم مشن کے حوالے کوئی بھی بات لیک نہیں کرسکتے تھے پھر آنٹی نے انہیں انسسٹ کیا تھا نکاح کرنے کے لیے۔"وہ سب کچھ بتاتی چلی گئی جبکہ عدن یکدم خاموش ہوگئی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے دانین اور میجر بالاج نے کوئی محبت کی شادی کی ہے؟ نہیں عدن تم سوچ بھی نہیں سکتیں دانین اور اسکی فیملی نے کیسی کیسی نظروں کا سامنا کیا تھا جب بارات نے آنے سے انکار کردیا تھا اور میجر بالاج۔۔۔"ایک نظر اسکے

ساکت وجود کو دیکھا جو پتھرائی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی ہے۔

"وہ انکار کر چکے تھے شادی سے۔۔۔انہیں آخری دم تک تمہارا خیال تھا عدن کہ تم پر کیا بیتے گی۔۔ اگر اسد حسن میجر بالاج کا دوست نہ ہوتا تو شاید وہ یہ احسان دانین کی فیملی پر کبھی نہ کرتے۔" اپنے آنسو صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی وہ بس نم آنکھوں سے اپنی ہتھیلیاں گھور رہی تھی۔

"مجھے امید ہے تم دل میں کوئی بدگمانی نہیں رکھو گی میجر بالاج یا دانین کے لیے، کیونکہ وہ بھی حالات کے آگے بےبس تھے۔" اپنا بیگ اٹھا کر ایک گہری سانس بھرتی باہر نکل گئی ،جہاں ڈاکٹر حماد ساکت سے کھڑے تھے، اسے دیکھ کر خاموشی سے آگے بڑھ گئے مگر ان کی آنکھوں کا تاثر فارحہ کو الجھا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

"آنٹی میں بھی چلوں آپ کے ساتھ؟" وہ چاروں اس وقت ناشتے کی ٹیبل پر تھے، جویریہ بیگم رات کو ہی عدن سے مل کر واپس آ گئیں تھیں۔انہوں نے ایک نظر اسکے معصوم سے چہرے کو دیکھا پھر مسکرا کر سر اثبات میں ہلا گئیں۔

"ہاں بیٹا ضرور ملنا، شام کو وہ ڈسچارج ہو جائے گی پھر سب ملنے چلیں گے۔" اس کا گال تھپک کر بولیں وہ بھی ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئیم دل پر ایک عجیب سی بے چینی سوار تھی کل سے بالاج کی جانب سے کوئی خبر نہیں آئی تھیم سمجھ نہیں

آرہا تھا کہ کس سے اپنی الجھن شیئر کرے۔
"ذوالفقار کوئی خبر آئی بالاج کی طرف سے۔۔"اس کے دل میں دبا سوال جویریہ بیگم کے لبوں پر آگیا
"نہیں اب تک کوئی اپڈیٹ نہیں آئی مگر انشاءاللہ سب بہتر ہو گا دعا کرو۔"وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے دانین کا دل یکدم ہر چیز سے اچاٹ ہوگیا وہ بھی ٹیبل سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
"دانین رات کو بھائی سے بات ہوئی تھی تمہاری کچھ بتایا تھا انہوں نے؟"رودابہ کی آواز پر اس نے چونک کر اسے دیکھا پھر نفی میں سر ہلا گئی۔
"آنٹی کا موبائل آف جارہا تھا اسی لیے کال کی تھی بس دعا کرنے کو کہا تھا۔"لب کاٹتے آہستہ سے بولی، جویریہ بیگم کے لبوں پر ایک گہری مسکراہٹ آگئی کیونکہ ان کا موبائل سارا وقت آن تھا اور بالاج نے نکلنے سے پہلے انہیں خدا حافظ بھی کیا تھا۔
"کیا۔۔۔کون سے ہوسپٹل... اوکے اوکے ہم پہنچ رہے ہیں۔"ذوالفقار صاحب کی فکر مند آواز پر تینوں نے چونک کر انہیں دیکھا تھا جو موبائل پر کسی سے بات کررہے تھے..
"کیا بات ہے ذوالفقار سب خیریت تو ہے نا۔"جویریہ بیگم گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں

"بالاج کو سیویئر انجریز آئی ہیں۔۔۔۔۔۔ آئی سی یو میں ہے۔۔۔۔"فون کاٹ کر ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں سے انہیں دیکھا جویریہ بیگم ایکدم لڑکھڑائی تھیں، رودابہ نے فوراً انہیں تھام لیا۔

"پلیز موم سنبھالیں خود کو انشاءاللہ بھائی ٹھیک ہوجائیں گے۔"نم لہجے میں بولی جبکہ دانین اپنی جگہ ساکت سی کھڑی خالی خالی نظروں سے ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ذوالفقار مجھے میرے بچے کے پاس لے چلیں۔۔۔۔۔۔پلیز"روتے ہوئے بولیں وہ ماں تھیں اس جوان کی جو وطن کی حفاظت کے لیے اپنی جان داؤ پر لگا آیا تھا۔۔۔

"ہاں چلو باہر آؤ جلدی۔۔۔۔۔"وہ سرہلاتے عجلت میں باہر نکل گئے، رودابہ اور جویریہ بیگم بھی باہر کی جانب بڑھ رہیں تھی مگر دانین کو اپنی جگہ کھڑا دیکھ رک گئیں۔

"دانین تم نہیں چل رہیں بھائی کے پاس؟"رودابہ نے مڑ کر اسے دیکھا جو ساکت کھڑی ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی، پھر نفی میں سر ہلاتی قدم قدم پیچھے ہٹی اور مڑ کر تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئ تھی۔

"یہ وقت بہت مشکل ہے رودابہ اسکے لیے۔"جویریہ بیگم نے نم آنکھوں سے اسے اوپر جاتے دیکھا اس کا حال وہ اچھے سے جانتی تھیں کہ کیا بیت رہی ہوگی اس پر۔۔۔۔اور رودابہ کے ساتھ باہر کی جانب بڑھ گئیں۔

☆☆☆☆☆

میجر بالاج اور کیپٹن جنید جب کوٹھی کے دوسرے حصے میں پہنچے ایک پل کے لیے دنگ رہ گئے تھے وہاں جیسے قیامت کا منظر تھا ہر طرف سے آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔

"صارم اور لڑکیاں کہاں ہیں؟"شعلوں پر نظر ڈالتا چیخا۔

"سر میجر صارم اور دو لڑکیاں اندر ہیں، ہماری ٹیم اندر جانے کی کوشش کر رہی ہے،لڑکیوں کو جہاں قید کیا گیا تھا وہاں پہلے سے ہی کیروسن چھڑکا ہوا تھا جس کی وجہ سے یہ آگ لگی ہے..."کیپٹن باسط تیزی سے اسکے قریب آیا باقی فوجی آگ بجھانے میں مصروفِ عمل تھے،ابھی اسکی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی جب بالاج تیزی سے آگ میں جھلستے ہال نما کمرے کی طرف بڑھ گیا، پیچھے سے اسکے ساتھیوں کی آوازیں آرہی تھیں مگر اس وقت ذہن میں صارم اور وہ معصوم لڑکیاں تھیں ایک کمرے کے دروازے کو لات مار کر کھولا، اندر کسی کی چیخوں کی آوازیں گونج رہیں تھی، وہ کھانستا ہوا اندر داخل ہوا۔دوسری جانب سے چہرے اور کپڑوں پر جگہ جگہ کالک لگا صارم ایک بےہوش لڑکی کو لے کر آرہا تھا۔

"صارم۔۔۔"وہ تیزی سے اسکے قریب آیا۔

"بالاج۔۔۔وہاں ایک۔۔۔ایک بچی ہے اسے بچا، وہ مر جائے گی۔"وہ بری طرح

ہانپ رہا تھا۔
"تو باہر نکل میں لا رہا ہوں اسے۔"اسکی پیٹھ تھپک تیزی سے اس کمرے کی جانب بڑھا چاروں جانب دھواں اور شعلے تھے۔
"بچاؤ۔۔۔۔"اس نے آواز کے تعاقب میں دیکھا تو ایک تیرہ چودہ سالہ معصوم بچی بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کے پیچھے چھپی چھوٹا سا ڈنڈا پکڑے رو رہی تھی۔
"انکل۔۔۔مجھے بچائیں۔"روتے ہوئے اسے پکارا ان دونوں کے بیچ جلتا ہوا الماری کا دروازہ حائل تھا
"میں آرہا ہوں بیٹا ڈونٹ وری،"اسے تسلی دیتا ادھر ادھر دیکھ کر کوئی چیز ڈھونڈنے لگا بیڈ کی چادر کھینچ کر اتاری اور جمپ لگاتا اس تک آیا اور چادر میں اسکے پورے وجود کو چھپادیا۔
"کچھ بھی ہوجائے آنکھیں نہیں کھولنی اوکے۔"اسے پیار سے سمجھاکر گود میں اٹھاتا باہر کی جانب بڑھنے لگا ،جبھی الماری کا دوسرا دروازہ بھی ٹوٹ کرگرا تھا وہ ایکدم پیچھے ہوا اور پوری طاقت لگا کر دروازے پر لات رسید کی، وہ گھیسٹتا ہوا دور جاگرا تھا۔تیزی سے باہر نکلا دھویں کی وجہ سے آنکھوں میں جلن شروع ہوچکی تھی، دھندلائی نظروں سے ہال کے دروازے تک پہنچنے ہی والا تھا جبھی ایک مضبوط پلر اسکے کندھوں پر گرا تھا۔

"اہ۔۔۔۔۔"پورے وجود میں درد کی ایک تیز لہر اٹھی تھی، لبوں کو سختی سے آپس میں بھینچا اسکی درد بھری کراہ پر صارم سمت باقی ساتھی بھی ہال میں پہنچ گئے تھے۔
"بالاج۔۔۔۔"تیزی سے اسکی جانب بڑھا اور بچی کو اس سے لے کر باقی ساتھیوں نے پلر اسکی پشت سے ہٹایا مگر اسی پل وہ دھڑام سے منہ کے بل زمیں بوس ہوگیا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"صارم کیسے ہوا یہ سب؟"ذوالفقار صاحب تیزی سے اسکی جانب بڑھے وہ ابھی ہوسپٹل پہنچے تھے۔ صارم بھی اپنی ڈریسنگ کروا کر فارحہ کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔
"لڑکیوں کو ریسکیو کرتے ہوئے بالاج کے کندھوں پر پلر گرا تھا مگر ڈاکٹرز اپنا کام کررہے ہیں انشاءاللہ وہ ٹھیک ہوجائے گا۔"انہیں تسلی دیتا بولا جویریہ بیگم ایک بار پھر رو پڑی تھیں۔
"یا اللہ میرے بچے کی حفاظت کرنا۔"آئی سی یو کے دروازے کو دیکھتیں پھوٹ پھوٹ کررو پڑیں۔ روادبہ بھی ماں کی حالت دیکھ کر رو پڑی تھی۔
"سنبھالو جویریہ خود کو تم ایک فوجی کی ماں ہو تمہیں ہر خبر کے لیے پہلے سے خود کو تیار رکھنا چاہیئے نا کہ ایسا بی ہیو کرو۔"ان کے برابر میں بیٹھتے مضبوط لہجے میں بولے تھے مگر وہ ایک ممتا کے دل کو کیسے سمجھاتے۔۔۔۔

اسی وقت آئی سی یو کا دروازہ کھلا تھا وہ سب تیزی سے ڈاکٹر کی جانب بڑھے۔

"ڈاکٹر میرا بیٹا کیسا ہے؟"ذوالفقار صاحب نے بے تابی سے پوچھا۔

"الحمدللہ میجر بالاج از فائن ناؤ۔۔۔کچھ گھنٹوں میں انہیں ہوش آجائے تو ہم انہیں روم میں شفٹ کردیں گے۔ان کے کندھے انجرڈ ہوئے ہیں انشاءاللہ جو چند دن میں ہیل ہوجائیں گے۔"ڈاکٹر نے مسکرا کر خوشخبری دی اور نرس کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔سب نے نم آنکھوں سے اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا جس نے بغیر کسی نقصان کے ان کے بیٹے کی جان بچائی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆

وہ جائے نماز پر بیٹھی سسک رہی تھی۔۔۔اپنے رب سے اس شخص کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی جو کبھی اس کے لیے ناپسندیدہ لوگوں میں شمار ہوتا تھا مگر اب۔۔۔بھرے ہجوم میں بس وہی ایک تھا جو دل کے قریب تھا جس کی محبت میں دانین حسن تڑپ رہی تھی رب سے اسکی زندگی مانگ رہی تھی۔اب تک کوئی خبر نہیں آئی تھی اور یہی خوف اسے درد کی سولی پر چڑھائے ہوئے تھا۔

"یا اللہ پاک اس شخص کو زندگی دے دے... میرے رب اس سے بہت سی زندگیاں جڑی ہیں پلیز میرے مالک اسکے ہر درد کو راحت دے دے۔۔۔"سجدے میں گری اپنے رب سے لوع لگائی ہوئی تھی جبھی کمرے میں اسکے موبائل کی آواز

گونجی تھی۔وہ چونک کر اٹھی اور بے تابی سے فون کی جانب بڑھی "روداب کالنگ" دیکھ کر دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔

"یا اللہ رحم کریو۔۔۔"دھڑکتے دل کے ساتھ کال رسیو کی۔

"ہیلو۔۔۔"

"ہیلو نینی۔۔۔میری جان۔۔۔۔بالاج بھائی کی جان خطرے سے باہر ہے.... ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں تھوڑی دیر میں انہیں ہوش آجائے گا۔"اسکی زندگی سے بھرپور آواز سپیکر میں گونجی تو دانین کو لگا کسی نے ایک قفس زدہ کمرے کی بند کھڑکیاں کھول دی ہوں،اس نے بے اختیار اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

"تم آرہی ہو؟"اسکے سوال پر وہ لب کاٹنے لگی۔

"ابھی تو انہیں ہوش بھی نہیں آیا اور تم سب بھی ابھی وہیں ہو، میں کیا کروں گی۔"بیڈ شیٹ کا ڈیزائن کھروچتے آہستہ سے بولی۔

"چلو ٹھیک ہے پھر تم بھی ریسٹ کرو۔۔۔اللہ حافظ۔"اسے خدا حافظ کرتی کال کٹ کرگئی، لبوں پر ایک نرم سی مسکراہٹ تھی، موبائل سائیڈ میں رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی اسے ابھی شکرانے کے نفل بھی پڑھنے تھے۔

کبھی یوں ملیں کوئی مصلحت کوئی خوف دل میں ذرا نہ ہو

مجھے اپنی کوئی خبر نہ ہو، تجھے اپنا کوئی پتا نہ ہو

.

کبھی دھوپ دے کبھی بدلیاں دل و جاں سے دونوں قبول ہیں
مگر اس محل میں نہ قید کر جہاں زندگی کی ہوا نہ ہو

.

وہ ہزار باغوں کا باغ ہو تیری برکتوں کی بہار سے
جہاں کوئی شاخ ہری نہ ہو جہاں کوئی پھول کھلا نہ ہو

.

ترے اختیار میں کیا نہیں مجھے اس طرح سے نواز دے
یوں دعائیں میری قبول ہوں مرے لب پہ کوئی دعا نہ ہو

.

کبھی ہم بھی اس کے قریب تھے دل و جاں سے بڑھ کے عزیز تھے
مگر آج ایسے ملا ہے وہ کبھی پہلے جیسے ملا نہ ہو

☆☆☆☆☆

اسکی آنکھ کھلی تو پہلی نظر سامنے نماز کا دوپٹہ باندھے ورد کرتیں جویریہ بیگم پر پڑی تھی۔

"مالاج۔۔۔میری جان۔۔۔" اسے آنکھیں کھولتا دیکھ فوراً قریب آگئیں۔

"موم۔۔۔"ہلکا سا مسکرا کر نیم وا آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

"میرا شیر دل بیٹا... "اس کا ماتھا چوم کر پیار سے بولیں، روداب اور ذوالفقار صاحب بھی اسی وقت کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"بھائی۔۔۔"وہ تیزی سے اسکے قریب آئی تھی۔

"آرام سے رودی۔۔۔"ذوالفقار صاحب ہنس کر بولے جو پرجوش انداز میں اسکے گلے لگی تھی۔

"آپ نے تو ڈرا ہی دیا تھا ہم سب کو آپ کو پتا ہے کتنی کیلیریز برن ہوئی ہیں آج آپ کے چکر میں پوری فیملی کی۔"الگ ہوتے اسے گھورا۔

"کیوں ماما اس نے کھانا نہیں کھایا کیا آج؟"شرارت سے ماں سے پوچھا۔

"کھانا۔۔۔آپ کھانے کی بات کررہے ہو ہم سب نے پورے دن آنسوؤں پر گزارا کیا ہے اور اپنی اماں جان کا تو پوچھیں ہی مت، ایک تالاب تو بناہی دیتیں یہ آج آپ کے نام کا۔"صدمے سے بولتی ماں کی پہنچ سے دور ہوئی جو اب اسے گھور رہی تھیں جبکہ باپ بیٹا ہنس پڑے تھے۔

"میرا بہادر جوان"ذوالفقار صاحب نے محبت سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا آج ان کے بیٹے نے ان کا سینہ فخر سے مزید چوڑا کردیا تھا۔جبھی فارحہ اور صارم بھی روم میں داخل ہوئے تھے۔

"او بھئی یہاں تو بس بیک گراؤنڈ میوزک کی دیر ہے۔" صارم نے اس ایموشنل سین کو دیکھ کر چھیڑا تو سبھی ہنس پڑے تھے۔

تمام افراد موجود تھے سوائے اسکے۔۔۔جس کا بالاج ذلفقاد کو شدت سے انتظار تھا مگر اس نے آنا تھا نہ آئی۔۔۔

کافی دیر باتوں کی محفل کے بعد صارم نے سب کو زبردستی گھر بھیج دیا تھا کیونکہ سب ہی پورے دن کے نڈھال تھے۔

"کیا بات ہے تو کیوں ایسے الوّ کی طرح چھت گھور رہا ہے۔" اسے کسی سوچ میں گم پاکر وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

"میرا موبائل کہاں ہے؟"

"پتہ نہیں میس میں ہے شاید، ویسے بھی ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا ہے موبائل از نوٹ الاوڈ۔" اس نے فوراً ہری جھنڈی دیکھا دی۔

"اچھا اپنا دے۔۔"

"کیوں بھئی میں کیوں دوں، میری منگیتر میری کال کا انتظار کررہی ہوگی۔" مزے سے بولا جانتا تھا وہ کیوں فون مانگ رہا ہے۔

"تو دے رہا ہے یا میں اٹھوں۔۔" اسے گھورتا دانت پیس کر بولا۔

"اچھا بتا کرے گا کیا فون کا؟" بالکل انجان بنتا معصومیت سے بولا۔

"خبیث انسان وہ تیری ایک عدد جو بھابھی ہے نا، اسے یاد دلانا ہے کہ میں مرا نہیں ہوں ابھی۔۔۔" تپ کر زور سے بولا وہ ایکدم گڑبڑاتا قریب آگیا۔

"مر کیوں رہا ہے لے کر بات،میں ذرا کافی لے آؤں نیچے سے۔"اسکے پیٹ پر موبائل رکھتا باہر نکل گیا۔ بالاج نے ایک نظر موبائل کو دیکھا اور اسکا نمبر ملا گیا دوسری جانب بس رنگنگ ہو رہی تھی جو اسکا صبر مزید آزما رہی تھی مگر دوسری بیل پر رسیو کرلیا گیا تھا۔

"ہیلو۔۔"اسکی نیند سے بھری خمار آلود آواز نے بالاج ذوالفقار کے دل کو مزید بے قرار کردیا تھا۔

"کچھ احساس ہے شوہر ہوسپٹل میں پڑا ہے اور تم نیندیں پوری کررہی ہو۔"اسکی تپی ہوئی آواز پر دانین حسن کی نیند بھک سے اڑی تھی۔

"ککون۔۔۔"گھبرا کر اٹھ بیٹھی اسکی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آنکھ لگی تھی۔

"جس کی نیندیں اڑا کر اس کے کمرے میں مزے سے نیندیں پوری کررہی ہو اسی سے پوچھ رہی ہو کون!!"بہت دلنشین انداز میں بولا دانین کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔

"اب تک کیوں جاگ رہے ہو؟"خود کو سنبھالتے وال کلاک میں ٹائم دیکھا جو دو بجا رہی تھی۔

"ہاں یہی تو دکھ ہے کہ کیوں جاگ رہا ہوں جبکہ جاگنے کا سامان تو میرے خالی کمرے میں رکھا ہے" اسکی ذو معنی بات اور لہجے پر دانین کو اپنا چہرہ سرخ پڑتا محسوس ہوا۔

"مجھ۔۔مجھے نیند آرہی ہے صبح بات کرنا۔"لہجہ حتیٰ الامکان نارمل رکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔

"ملنے کیوں نہیں آئیں.."اس بار لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔

"ضرورت نہیں سمجھی، سب آ تو گئے تھے پھر ایک میرے نہ آنے سے کیا فرق پڑا۔"چادر پر ٹیڑھی میڑھی لکیریں کھینچتی بولی۔

"کاش دانین حسن تم اتنی سنگ دل نہ ہوتیں تو شاید تمہیں اس الوّ کے پٹھے کی حالت کا کچھ اندازہ ہوجاتا۔۔۔"ترش لہجے میں کہتا کال کاٹ گیا تھا۔دانین نے حیرت سے موبائل کو دیکھا اور چند لمحے اسکے جملے پر غور کرتی رہی۔۔

"کیا کال کروں دوبارہ۔۔۔"ناخن کترتی خود سے مخاطب ہوئی دل کی دھڑکنوں میں ایک شور سا برپا تھا

"نہیں۔۔۔بالکل نہیں۔"دل کی حالت کو سختی سے رد کرتی موبائل سائیڈ پر ڈال کر سونے لیٹ گئی مگر اب یہ ممکن نہ تھا دانین حسن یہ بات اچھی طرح سے جانتی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

وہ ہوسپٹل میں کھڑی نجانے کس دل سے اس شخص سے ملنے چلی آئی تھی جبکہ ابھی خود بھی صحیح طرح صحت یاب نہ ہوئی تھی۔ صرف ایک نظر اسے دیکھنے اسکی خیریت معلوم کرنے۔۔۔ بالاج کے ہوسپٹلائز ہونے اور اسکے ہوش میں آنے کی خبر فارحہ نے آج ہی اسے دی تھی۔ تب اندازہ ہوا کہ وہ واقعی کتنی دور ہوگئی تھی اس شخص سے۔۔۔ لبوں پر ایک افسردہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ مگر اب ایک جھجھک کا شکار تھی جس شخص سے ہمیشہ اسکے دل کا ایک خوبصورت تعلق رہا تھا آج ایک اجنبی بن کر کیسا لگتا؟ نہیں مگر وہ تو اب بھی اسی طمطراق کے ساتھ اسکے دل میں براجمان تھا۔ بالاج ذوالفقار، دانین حسن اور اپنی ذات کے ٹرائی اینگل میں الجھی اسکے کمرے کے دروازے کے پاس آرکی۔۔۔ یہ ایسا ٹرائی اینگل تھا جس میں دانین حسن کا کونہ خودبخود اپنی اہمیت اختیار کر گیا تھا اور اسکی جگہ تو ہمیشہ کے لیے بن چکی تھی، یعنی صرف عدن بشیر ہی تھی جو خوامخواہ اپنے کونے سے لگ کر بیٹھی تھی، یہ جاننے کے باوجود کہ اب بالاج ذوالفقار کبھی اس کونے کی طرف نگاہ نہیں اٹھائے گا، وہ ایک نگاہ بھی نہیں جو ہمیشہ اسے دیکھ کر اٹھتی تھی، وہ نگاہ جس سے عدن بشیر موم کی طرح پگھلنے لگتی تھی وہ ایک نگاہ جس کے بدلے عدن بشیر اپنا سب کچھ تیاگ سکتی تھی۔۔۔

مگر اب سب کچھ ختم ہوچکا تھا۔۔۔

"بالاج ذوالفقار میں نے تمہیں اپنی محبت سے آزاد کیا۔۔۔

میں نہیں جانتی کہ تمہیں بھول بھی پاؤں گی یا نہیں

تمہارا عشق میرے دل کے قید خانوں سے مجھے آزاد کرے گا بھی یا نہیں

مگر عدن بشیر اب تمہارے راستے کی دیوار کبھی نہیں بنے گی

صرف تم ہی قربانی نہیں دے سکتے بالاج ذوالفقار میں بھی اپنا ضبط آزماؤں گی..."

فارحہ سے سچائی جاننے کے بعد وہ بالاج سے کسی جواب طلبی کی متمنی نہ تھی جس سے اس دلربا شخص کی نظریں اسکے آگے ہمیشہ کے لیے جھک جاتیں۔اپنی نم آنکھوں کو صاف کرتی کمرے میں داخل ہوگئی۔وہ آنکھیں بند کیے نیم دراز تھا اسے دیکھ کر ایکدم چونک اٹھا۔

"عدن۔۔۔"بہت آہستہ سے اسکے لب ہلے تھے، اسکی بے ہوشی کے بعد اب اسے دیکھا تھا کتنا بدل گئی تھی وہ ان چند دنوں میں، آسمانی قمیض شلوار پر ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے، آنکھوں میں ایک اداسی سی چھائی تھی بالاج کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

"ایسے کیوں حیران ہورہے ہو۔۔۔کیا میں ملنے نہیں آسکتی؟"ہلکا سا ہنس کر اس کے بیڈ کے سرہانے رکھی چیئر پر آبیٹھی مگر وہ آج خاموشی سے بس اسے تکتا چلا گیا۔

"اور کتنا گلٹی کرو گی۔۔۔" تلخ لہجے میں کہتا اسکے سوگوار چہرے کو پڑھنے لگا عدن نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"نہیں بالاج۔۔۔خدا گواہ ہے میں سب کچھ بھلا کر صرف اپنے دوست کی عیادت کے لئے آئی ہوں" نم آنکھوں سے اسے دیکھتی بولی۔

"میں اس قابل نہیں ہوں عدن۔۔۔مجھ سے اتنا نارمل بی ہیو کر کے اور ذلیل نہ کرو پلیز۔۔۔۔" دکھ سے بولا۔

"میں تمہیں کچھ نہ دے سکا۔۔۔اور جو میری بیوی ہے اسے بھی مجھ سے کسی اچھائی کی توقع نہیں۔۔" ایک زہر خند مسکراہٹ لبوں پر آگئی دانین کے کل کے رویئے نے اسے بہت بدل کر دیا تھا۔

"تم پر میرا کوئی قرض نہیں بالاج۔۔۔اور رہی بات دانین حسن کی تو ہر کسی کو وقت چاہیے ہوتا ہے۔۔۔میں تمہارے لیے دعا کروں گی۔"نم آنکھوں سے مسکرا کر اسے دیکھا اور اسکا ہاتھ تھپک دیا

"میں نے شاید صحیح کہا تھا ایک تم ہی میری عقلمند دوست ہو۔"مسکرا کر اپنا کنولا لگا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ دیا اسی وقت کمرے میں دانین داخل ہوئی تھی اور یہ منظر دیکھ کر اسکا اگلا سانس سینے میں ہی اٹک گیا تھا۔بس ایک لمحہ لگا تھا بالاج کو اسکے ہاتھ پر سے اپنا ہاتھ ہٹانے میں۔۔۔

"ارے میری عدن آئی ہے۔"کمرے میں داخل ہوتیں جویریہ بیگم مسکراتے ہوئے اسکی جانب بڑھیں اور ماتھا چوم لیا جبکہ دانین حسن وہیں دروازے کا ہینڈل پکڑے کھڑی پتھر ہوچکی تھی بمشکل خود کو گھسیٹتی صوفے تک لے آئی۔

"جی آنٹی بالاج کی خیریت معلوم کرنے آئی تھی اب بس چلوں گی۔۔باہر ڈرائیور ویٹ کررہا ہے۔"ہلکا سا مسکرا کر بولی، اسکا مسکراتا چہرہ دیکھ کر جویریہ بیگم کے دل میں ڈھیر سارا اطمینان اتر گیا۔ دانین کو اس لمحے اپنی موجودگی بہت غیر ضروری محسوس ہوئی تھی۔بالاج کی نظریں اسی پر تھیں روز وائٹ گھٹنوں تک آتی فراک اور چوڑی دار پاجامے پر شیفون کا ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے اونچی سی پونی بنائے خود کو اس سارے منظر سے لاتعلق ظاہر کرنے کی کوشش کررہی تھی۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔خیال رکھنا اپنا۔"شفقت سے بولیں۔

"اللہ حافظ.. "دانین اور بالاج پر ایک مسکراتی نگاہ ڈال کر باہر نکل گئی وہ بھی ہلکا سا مسکرا دی تھی۔ اتنی گری پڑی نہ تھی جو اپنی ذات کو یوں بے مول کرتی۔

"صارم کہہ رہا تھا تم ڈسچارج ہونے کی ضد کررہے ہو۔"انہوں نے گھور کر بیٹے کو دیکھا جو اپنی بیوی کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنے میں مگن تھا۔

"تو کب تک اس طرح بندھا پڑا رہوں گا ٹھیک ہوں بالکل"چڑ کر بیڈ کے سرہانے سے لگ کر بیٹھ گیا

"کیا مطلب ہے تمہارا بالاج اگر تم نے ابھی ڈیوٹی جوائن کرنے کا سوچا بھی تو مجھ سے بات مت کرنا۔"ٹفن سے اسکا لنچ نکالتیں غصے سے بولیں۔

"اچھا گھر تو شفٹ ہو سکتا ہوں نا اپنے روم میں۔۔۔"ایک نظر سر جھکائے بیٹھی دانین کو دیکھا جو نجانے کس طرح خود پر ضبط کیے بیٹھی تھی تبھی صارم اور فارحہ روم میں داخل ہوئے تھے ،فائز بھی ساتھ تھا۔

"ہیلو میجر بالاج کیسے ہیں آپ؟..ان لوگوں سے انسیڈینٹ کا پتہ چلا تھا۔"فائز نے خوشدلی سے ہاتھ ملایا وہ اسکی عیادت کے لیے آیا تھا مگر دانین کو دیکھ کر آنکھوں کی قندیلیں جل اٹھیں تھیں۔

"الحمدللہ تمہارے سامنے ہوں۔"لب بھینچ کر مروتاً مسکرادیا۔

"میں نے آپ لوگوں کے مشن کے بارے میں سنا، بڑے زبردست طریقے سے اس گینگ کا خاتمہ کیا ہے۔"متاثر کن انداز میں بولا صارم بھی مسکرادیا۔

"بس اللہ نے مدد کردی ہماری۔۔"

"آؤ بیٹا بیٹھو نا۔"جویریہ بیگم نے ٹیبل پر چائے کا تھرمس رکھتے کہا وہ تو جیسے انتظار میں تھا فوراً دانین کے برابر والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"تھینکس آنٹی۔۔۔"چہک کر بولا بالاج کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہونے لگیں۔

"آپ کیسی ہیں۔۔۔؟"فارحہ بھی اسی کے برابر میں بیٹھی تھی۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔"ان سب کی موجودگی نے اسے سنبھلنے کا موقع دے دیا تھا۔

"اور اسلام آباد گھومیں کچھ؟" نظریں بار بار اسکے چہرے کا طواف کررہیں تھیں۔

"جی پورا گھوم لی اتنا سا تو ہے۔"جلتے لہجے میں مسکراکر بولی تو فارحہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی ایک نظر بالاج کو دیکھا جو اپنی تپتی نگاہوں سے دونوں کو خاکستر کرنے میں لگا تھا، ہاتھ میں موجود گلاس پر گرفت یکدم ہی مضبوط ہوئی تھی اور ایک چھناکے کی آواز سے ہاتھ میں ہی ٹوٹ گیا سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"یہ کیا کیا تو نے۔۔"صارم تیزی سے قریب آیا پورا ہاتھ خونم خون ہوچکا تھا جویریہ بیگم بھی پریشان ہو اٹھیں تھیں۔

"بیٹا کیسے ہوگیا یہ فارحہ نرس کو بلاؤ جلدی۔"ٹشو سے خون صاف کرتیں گھبرا کر بولیں۔

"کچھ نہیں ہوا موم بس بے دھیانی میں ٹوٹ گیا۔۔" نظریں اب بھی اسی پر تھیں وہ بھی حیران سی اسکے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی مگر قریب آنے کی کوشش نہ کی تھی۔نرس نے آکر جلدی سے ڈریسنگ کرکے پین کلر دے دی تھی۔

"آپ سب انہیں ریسٹ کرنے دیں میں نے پین کلر دے دی ہے۔"نرس کے کہنے پر سب باہر نکل گئے تھے مگر بالاج نے صارم کو روک لیا تھا۔

"فائز کو اپنی زبان میں سمجھادے کہ وہ میری بیوی ہے ورنہ میرا انداز تجھے پسند نہیں آئے گا۔"سرد لہجے میں کہتا آنکھیں بند کر گیا جبکہ وہ ہکا بکا کھڑا رہ گیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

کتنا مشکل تھا اس منظر کو ذہن سے مٹانا کتنی بے بس تھی وہ، اسکی بیوی اسکی محرم ہوتے ہوئے اس شخص سے سوال نہیں کرسکتی تھی کہ تم نے کس حق سے عدن کا ہاتھ پکڑا تھا؟ کس حق سے مسکرا کر اسے دیکھا تھا؟ مگر اسے ایسا کوئی حق حاصل نہ تھا سسکتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل پر سبھی چیزیں ایک جھٹکے میں بکھیر ڈالیں وہ آج اس شخص کی نظر میں آنے کے لیے کتنا دل سے تیار ہوئی تھی صرف اپنے کل کے رویئے کا مداوا کرنا چاہتی تھی مگر اس شخص کو کہاں اسکی پرواہ تھی وہ تو اپنے روٹھے عشق کو منانے میں لگا تھا۔

"میں۔۔۔میں ہی احمق تھی جو خود کو بے مول کرنے تم سے ملنے چلی گئی۔۔۔صرف اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر۔"ڈریسنگ کے ساتھ لگی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"تمہارے دل میں صرف عدن ہے تو کیوں میری فیلنگز کے ساتھ کھیل رہے ہو۔۔۔"

"نہیں بالاج ذوالفقار مزید نہیں۔۔۔"اپنے آنسو رگڑتے الماری کی جانب بڑھی اور پاسپورٹ اور ہینڈ بیگ لے کر روم سے باہر نکل گئی۔۔

☆☆☆☆☆

وہ اپنی بالکنی میں کھڑی لان میں پھرتی تتلیوں اور چڑیوں کا رقص دیکھ رہی تھی۔ صرف ایک شخص کے دور ہونے سے زندگی کتنی بدل گئی تھی، کتنی خالی اور بے رنگ لگنے لگی تھی، افسردگی سے سر جھٹکتی کمرے میں آکر بیڈ پر بیٹھ گئی ابھی باتھ لیا تھا اس لیے ہلکی ہلکی سردی محسوس ہو رہی تھی۔

"عدن۔۔۔" فوزیہ بیگم ناک کر کے کمرے میں آئیں تو وہ بیٹھی اپنے بال سلجھا رہی تھی۔ انہوں نے ہاتھ سے برش لیا اور اسکے بالوں میں پھیرنے لگیں۔

"بالاج گھر شفٹ ہو گیا ہے جویریہ نے بتایا سوچ رہی ہوں مل آؤں۔" انکی بات پر سر جھکا گئی۔

"ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے۔" آہستہ سے بولی۔

"عدن بیٹا مجھے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے تم سے۔۔۔" انکی بات پر اس نے رخ موڑ کر انہیں دیکھا۔

"کیسی بات؟"

"حماد کی فیملی تمہارے لیے رشتہ لانا چاہتی ہے۔" اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر پیار سے بولیں جبکہ عدن کو لگا کسی نے کمرے کی چھت اس پر گرا دی ہو۔ یہ کیسے ممکن تھا؟ ڈاکٹر حماد اسکے دل کے تمام راز جان چکے تھے اور وہ خود کسی کی محبت میں

گرفتار تھے۔۔۔

"ماما یہ کیسے ہوسکتا ہے؟"اس نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

"کیوں... کیوں نہیں ہوسکتا، بھلا کیا کمی ہے حماد میں اتنا پیارا بچہ ہے۔"گھور کر اسے دیکھا۔

"ماما آپ سمجھ کیوں نہیں رہیں۔۔۔"لب کاٹتی بے بسی سے بولی۔

"اور۔۔۔اور ڈاکٹر حماد بھی ایسا نہیں چاہتے ہونگے۔"ان کی ڈائری کو کیسے بھول سکتی تھی۔

"میری پگلی بیٹی وہ ہی بھیج رہا ہے یہ رشتہ۔"اسکی ٹھوڑی پکڑتیں ہنس کر بولیں عدن کو لگا جیسے اسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

"کیا!! "وہ اس جھوٹ پر مرکر بھی یقین نہیں کرسکتی تھی دل میں ایک لاوا سا پکنے لگا وہ شخص کیسے سب کو دھوکہ دے سکتا تھا اور کیوں دے رہا تھا بس اسکی کنڈیشن دیکھ کر؟ اسکا غم و غصے سے سر پھٹنے لگا۔

"ماما ابھی میں دوست سے ملنے جارہی ہوں اس ٹاپک کو یہیں روک دیں۔"اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"لیکن ہم دوبارہ یہ ٹاپک ڈسکس کریں گے سمجھ آئی۔"وہ بھی اسے تنبیہہ کرتیں کمرے سے نکل گئیں تھی جبکہ وہ لب بھینچ کر رہ گئی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"عدن۔۔۔تم یہاں؟"اپنے دروازے پر اسے کھڑے دیکھ حیران ہی تو رہ گئے تھے مگر وہ بغیر کچھ کہے اپارٹمنٹ کے اندر داخل ہوگئی۔یہ ایک جدید طرز کا خوبصورت اپارٹمنٹ تھا جسے وائٹ اور بلو تھیم سے ڈیکور کیا گیا تھا۔

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں آپ سے کہ آپ کس کی اجازت سے اپنا رشتہ بھیج رہے ہیں؟"مڑ کر اسے دیکھا لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔

"مجھے کسی کی اجازت درکار نہیں۔"پر سکون لہجے میں کہتے اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"کیا مطلب ہے آپ کا اجازت درکار نہیں آخر آپ کیسے بھیج سکتے ہیں۔"انکا سکون اسے آگ لگا گیا تھا۔

"اچھا۔۔۔کیوں نہیں بھیج سکتا مجھے ریزن دو۔"لہجہ ہنوز وہی تھا وہ بے یقین نظروں سے انہیں دیکھتی چلی گئی۔

"کیا آپ نہیں جانتے.. نہیں جانتے کہ میں کسی اور سے۔۔۔۔"چیختے ہوئے آخر میں آواز رندھ گئی تھی۔

"ہاں مگر وہ ٹاپک کلوز ہوچکا ہے یہ بات تم بھی اچھی طرح جانتی ہو۔۔"اطمینان سے کہتے اسکے سامنے آرکے۔

"اس بات کا تعلق آپ سے نہیں ہے کہ ٹاپک کلوز ہوا ہے یا نہیں سمجھ آئی آپ کے۔۔"اپنی نم آنکھوں سے گھور کر اسے دیکھا جو اسکے صبر کا امتحان لے رہا تھا۔

"کیوں۔۔۔کیوں نہیں ہے میرا تعلق، کیا ساری زندگی اس شخص کے ہجر میں گزار دو گی؟"اسکا بازو پکڑ کر سختی سے بولے۔ عدن نے دنگ انداز میں اپنے بازو پر انکا ہاتھ دیکھا پھر غصے سے انکی سرخ پڑتی آنکھوں میں جھانکا۔

"کیسے بھی گزاروں میں اپنی زندگی مگر آپ کے سہارے تو مر کر بھی نہیں گزاروں گی سمجھ آئی آپ کے۔"اسکی گرفت سے اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرتی غرا اٹھی۔

"میں بھی دیکھتا ہوں کیسے کرتی ہو تم اپنی من مانی، نہ میں نے تمہیں مسز حماد رضا بنایا ہو تو میرا جو چاہے نام رکھ دینا۔"دونوں بازو پکڑ کر خود سے قریب کرتے سرد لہجے میں دھاڑ اٹھے۔ عدن کو اپنا پورا وجود سن پڑتا محسوس ہوا۔

آخر کیوں کر رہے تھے وہ ایسا؟کیوں دے رہے تھے اسے اذیت؟آنکھوں سے خودبخود آنسو گرنے لگے...

"آآپ۔۔۔ایسا... ایسا کیوں کررہے ہیں۔۔۔آپ تو کسی اور کو پسند کرتے ہیں کسی اور سے محبت کرتے ہیں وہ۔۔۔وہ ڈائری.. "اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے انہوں نے جھٹکا دے کر اسے چھوڑا اور لبوں پر ایک زہرخند مسکراہٹ لیے اپنے کمرے کی

جانب بڑھ گئے، وہ بس حیرانگی کی تصویر بنی کھڑی تھی جب وہ اس ڈائری سمیت اسکے نزدیک آرکے تھے۔۔

"اسی ڈائری کی بات کررہیں تھیں نا عدن بشیر تم تو آج دیکھ لو۔۔۔حماد رضا نے کس پتھر کے بت سے عشق کیا ہے۔"سرخ آنکھوں سے ڈائری کو دیکھتے اسکے ہاتھ میں تھما گئے مگر وہ بت بنی کھڑی رہی۔

"دیکھو عدن۔۔۔تم نے ہی کہا تھا نا جس دن آپ نے اس ڈائری کے راز ڈسکلوز کئے میں بھی اپنے راز بتادوں گی۔"

"مگر تمہیں کیا معلوم عدن بشیر تمہارے دل کے رازوں سے حماد رضا پہلے دن سے آگاہ تھا اور نہ ہی تم یہ جان سکتی ہو کہ یہ آگاہی کتنی ظالم شے ہوتی ہے۔"ایک نظر اسکے آنسوؤں سے تر چہرے پر ڈال کر سر جھٹکتے بالکنی کی جانب بڑھ گئے۔عدن نے دھندلائی نظروں سے انہیں جاتا دیکھا اور لرزتے ہوئے ہاتھوں سے ڈائری کھول دی مگر اسکے پہلے صفحے نے ہی اس ڈائری کا عنوان بتادیا تھا جو عدن کو ساکت کرگیا تھا۔

"میرا عشق ہو تیری ذات ہو۔"اس لائن کے نیچے عدن کی چار سال پرانی فیئر ویل کی کھکھلاتی ہوئی تصویر لگی تھی۔اس نے صوفے کی آرم پکڑ کر خود کو گرنے سے بچایا تھا۔۔

ایک عشق وہ تھا جو بالاج ذوالفقار نے اس مٹی سے کیا تھا جس کے لیے وہ اسکے عشق میں ڈوبی لڑکی کو فراموش کرگیا تھا۔۔۔

ایک عشق وہ تھا جو عدن بشیر نے بالاج ذوالفقار سے کیا تھا معصوم جذباتی۔۔۔

اور

ایک عشق حماد رضا نے عدن بشیر سے کیا تھا خاموش پرسکون جو آج تک صرف انہی کے دل کے قیدخانوں میں بند رہا تھا۔۔۔

پوری ڈائری عدن کی پسندیدہ غزلوں اور اسکی کھکھلاتی تصویروں سے بھری پڑی تھی وہ خاموشی سے اپنے کھکھلاتے چہرے کو گھورتی رہی۔۔۔جب انہوں نے اسکے ہاتھ سے ڈائری لے کر بند کردی۔عدن نے چونک کر سر اٹھایا۔

"کھڑی ہو آؤ میں گھر چھوڑ دوں تمہیں۔"سپاٹ لہجے میں کہتے ٹیبل سے کیز اٹھانے لگے مگر وہ وہیں جمی رہی۔

"کیا بات ہے۔۔۔"مڑکر اسے دیکھا۔

"آپ نے کبھی بتایا کیوں نہیں۔۔"لب کاٹتے آہستہ سے بولی وہ ایک گہری سانس بھرکر رہ گئے۔

"بالفرض میں بتا بھی دیتا تو کیا تم مجھے مثبت جواب دیتیں خود اپنے دل سے پوچھو۔۔۔"اس کے برابر میں بیٹھتے اس کا رخ اپنی جانب کیا جو اپنے آنسو روکنے

کی ناکام کوشش کررہی تھی۔

"او۔۔اور اب اب کیوں کیا.. "سسکتے ہوئے انہیں دیکھا۔

"اب رسک نہیں لینا چاہتا، اپنی قسمت آزمانا چاہتا ہوں، جیسے تم بے بس تھیں اپنی محبت میں۔۔میں بھی بالکل ویسے ہی بے بس ہوں تمہارے سامنے۔"لبوں پر ایک بے بس سی مسکراہٹ آئی تھی عدن انہیں تکتی چلی گئی۔

"مت دیکھو ایسے ورنہ آج ہی نکاح کے لیے تمہارے والدین کے گھر پہنچ جاؤں گا۔"اسکے براؤن خوبصورت کنچوں میں دیکھ کر بظاہر ہنستے ہوئے بولے جبکہ عدن کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا تھا وہ فوراً چہرہ جھکا گئی۔۔

"عدن۔۔۔"اسکا ہاتھ تھام کر شدت سے پکارا۔

"انکار تو نہیں کروگی نا؟"بہت مان سے پوچھا تھا عدن نے ایک نظر انکے ہاتھ میں موجود اپنے ہاتھ کو دیکھا۔

"آپ گھر چھوڑ رہے ہیں یا مجھے خود جانا پڑے گا۔"ہلکا سا مسکرا کر انہیں دیکھا ڈاکٹر حماد کے لبوں پر بھی دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اوکے چلو۔۔۔"کیز اٹھاتے اسکے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے،اس فیصلے پر اسکا دل مطمئن تھا کیونکہ اللہ نے جس شخص کو اس کے لیے چنا تھا وہ کم ظرف نہیں تھا اور اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔آج جان گئی تھی کہ وہ اللہ کے صابرین لوگوں کی

فہرست میں تھی جنہیں اللہ آزما کر نوازتا ہے۔

☆☆☆☆☆

"دانین بتارہی تھی کافی بہتر ہے اب طبیعت۔"

"ہاں اللہ کا شکر ہے زیادہ خطرناک چوٹ نہیں تھی۔"اپنے دکھتے سر کو دباتا بولا۔۔

"اور ڈیوٹی کب سے جوائن کررہا ہے ابھی بالکل مت کریو کچھ دن کا بریک لے بلکہ ایسا کر یہاں کینیڈا آجا۔"اسکی بات پر بالاج کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔

"سیدھا بول نا بہن یاد آرہی ہے۔"اسکے میٹھے سے طنز پر اسد کا جاندار قہقہہ گونجا تھا۔

"کچھ بھی کہہ مگر ہولی ڈیز یہیں گزارنی ہیں تو نے۔"وہ بھی دھونس سے بولا۔

"چل ٹھیک ہے پھر بات ہوگی۔۔"خدا حافظ کہتا کال کاٹ گیا تھا۔اسے گھر شفٹ ہوئے دو دن ہوچکے تھے مگر اس سے سامنا نہ ہونے کے برابر ہوا تھا رات کو بھی نجانے کہاں سوتی تھی جو اب تک جویریہ بیگم کی نظروں میں نہ آسکی تھی وہ جیسے اسکے ضبط کا امتحان لے رہی تھی جس میں بالاج ذوالفقار بری طرح ناکام ہوا تھا کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹتے آدھا گھنٹہ ہوچکا تھا سوچ سوچ کر سر درد سے پھٹنے کو تھا باتھ لینے کی غرض سے الماری کھولی اور اپنی جھنجھلاہٹ بیچارے تہہ شدہ کپڑوں پر نکالنے لگا تبھی دانین کا بیگ اور اینویلپ نیچے گرا تھا شاید عجلت میں رکھا

گیا تھا۔اس نے جھک کر بیگ اور اینویلپ اٹھایا۔

"یہ کیا ہے۔"الٹ پلٹ کر اینویلپ کو دیکھا اور کھول لیا۔

"اوہ۔۔۔تو فرار ہونا چاہتی ہو تم۔"ماتھے کی رگیں یکدم ہی تن گئیں اینویلپ کو مٹھی میں دباتا سختی سے جبڑے بھینچ گیا۔

"میں بتاتا ہوں تمہیں تو۔"دونوں چیزیں کبڈ میں پھینک کر باہر کی جانب بڑھ گیا وہ رودابہ کی کسی بات پر مسکراتی اوپر ہی آرہی تھی اسے دیکھ کر دونوں ہی رک گئیں۔

"ارے بھائی آپ کی اماں جان نے دیکھ لیا نا کہ آپ کمرے سے باہر نکل کر ان کا کرفیو ختم کرنا چاہتے ہیں سوچ لیں خیر نہیں پھر۔"جویریہ بیگم کی حد سے زیادہ احتیاط پر ہنستے ہوئے بولی مگر بالاج کی سرخ نگاہیں اس پر تھیں جو اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ گئی تھی رودابہ کو نظر انداز کرتا اس تک آیا اور کلائی جکڑ کر کمرے کی طرف لے جانے لگا۔ دانین نے دنگ نظروں سے اسے پھر مڑ کر رودابہ کو دیکھا جو کندھے اچکا کر مسکراتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔آخر مسئلہ کیا ہے ہاں۔"دبی دبی آواز میں غراتے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر وہ گھسیٹتا ہوا کمرے میں لے آیا اور دھاڑ کی آواز سے دروازہ بند کیا دانین نے ایکدم اپنی آنکھیں میچ لیں۔

"بتاتا ہوں ابھی کیا مسئلہ ہے میرا۔"ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈال کر الماری کی جانب بڑھا وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جب اس نے اینویلپ نکال کر اسکے منہ پر پھینکا۔

"کیا ہے یہ ہاں کیا ہے یہ سب۔"دھاڑتا ہوا اس کے نزدیک آیا دانین نے بھی سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"کیوں دیکھا نہیں تم نے۔۔۔میرا پاسپورٹ اور ویزا ہے، بہت جلد جانے والی ہوں یہاں سے ،پھر جو دل چاہے کرتے پھرنا۔۔۔"لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ آگئی تھی۔

"کیا مطلب ہاں تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں من مانی کرنے دوں گا؟"اس کا بازو اپنے آہنی شکنجے میں جکڑتا دھاڑ اٹھا۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔اس ڈرامے کی ضرورت نہیں، میں کینیڈا جاکر سب کلیئر کردوں گی، کوئی تم پر انگلی نہیں اٹھائے گا، پھر جیسے چاہے اور جس کے ساتھ چاہے زندگی گزار سکتے ہو۔"اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر"جس"پر زور دیتی بولی تھی۔

"اچھا ذرا بتاؤ مجھے.... کس کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں میں اپنی زندگی۔"اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر قریب کرتا گھمبیر لہجے میں بولا دانین کے حلق میں ایک گولہ سا اٹکنے لگا اپنا چہرہ چھڑاتی رخ موڑ گئی۔

"جس سے محبت کرتے ہو اسکے ساتھ۔۔۔میں اور۔۔۔میری فیملی تمہارے قرض

دار ہیں تم نے برے وقت میں ساتھ دیا تھا مگر میں نہیں چاہتی کہ تم ساری زندگی اس کمپرمائز کے ساتھ گزار دو۔" لہجے کو ہر صورت نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی مگر ان آنکھوں کا کیا کرتی جو ضبط نہ کر سکیں تھی بالاج نے ایک جھٹکے سے اسے دوبارہ اپنے قریب کیا تھا وہ سہمی ہوئی نم نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی

"یہ کیسا کمپرمائز ہے کہ میں ساری دنیا سے بیزار بس ان دو نین کو ڈھونڈتا ہوں۔۔۔اس کمپرمائز میں کیسی لذت ہے کہ میں دانین حسن کو ہمیشہ اپنے قریب رکھنا چاہتا ہوں، بتاؤ مجھے نین تمہارا تم کہنا کیوں اچھا لگنے لگا ہے بالاج ذوالفقار کو۔۔۔"اسکی ٹھوڑی پکڑ کر عجب کھوئے کھوئے لہجے میں بولا دانین نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

"بتاؤ دانین حسن کیا تم بھی ایسا کمپرمائز کر رہی ہو..."لبوں پر دلنشین مسکراہٹ تھی جیسے اسکی گھبراہٹ سمجھ رہا ہو۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔"اسے دھکا دینا چاہا مگر یہ اتنا آسان نہ تھا۔

"جانتی ہو اس مشن کو اتنے دن پینڈنگ میں ڈال کر کتنی بڑی غلطی کی۔۔۔کاش میری زندگی کے پہلے مشن میں ہی تم سے ٹکراؤ ہو جاتا تو اتنا عرصہ اتنا خالی نہ پھرتا۔۔۔"اسکے لب پر اپنی انگشتِ شہادت پھیرتے اسکے بےیقین سیاہ نین میں جھانک رہا تھا۔

"جھوٹ...اگ.. اگر ایسا ہوتا تو تم عدن کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ نہ رکھتے۔۔اسے مسکرا کر نہیں دیکھتے۔۔ یہ اس لیے ہوا۔۔۔کیوں۔۔۔کیونکہ وہ تم سے محبت کرتی ہے اور تم بھی اس... "سر نفی میں ہلاتے بھرائے لہجے میں بول رہی تھی مگر وہ لب پر انگلی رکھ کر خاموش کراگیا۔

"وہ مجھ سے محبت کرتی ہے یا کرتی تھی... یہ عدن بشیر کا مسئلہ ہے۔۔۔مگر میں نے ہمیشہ اسکا احترام کیا ہے، دوست سمجھا ہے۔۔اور شاید اگر زندگی میں تم نہ ہوتیں تو وہ آ بھی جاتی مگر اب۔۔۔"اس کا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ تھام کر اپنے دل پر رکھ دیا۔

"اب یہاں ان دو نین کے علاوہ کچھ نہیں۔۔اور اس بات کی اجازت تمہیں بھی نہیں دونگا دانین حسن کہ میرے دل اور میرے بیچ آؤ"اسکے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کرتا بولا۔

سُنا ہے حشر ہیں اُس کی غزال سی آنکھیں
سُنا ہے اُس کو ہرن دشت بھر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے اُس کی سیاہ چشمگیں قیامت ہے
سو اُس کو سُرمہ فروش آہ بھر کے دیکھتے ہیں

اسکے خوبصورت لہجے پر دانین حسن کا دل بہت زور دھڑکا تھا۔

"کہاں سے لائی ہو یہ آنکھیں؟"لہجہ بہت بے بس سا تھا اسے لگا وہ اس شخص کی

قربت سے پگھل جائے گی ایکدم اس سے دور ہوئی۔
"اتنی خاموش تو کبھی نہیں رہیں۔۔۔"اسکے بال کیچر سے ایک جھٹکے سے آزاد کرائے تھے۔
"دیکھو تم۔۔تمہاری طبیعت خراب ہے تمہیں ریسٹ کرنا چاہیئے" نظریں چراتے کترا کر نکلنا چاہا بھلا وہ کہاں تیار تھی اسکے اس خوبصورت اظہار کے لیے۔
"ابھی تو کسی اور کی حالت خراب لگ رہی ہے۔"محفوظ ہوتے اسکی گھبرائی گھبرائی صورت اپنی جانب کی دانین نے ایک نظر اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں بس وہ تھی اور اسکے خوبصورت نین۔۔۔چند پل یوں ہی بیت گئے۔
"کیا سچ میں اتنا پیارا ہے یہ کمپرمائز؟"اسکے کھوئے کھوئے لہجے پر بالاج نے اسے دیکھا۔
"اسکے لیے تمہیں بالاج ذوالفقار کو قریب سے جاننا پڑے گا"
"بولو۔۔۔کیا میجر بالاج ساری زندگی کے لیے قبول ہے؟"وہ گھمبیر لہجے میں بولا مگر اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ آنکھیں بھی کھولتی بس مسکراتے ہوئے اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی۔اس خوبصورت انداز پر بالاج ذوالفقار دل و جاں سے فدا ہوتا مضبوطی سے اسے اپنی بانہوں میں قید کر گیا۔۔

☆☆☆☆☆

رات کے ایک بجے کے قریب ڈارک گرین کرتا پاجامہ میں دوپٹے سے بے نیاز بیڈروم میں داخل ہوئی جہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا اپنی کہنی سے دروازہ بند کیا کیونکہ چاروں ہاتھ پاؤں پر مہندی لگی تھی جو ابھی پوری طرح سوکھی نہیں تھی۔اسے سوتا دیکھ اسکا پارہ چڑھ گیا۔

"میں کب سے اپنی کمر تڑوا کر مہندی لگ وارہی تھی اور یہاں اطمینان سے سو رہے ہو تم۔"اسکے منہ پر سے کمفرٹر ہٹاتے چیخی۔

"یار ڈسٹرب نہ کرو کل میرا ریسپشن ہے اور میں بالکل فریش دکھنا چاہتا ہوں۔"واپس اپنا منہ ڈھانپتے نیند بھری آواز میں بولا۔ وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی مطلب دلہن سے زیادہ اسے اپنی پرواہ تھی۔

"میجر بالاج اگر تم ایک منٹ کے اندر اندر نہیں اٹھے تو میں اپنی پوری مہندی دھو دوں گی سمجھ آئی۔"دھمکی دیتے واشروم کی جانب بڑھ گئی اور بالاج کی اگلے سیکنڈ ہی نیند اڑن چھو ہوچکی تھی۔

"نین مار کھاؤ گی مجھ سے۔۔۔"کمفرٹر سائیڈ پر پھینکتا پیچھے بھاگا اتنی مشکلوں سے تو مہندی لگوائی تھی اس نے۔۔۔

"نہیں تم سوکر نیند پوری کرو۔۔۔"تپ کر بولی جبکہ بالاج کی نظریں اس پر تھیں جو آج کچھ زیادہ ہی دلکش لگ رہی تھی اور اس پر مہندی۔۔۔وہ جیسے بے خود سا

ہو گیا۔

"میں کیا کہہ رہی ہوں۔"گھور کر بولی۔

"بولو نا کیا کہہ رہی ہو"وہ مخمور لہجے میں بولا دانین کے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

"تم۔۔۔تم نے کہا تھا آئسکریم کھل۔۔کھلاؤ گے میں نے مہندی لگوائی تو۔"اسے وعدہ یاد دلایا۔

"میرا دماغ خراب ہے جو اتنی ٹھنڈ میں آئسکریم کھلاؤں اور اپنا ریسپشن برباد کرلوں۔"اسے اپنے حصار میں لیا۔

"تم نے وعدہ کیا تھا مجھ سے مہندی لگواتے وقت۔۔"اس سے دور ہو کر بولی۔

"وہ تو آنٹی اور موم کے سامنے تمہیں چپ کرانے کے لیے کہا تھا میری بھولی بلی۔"مسکراتے ہوئے اسکے تپے تپے نقوش دیکھے ۔

اسد بھی فیملی سمیت کینیڈا سے ان کا ولیمہ اٹینڈ کرنے آیا ہوا تھا۔

"دور ہٹو، میں نے تم سے بڑا دھوکے باز نہیں دیکھا نہ اس پورے مہینے میں کہیں گھمایا فارحہ کا کزن فائز بتارہا تھا مارگلہ ہلز پر سنو فال ہوتی ہے وہ بھی نہیں دکھائی تم نے۔"پھاڑ کھانے والے انداز میں کہتی بیڈ سے اتری اسکے ذکر پر بالاج کے چہرے کے زاویئے پل میں بگڑے تھے۔

"اب اسٹریلیا میں مجنوں بنا گھوم رہا ہو گا۔" آہستہ سے بڑبڑایا کیونکہ صارم نے ہی اسکی روانگی کی خبر دی تھی۔

"کیا کہا۔۔۔" گھور کر اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ آؤ تمہیں اچھی سی کہانی سناؤں۔" اپنی ہنسی دباتا بولا اسکی ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔

"میں جان سے مار دوں گی تمہیں اگر کوئی قصہ لے کر بیٹھے۔۔۔" اسکی کہانی وہ ایک ماہ میں اچھی طرح سمجھ گئی تھی، بالاج نے گھور کر اسے دیکھا اور چھوٹی سی شرارت کرگیا دانین نے زور سے بال کھینچے اور دور ہٹتی رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔

"یار اچھا کل کھالینا ناشتے پر بس۔۔" اسکے روٹھنے پر پھر چھیڑا مگر وہ خاموشی سے اپنی سوکھی مہندی اکھاڑتی رہی۔

"کیسے مانو گی؟" اسکے کندھے پر اپنا چہرہ ٹکاتے پیچھے سے حصار میں لیا۔

"ہٹو بات مت کرو مجھ سے۔" اپنے کندھے سے اسکا چہرہ ہٹایا۔

"ظالم لڑکی۔۔۔ اٹھو چین نہ لینے دینا مجھے۔" ایک گہری سانس بھرتا بیڈ سے اترا دانین کی آنکھیں ایکدم چمک اٹھیں، اپنا دوپٹہ اٹھاتی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شال اڑھو۔۔۔ اور ہاتھ بالکل کور کرو ایک جھلک بھی نظر نہیں آنی چاہیئے۔" گھور کر اسے شال اڑھائی وہ بس آنکھیں گھما کر رہ گئی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

وہ کار کے پاس کھڑی بالاج کا ویٹ کررہی تھی ہر طرف سناٹا چھایا تھا پورے اسٹریٹ پر بس ایک دو شاپس ہی کھلی تھیں۔ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہوتے مسکراکر سختی سے شال اپنے گرد لپیٹ لی۔ اسے ہمیشہ سے ایسا سرد موسم بہت پسند تھا مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ اسکا رب یہ موسم اسے من چاہے شخص کے ساتھ عطا کردے گا۔

"دانین۔۔۔"جب ہی کسی نے اسے پکارا تھا اس نے مڑ کر دیکھا بلیک سوئٹر اور جینز میں زید کھڑا اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"زید۔۔۔تم یہاں۔۔"اس نے بھی تعجب سے اسے دیکھا اس رات کے بعد شاید ہی کبھی وہ یاد آیا ہو

"میں آفس کی جانب سے میٹنگ اٹینڈ کرنے آیا تھا اسلام آباد۔۔۔اور تم؟"اسکی کھلتی رنگت پر پیاری سی مسکان اور مہندی سے سجے ہاتھ پاؤں زید کے دل میں لگی پچھتاوے کی آگ کو مزید ہوا دینے لگے

"میں تو یہیں رہتی ہوں۔"عام سے لہجے میں کہتی آئسکریم شاپ کو دیکھنے لگی جہاں سے بالاج اسکا فیوریٹ فلور لے کر تیزی سے آرہا تھا۔

"کس کے ساتھ؟"دل میں ایک مبہم سی امید تھی کہ وہ شاید کسی کے نام سے نہ

جڑی ہو۔

"اپنے شوہر کے ساتھ۔۔"اپنے عقب سے ایک گرجدار آواز سنی تو ایکدم چونک کر مڑا۔

"سر تیمور آپ۔۔۔"اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا جو اب دانین کے کندھے پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھا چکا تھا دانین بےخود سی اسے تکتی چلی گئی۔

"ہاں میں اور میرا نام تیمور نہیں میجر بالاج ذوالفقار اور یہ میری وائف دانین بالاج۔ "بظاہر مسکرا کر بولا۔ ورنہ بس نہیں چل رہا تھا اس شخص کی آنکھیں نکال دے جو فرصت سے کھڑا اس کی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔دانین کے لبوں پر ایک مسکراہٹ دوڑ گئی نظریں اب بھی اسی پر تھیں، زید کا رنگ ایک پل کے لیے بالکل زرد پڑ گیا۔

"اف یو ڈونٹ مائنڈ ہمیں جانا ہے،ویسے کل ہمارا ریسیپشن ہے ضرور آنا۔"بالاج کی آواز پر وہ جیسے ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔

"میں چلتا ہوں خوشی ہوئی، آپ دونوں سے مل کر۔"بمشکل خود کو نارمل رکھ کر کہتا اپنی کار کی جانب بڑھ گیا۔

"ہاں وہ تو تیری شکل بتارہی تھی۔۔۔"گھور کر اسکی پشت کو دیکھا اور پھر دانین کو جو نرم سی مسکان لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"مت دیکھو عشق کر بیٹھو گی۔"اسکی ناک کھینچ کر کار کا دروازہ کھولا۔

"اوہ۔۔۔نری خوش فہمی۔"آنکھیں گھماتی شاپر لے کر کار میں بیٹھ گئی،اب بھلا کیا کہتی یہ واردات اسکے دل پر کب کی ہوچکی تھی۔بالاج کا زوردار قہقہہ گونجا تھا۔

"مائی لو تمہارے دل کی ایک ایک سرگوشی جانتا ہے بالاج ذوالفقار۔"کار میں بیٹھ کر اسکا ماتھا چوما دانین حسن کو اپنا چہرہ سرخ پڑتا محسوس ہوا لبوں پر ایک دبی سی مسکراہٹ تھی۔وہ دل کا مکین تھا بھلا کچھ چھپ سکتا تھا اس سے۔کار اسٹارٹ کرتے ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالی وہ کھل کر مسکرادی تھی۔۔۔بالاج ذوالفقار کے دل کی مکین بھی وہ ہی تھی اور یہ بات اسے اسکے منہ سے سننے کی ضرورت نہیں تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆

ختم شد